مدارس عربیہ اور قانون سے متعلق طلباء وطالبات کیلئے

اصولِ میراث

تالیف

محمد مظفر رشید شاہ

نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

ناشر مکتبہ جامعہ فریدیہ ساہیوال فون 040-4466685 040-4466985

درجہ عالیہ (مدارس عالیہ) اور لاء سے متعلق طلباء و طالبات کیلئے

علم میراث کی لاجواب کتاب

تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم

اصول میراث

تالیف

علامہ مفتی محمد مظہر فرید شاہ

نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

ناشر: مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال فون: 040-4466685

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- اُصول میراث

تالیف ---------- علامہ مفتی محمد مظہر فرید شاہ

نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

تزئین ---------- محمد ندیم طیب فریدی

فریدیہ کمپیوٹر لیب جامعہ فریدیہ

کمپوزنگ ---------- محمد رضوان محمود

متعلم جامعہ فریدیہ ساہیوال

پروف ریڈنگ ---------- جملہ کلاس دورۃ الحدیث 2006ء

ناشر ---------- مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

تعداد ---------- ایک ہزار

قیمت ---------- -/75 روپے

---------- دوسرا ایڈیشن

ملنے کا پتہ

مکتبہ نظامیہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال

انتساب

اس تالیف "اصول میراث" کو میں اپنے والدین کریمین کے ذریعہ دربار رسالت ﷺ میں پیش کرتے ہوئے خالق ارض و سموات، معبود سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ صمدیت جل جلالہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عزو شرف

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

احقر العباد

محمد مظہر فرید شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

جب میں درس نظامی کی تکمیل سے فارغ ہوا تو اپنے والد گرامی قدر سیدی، مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال کے حکم کے مطابق تدریس میں مصروف ہو گیا تدریس کے پہلے سال بیضاوی، سلم العلوم، مناظرہ رشیدیہ، حسامی، ھدایہ، شرح جامی، میبذی، اور سراجی جیسی کتب پڑھانے کا موقع ملا لیکن علم میراث کی اہمیت کے پیش نظر بعض طلباء نے ایک مہینے میں فقط علم میراث پڑھنے کا تقاضہ کیا۔ چنانچہ والد گرامی حضرت فخر العصر دامت برکاتہم العالیہ کی اجازت سے جامعہ فریدیہ میں دورہ میراث کے عنوان سے مارچ ۱۹۹۲ء میں ایک مہینہ کا کورس رکھا گیا جس میں مدارس عربیہ کے ذہین طلبہ کرام، فاضل علماء عظام، لاء سے متعلق احباب اور سرکاری ملازمین نے نہایت ہی جذب و شوق سے شرکت کی۔ جس سے مجھے کافی حوصلہ ملا اور علم میراث کے ساتھ علمی حلقوں کے شغف کا مزید احساس ہوا۔

ساتھیوں کے اصرار اور اس احساس نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے حوالے سے ایک ایسی کتاب ترتیب دینے پر ابھارا جو مختصر تو ہو لیکن جامع بھی جس میں تقسیم وراثت سے متعلقہ چھوٹے بڑے تقریباً تمام مسائل کا حل مذکور ہو۔ چنانچہ دورہ میراث میں لکھوائے گئے امور کو کتابی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جسے علمی حلقوں نے ایک مستحسن اقدام قرار دیا اس پر تقصیری کی یہ کتاب "اصول میراث" پیش

خدمت ہے۔ استفادہ کرنے والے حضرات سے التماس ہے کہ دنیا و عقبیٰ میں میری فلاح و بہبود کی دعا فرمائیں اور کتاب میں میری کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے درگزر فرمائیں۔

آخر میں مولانا مفتی محمد امین کریمی صاحب اور حافظ سید مقبول شیرازی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مسودہ کی تیاری میں میرا تعاون کیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد

مظہر فرید شاہ

مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال

جنوری ۱۹۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آباء کم وابناء کم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیما حکیما ۔ (النساء آیت 11 پارہ 4)

ترجمہ: تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کون ان میں سے زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے میں یہ حصے مقرر ہیں اللہ کی طرف سے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا بڑا دانا ہے۔

وتعلموا الفرائض وعلموها الناس فانی امرؤ مقبوض وان ھذا العلم سیقبض ، وتظھر الفتن ،حتی یختلف الاثنان فی الفریضۃ ،فلا یجدان من یفصل بینھما . (سنن الدارمی مقدمہ)

ترجمہ: (اے لوگو) علم فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں (اس دنیا سے) رخصت ہونے والا ہوں اور یہ علم (فرائض) بھی عنقریب (دنیا سے) اٹھا لیا جائے گا۔ اور (مستقبل میں) حالات یہاں تک ناگفتہ بہ ہوں گے کہ دو شخص وراثت میں جھگڑا کریں گے پس (لیکن) کسی ایسے شخص کو نہ پاسکیں گے جو ان کے درمیان (وراثت سے متعلق) فیصلہ کردے۔

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف ، ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد ، فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث ،فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس، من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین ،آباء کم وابناء کم لا تدرون ایھم

اقرب لكم نفعا، فريضة من الله ،ان الله كان عليما حكيما .....

ولكم نصف ماترک ازواجكم ان لم يكن لهن ولد، فان كان لهن ولد فلكم الربع مما تركن من بعد وصية يوصين بها او دين، ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد ، فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية يوصون بها او دين . .....

وان كان رجل يورث كلالة او امراة وله اخ او اخت فلكل واحد منهما السدس فان كانوا اكثر من ذالک فهم شركاء في الثلث من بعد وصية يوصى بها او دين غير مضار، وصية من الله والله عليم حكيم . (النساء آیت نمبر 12_11)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا (حصہ) برابر ہے دوعورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کیلئے دو تہائی ہے۔ جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کیلئے نصف ہے۔ اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اس سے جو میت نے چھوڑا بشرطیکہ میت کی اولاد ہو۔ اگر نہ ہو اس کے اولاد اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ (اور یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو میت نے کی اور قرض ادا کرنے کے بعد تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے

میں یہ حصے مقرر ہیں اللہ کی طرف سے بے شک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے اور تمہارے لئے نصف ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد۔ اور اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لئے چوتھائی ہے اس سے جو وہ چھوڑ جائیں۔

(یہ تقسیم) اس وصیت کے پورا کرنے کے بعد ہے جو وہ کر جائیں اور قرض ادا کرنے کے بعد اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے۔ اس سے جو تم چھوڑو بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو۔ اور (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کیلئے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب شریک ہیں تہائی میں۔ (یہ تقسیم) وصیت پوری کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ اس سے نقصان نہ پہنچایا گیا ہو (یہ نظام وراثت) حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے۔

یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ،ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ،ولہ اخت فلھا نصف ماترک ،وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک ، وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء، فللذکر مثل حظ الانثیین، یبین اللہ لکم ان تضلوا واللہ بکل شی علیم (النساء،186)

ترجمہ: (اے میرے رسول) فتویٰ پوچھتے ہیں آپ سے آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے نہ ہو جس کی اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا۔ اس سے جو اس نے چھوڑا اگر وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے۔ صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام تا کہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

مقدمہ

سوال۔ علم فرائض کی تعریف موضوع اور غرض وغایت بیان کریں؟

جواب۔ فرائض فریضۃ کی جمع ہے۔جس کے معنی ہیں مقررہ حصہ اور اصطلاح میں علم فرائض اس علم کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ میت کے ترکہ (مرنے والے کا بچا ہوا مال) میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو۔

موضوع

علم فرائض کا موضوع ترکہ اور وارث ہے۔ کیونکہ علم فرائض میں ترکہ اور وارث کے متعلق ہی بحث ہوتی ہے کہ متوفی کے ترکہ کے کون کون سے افراد وارث بنتے ہیں۔

غرض وغایت

ورثاء تک ان کا پورا پورا حق پہنچانا یہ علم فرائض کی غرض وغایت ہے۔

سوال۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں علم فرائض کی اہمیت پر روشنی ڈالیں؟

جواب۔ حقوق وفرائض کی ادائیگی سے قابل رشک نظام حیات تشکیل پاتا ہے۔ جیسے زندہ افراد کے اموال سے لوگوں کے حقوق وابستہ ہوتے ہیں اسی طرح مردہ لوگوں کے اموال میں دوسرے لوگوں کا حق ہے۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کے واسطہ سے لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور افراد کے حقوق کا تعین کیا قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

لاتدرون ایهم اقرب لکم نفعاً فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیماً حکیماً

(النساء، آیت نمبر۱۱)

ترجمہ۔ اے لوگو! تم یہ نہیں جانتے ہو کہ لوگوں میں سے تمہارے لئے نفع کے اعتبار سے کون زیادہ قریب ہے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردیا گیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بے پناہ علم والا حکمت والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نارسا عقل انسانی انسانوں کے صحیح حقوق کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ بلکہ انسانی فکر کے مطابق نفع ونقصان کا معیار قانون الٰہی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا جس کسی کا جو جو حصہ قدرت نے مقرر کردیا ہے اس کی حقیقت اگرچہ معلوم نہ ہوسکے وہ تقسیم الٰہی بہرحال انسانوں کے لئے بہتر اور مفید ہے۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من فر میراث وارثہ قطع للہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ

ترجمہ: جو شخص اپنے وارث کی میراث سے راہ فرار اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا)

ایک دوسرے مقام پر حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فانھا نصف العلم (ابن ماجہ کتاب الفرائض)

ترجمہ۔ اے لوگو! علم فرائض کو سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔

سوال۔ علم فرائض کے نصف علم ہونے کی وضاحت کریں؟

جواب۔ علم فرائض کے نصف علم ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں

1۔ باعتبار حالت

انسان کی دو حالتیں ہیں ۔ زندگی اور موت ۔ علم فرائض کے علاوہ باقی تمام دینی علوم کا تعلق انسان کی حالت حیات سے ہے ۔ جبکہ علم فرائض کا تعلق انسان کی حالت ممات سے ہے۔

2۔ باعتبار سبب ملک

ملک کے دو سبب ہیں

الف ۔ضروری ب ۔ اختیاری

علم فرائض کے علاوہ باقی تمام علوم ملک اختیاری کا سبب بنتے ہیں ۔ جبکہ علم فرائض ملک ضروری کا سبب بنتا ہے ۔ فقہاء بیان فرماتے ہیں کہ وارث اگر اپنا حصہ لینے سے انکار کر دے تو قاضی اسکا حصہ جبراً اس کے حوالے کرے۔

سبق نمبر 1

ترکہ سے متعلق حقوق کا بیان

سوال۔ میت کے اموال متروکہ سے کون کونسے حقوق واسطہ ہیں وضاحت کریں

جواب۔ میت کے اموال متروکہ سے بالترتیب چار حقوق واسطہ ہوتے ہیں۔

۱۔ تجہیز و تکفین ۲۔ قضائے دین ۳۔ وصیت ۴۔ تقسیم وراثت

1۔ تجہیز و تکفین

ترکہ سے متعلق پہلا حق تجہیز و تکفین ہے۔ جہاز ایسے ضروری امور کو کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران مسافر جن کی طرف محتاج ہو۔ اس طرح تجہیز کا مطلب یہ ہوا کہ میت کے سفر آخرت میں میت کے لئے ضروری اشیاء کو فراہم کرنا۔ جیسے غسل تابوت اور کفن و دفن۔ تکفین بھی تجہیز میں داخل ہے۔ یہ تخصیص بعد التعمیم ہے۔

معیار کفن باعتبار قیمت

میت کو کفن دیتے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ میت اپنی زندگی میں کیسا لباس زیب تن کیا کرتا تھا۔ جس معیار کا کپڑا وہ اپنی زندگی میں استعمال کیا کرتا تھا۔ کفن بھی اسی معیار کے کپڑے کا دیا جائے گا۔ اس معیار سے قیمتی کپڑے میں کفن دینے کو تبذیر (فضول خرچی) کہتے ہیں اور اس معیار سے گھٹیا کپڑے میں کفن دینے کو تقتیر (کمی کرنا) کہتے ہیں۔

اگر کسی شخص کا معیار لباس مختلف ہو یعنی کبھی تو وہ کام کاج کے لئے ادنی

سالباس پہنتا ہو اور کبھی دوستوں سے ملاقات کے لئے اوسط درجے کا لباس پہنتا ہو اور کبھی تقریبات میں شمولیت کے لئے اعلیٰ درجے کا لباس پہنتا ہو تو ایسے افراد کو اوسط درجے کے لباس کی قیمت کا کفن دیا جائے۔

معیار کفن باعتبار عدد

مرد کیلئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں۔

۱۔لفافہ ۲۔ازار ۳۔قمیص

اور عورت کے لئے مسنون کفن پانچ کپڑے ہیں۔

۱۔لفافہ ۲۔ازار ۳۔قمیص ۴۔خمار ۵۔خرقہ

نمبر شمار	کپڑے کا نام	لمبائی	چوڑائی	کیفیت
۱	لفافہ	پونے تین گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز	سر سے پاؤں دونوں طرفوں سے ایک ایک بالشت کپڑا زائد ہونا چاہیے لفافہ وہ کپڑا ہے جو میت پر تمام کپڑوں کے بعد لپٹایا جاتا ہے
۲	ازار	اڑہائی گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز	ازار وہ کپڑا ہے جو لفافہ سے پہلے میت پر استعمال ہوتا ہے اور یہ سر سے پاؤں تک ہے
۳	قمیص	اڑہائی گز	ایک گز کافی ہے	قمیص وہ کپڑا ہے جو ازار سے بھی پہلے میت پر استعمال ہوتا ہے اور یہ کندہوں سے گھٹنوں تک ہوتا ہے
۴	خمار	ڈیڑھ گز	تقریباً ۱۲ گرہ	خمار وہ کپڑا ہے جس کے ساتھ عورت کا سر ڈھانپا جائے۔
۵	خرقہ	دو گز	سوا گز	خرقہ وہ کپڑا ہے جس کے ساتھ عورت کے سینے کو مربوط کیا جاتا ہے۔ یہ سینہ سے لیکر ران تک ہوتا ہے

نوٹ۔ مذکورہ بالا کفن ایک نوجوان سال کامل قد والے شخص کا ہے بچے اور پست قد شخص کا کفن اس کے مطابق بنایا جائے۔

1۔ طریقہ تکفین

مرد کو کفن دینے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چارپائی پر لفافہ کو بچھایا جائے پھر اس پر ازار کو بچھایا جائے۔ اس کے بعد میت کو قمیص پہنا کر ازار پر رکھا جائے پھر میت کو اس طرح لپیٹیں کہ ازار کی بائیں طرف سے ابتدا کی جائے اور اس کے بعد دائیں طرف کو میت پر لپیٹا جائے۔ ازار کے بعد لفافہ کو بھی اسی طرح لپیٹا جائے۔

2۔ قضائے دین

ترکہ سے متعلق دوسرا حق قضائے دین ہے یعنی تجہیز و تکفین کے بعد میت کا جو مال بچ جائے اس مال سے میت کے قرض کو اتارا جائے۔ قرض کی دو اقسام ہیں

1۔ حقوق اللہ سے متعلق   2۔ حقوق العباد سے متعلق

اول کا حکم وصیت کا ہی ہے۔ وصیت کرے تب ادا کیا جائے گا اور وہ بھی 1/3 تک اور دوسرے کا ثبوت   1۔ شرعی شہادت   2۔ اقرار میت

اقرار میت کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ حالت صحت میں اقرار   2۔ مرض الموت میں اقرار

قرض کی اقسام

قرض کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ وہ قرض جو حقوق العباد سے متعلق ہو مثلاً کسی سے رقم ادھار لی تھی، کوئی چیز خریدی تھی وغیرہ۔

2۔ وہ قرض جو حقوق اللہ سے متعلق ہو مثلاً حج فرض تھا ادا نہیں کیا، زکوۃ فرض تھی ادا نہ کی وغیرہ۔

حقوق العباد سے متعلق قرض کا ثبوت

حقوق العباد سے متعلق قرض کا ثبوت دو طرح سے ہوتا ہے

1۔ وہ قرض جو شرعی شہادتوں سے ثابت ہو۔ (عام ازیں کہ میت نے وہ قرض حالت صحت میں لیا ہو یا مرض الموت میں لیا ہو) اور جو قرض حالت صحت میں میت کے اقرار سے ثابت ہو۔ وہ قرض سب سے پہلے ادا کیا جائے گا۔ اور وہ قرض جو مرض الموت میں میت کے اقرار کرنے سے ثابت ہو وہ بعد میں ادا کیا جائے گا۔

2۔ وہ قرض جو میت کے اقرار کے ساتھ ثابت ہو البتہ حالت صحت میں کئے گئے اقرار سے ثابت شدہ قرض کو مرض الموت میں کئے گئے اقرار سے ثابت شدہ قرض سے پہلے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر تجہیز و تکفین کے بعد ترکہ اتنا بچے کہ اس کے ساتھ مکمل قرض ادا نہ ہو سکتا ہو تو پھر دیکھا جائے گا کہ قرض خواہ ایک ہے یا ایک سے زائد ہیں اگر قرض خواہ ایک ہو تو تمام ترکہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور باقی ماندہ قرض میت کے ذمہ ہوگا قرض خواہ چاہے تو معاف کر دے یا دار جزاء کیلئے محفوظ کر لے۔

اگر قرض خواہ ایک سے زائد ہوں تو ان کے قرض کے تناسب سے وہ ترکہ قرض خواہوں کے مابین تقسیم کر دیا جائے اور باقی ماندہ میت کے ذمہ ہوگا۔ قرض خواہ چاہیں تو وہ قرض معاف کر دیں اور اگر چاہیں تو دار جزاء کیلئے چھوڑ دیں۔

حقوق اللہ سے متعلق قرض کا حکم

اگر قرض حقوق اللہ سے وابستہ ہو تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ یا تو اس قرض کی ادائیگی کی وصیت نہ کی گئی ہوگی۔

۲۔ یا اس قرض کو ادا کرنے کی وصیت کی گئی ہوگی۔

پہلی صورت میں ادائیگی قرض ضروری نہیں ہے اور دوسری صورت میں یعنی میت نے حقوق اللہ سے وابستہ قرض کو پورا کرنے کی وصیت کی ہو تو ورثا پر ضروری ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تیسرے (1/3) حصہ سے وصیت کو پورا کریں۔ ایک فوت شدہ نماز کے بدلہ میں آدھا صاع گندم (سوا دو سیر گندم) دی جائے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتروں کے بدلہ میں آدھا صاع گندم صدقہ کریں۔

اسی طرح اگر سفر یا مرض کی وجہ سے کسی شخص کے رمضان المبارک کے روزے فوت ہو گئے ہوں اور پھر اس شخص کو ان روزوں کی قضائی دینے کا موقع ملا اور وہ نہ دے سکا۔ اور قضائی دیئے بغیر ہی فوت ہو گیا ہو اور فوت ہوتے وقت یہ وصیت کی کہ ہر روزے کے بدلے میں میرے مال سے صدقہ کر دینا تو ورثاء پر ضروری ہے کہ لوگوں کے قرض ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ مال کے تیسرے حصہ سے ہر روزہ کے عوض آدھا صاع گندم صدقہ کریں اور اسی طرح اگر میت فرض شدہ حج کی ادائیگی نہ کر سکے اور فوت ہو جائے البتہ فوت ہوتے وقت ورثاء کو اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کر گیا ہو تو ورثاء پر ضروری ہے کہ اس کے ثلث باقی سے حج کریں اور اگر

وصیت کے بغیر ہی میت کی طرف سے حج کیا تو امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اس حج کو میت کی طرف سے قبول فرمائے گا۔

3۔ وصیت

ترکہ سے متعلق تیسرا حق وصیت ہے۔ اگر میت نے اپنی زندگی میں کوئی وصیت کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں جگہ صرف کر دینا یا مدرسہ بنا دینا یا مسجد بنا دینا وغیرہ وغیرہ تو تجہیز و تکفین اور ادائے قرض کے بعد میت کی جائیداد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس کے تیسرے حصہ میں میت کی وصیت کو پورا کیا جائے گا۔ خواہ تکمیل وصیت میں تمام ورثاء یا بعض ورثاء اختلاف ہی کیوں نہ کریں اور باقی دو تہائی حصہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور دوسرے بعض متفق ورثاء کے حصہ میں بھی وصیت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اور اگر تمام ورثاء تکمیل وصیت پر اتفاق کر لیں تو ترکہ کا پہلا اور دوسرا حق نکال کر جو مال بچے اس مال کے ساتھ میت کی وصیت کو پورا کیا جائے گا۔

4۔ تقسیم میراث

ترکہ سے متعلق چوتھا حق تقسیم میراث ہے۔ میت کی تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور تکمیل وصیت کے بعد میت کا جو مال بھی بچے اس مال میں ترتیب شرعی کے ساتھ تقسیم کی جائیگی یعنی قرآن مقدس سنت رسول ﷺ اور اجماع امت سے جو ترتیب ثابت ہے۔ اس ترتیب کو تقسیم میراث میں ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

سوال۔ قرآن وسنت اور اجماع امت کے حوالہ سے ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟

جواب۔ تقسیم میراث میں مندرجہ ذیل ترتیب ثابت ہے۔

1۔ اصحاب فرائض

سب سے پہلے اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دیا جائے گا اور اصحاب فرائض وہ افراد ہیں کہ قرآن مقدس، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت میں جن افراد کا حصہ مقرر و معین ہے۔ وہ اصحاب فرائض بارہ ہیں ان میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد حضرات: باپ۔ دادا۔ اخیافی بھائی (والدہ کی طرف سے بھائی)۔ خاوند

عورتیں: بیوی، بیٹی، پوتی، والدہ، دادی، اخوات شقیقہ (سگی بہنیں) اخوات ابویہ (باپ کی طرف سے بہنیں) اخوات امیہ (والدہ کی طرف سے بہنیں)۔

2۔ عصبات نسبیہ

اگر اصحاب فرائض نہ ہوں یا اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد کچھ ترکہ (مال) بچ گیا ہو تو وہ عصبات نسبیہ کو دیا جائیگا اور عصبات نسبیہ وہ افراد ہیں جو نسبی قرابت کی جہت سے عصبہ ہیں۔ عصبات نسبیہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ عصبہ بنفسہ ۲۔ عصبہ بغیرہ ۳۔ عصبہ مع غیرہ

3۔ عصبات سببیہ

اگر عصبات نسبیہ نہ ہوں تو میت کا مال عصبات سببیہ کو دیا جائیگا۔ عصبہ سببی اس فرد کو کہتے ہیں جو اپنے غلام کو آزاد کرنے کی جہت سے عصبہ بنے۔ اور عصبہ (عام ازیں کہ وہ نسبی ہو یا سببی ہو) اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض سے بچ جانے والے تمام مال کو سمیٹ لے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو پھر تمام مال کا وہی شخص مالک بنے۔

4۔ عصبۃ العصبات السببیہ

اگر عصبہ سببی (غلام آزاد کرنے والا شخص) نہ ہو تو پھر اس عصبہ سببی کے عصبہ مذکر کو مال دیا جائے گا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"لاترث النساء من الولاء الا ماتقن او اعتق من اعتقن"

ترجمہ۔ عورتیں وارث نہیں بنیں گیں ولاء کی مگر یہ کہ انہوں نے خود کسی غلام کو آزاد کیا ہو یا ان کے آزاد شدہ غلام نے کسی کو آگے آزاد کیا ہو۔ (سنن الداری کتاب الفرائض)

5۔ رد علی اصحاب الفرائض النسبیہ

اگر عصبات نہ ہوں تو اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ بھی انہی اصحاب فرائض پر سابقہ تناسب سے دوبارہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ رد (دوبارہ تقسیم) فقط انہی افراد پر ہو سکتا ہے جو کہ نسبی اصحاب فرائض ہیں۔ جیسے دادی اور والدہ وغیرہ اور جو سببی اصحاب فرائض ہیں جیسے خاوند اور بیوی ان پر رد نہ کیا جائے

6۔ ذوی الارحام

اگر اصحاب فرائض نہ ہوں اور نہ ہی عصبات ہوں تو پھر میت کی جائیداد ذوی الارحام کو دے دی جائیگی اور ذوی الارحام میت کے ایسے قریبی افراد ہیں جو نہ تو میت کے عصبہ ہوں اور نہ ہی ذوی الفروض ہوں۔

7۔ مولیٰ الموالات

اگر میت کے ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو پھر میت کی جائیداد مولیٰ الموالات کو دی جائیگی۔ مولیٰ الموالات اس شخص کو کہتے ہیں کہ جسے مجہول النسب شخص یوں کہے کہ تو میرا مولیٰ (مالک) ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہے اور اگر میں کوئی جنایت کرلوں تو تو اسکی دیت دے گا۔ اس مجہول النسب کے کہنے پر دوسرے شخص نے بھی اقرار کر لیا تو ایسے اقرار کرنے والے دوسرے شخص کو مولیٰ الموالات کہتے ہیں۔ اور اگر دوسرا شخص بھی مجہول النسب ہو اور وہ پہلے شخص سے ویسی ہی بات کرے جس طرح کی بات پہلے شخص نے کی تھی یعنی اگر میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہے اور اگر میں کسی قسم کی جنایت کرلوں تو تو دیت دے گا۔ اور پہلا شخص بھی اقرار کرے تو اب یہ پہلا شخص بھی دوسرے شخص کا مولیٰ الموالات بن جائیگا اقرار کرنے والا شخص دوسرے کا وارث ہوگا۔

8۔ المقر لہ بالنسب علی الغیر

اگر میت کے مولیٰ الموالات بھی نہ ہوں تو پھر میت کی جائیداد ایسے شخص کو

ملے گی کہ جس کے لئے میت نے ایسے نسب کا اقرار کیا ہو کہ وہ نسب غیر کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہو اور اس غیر شخص نے اس اقرار کو تسلیم نہ کیا ہو اور وہ اقرار کرنے والا شخص آخر عمر تک اسی اقرار پر قائم رہا ہو اور وہ اقرار شرعاً معتبر بھی ہو گویا مولی الموالات کی عدم موجودگی میں جائیداد ایسے شخص کو ملے گی کہ جس کے لئے میت نے مندرجہ ذیل چار شرائط کے ساتھ نسب کا اقرار کیا ہو۔

1۔ میت نے جس نسب کا اقرار کیا ہے وہ شرعاً معتبر بھی ہو کیونکہ جس شخص کے لئے شرعاً اقرار معتبر نہ ہوگا اسے میت کی جائیداد نہیں مل سکتی۔ مثلاً میت نے اپنے باپ یا دادا کے ہم عصر شخص کو اپنا بھائی قرار دے دیا ہو۔ اب چونکہ اقرار کرنے والے کا یہ اقرار شرعی طور پر معتبر نہیں ہے لہذا ایسا شخص جائیداد کا حق دار نہ ہوگا۔

2۔ میت نے جس کے نسب کا اقرار کیا ہے وہ نسب غیر کی طرف بھی رجوع کرتا ہو اور اگر غیر کی طرف رجوع نہ کرتا ہو تو اسے مقرلہ کی صف میں شمار نہ کیا جائے گا۔ مثلاً میت نے کسی مجہول النسب شخص کو (جو اس کا بیٹا بھی ہوسکتا ہے) یہ کہہ دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اب نسب چونکہ میت کی طرف رجوع کرتا ہے لہذا اسے مقرلہ شمار نہ کیا جائے گا بلکہ اسے میت کا حقیقی بیٹا شمار کیا جائے گا۔

3۔ وہ نسب جس غیر شخص کی طرف رجوع کرتا ہے اس شخص نے یہ نسب تسلیم نہ کیا ہو۔ کیونکہ اگر اس غیر شخص نے اس مفروضہ نسب کو قبول کر لیا تو وہ شخص جس کے لئے یہ نسب فرض کیا گیا ہے اب مقرلہ بالنسب کے درجہ میں نہ رہے گا۔ بلکہ یا تو وہ ذوی الفروض سے بن جائے گا یا پھر وہ عصبات سے بن جائے گا۔

۔ اقرار کرنے والا شخص وفات کے وقت اپنے سابقہ اقرار پر قائم بھی ہو۔

کوئی اقرار کرنے والا شخص اگر موت سے پہلے اپنے اس سابقہ اقرار سے پھر گیا تو ایسے مقرلہ کو میت کی طرف سے جائیداد نہ ملے گی۔

9۔ الموصٰی لہ

اگر میت کا کوئی مقرلہ بھی نہ ہو تو میت نے جس کے لئے تہائی مال سے زیادہ مال کی وصیت کی ہو اسے جائیداد ملے گی۔

10۔ بیت المال

اگر میت کا کوئی موصی لہ بھی نہ ہو تو مال کو ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر مال کو بیت المال میں جمع کرا دیا جائے جسے تمام مسلمانوں کی مصالح کے لئے صرف کیا جائے گا۔ بشرطیکہ بیت المال دیانت دار لوگوں کے زیر عمل ہو۔

اسباب ارث

سوال۔ جن امور کے بسبب کوئی شخص میت کی جائیداد کا وارث بنتا ہے ان امور کی وضاحت کریں؟

جواب۔ جو امور کسی شخص کو میت کا وارث بناتے ہیں وہ تین ہیں۔

1۔ حقیقی قرابت

نسبی رابطہ اسباب ارث میں سے پہلا سبب ہے۔ جیسے والدین، اولاد، بھائی اور چچے وغیرہ۔

2۔نکاح

مرد اور عورت کے درمیان نکاح صحیح اسباب ارث میں سے دوسرا سبب ہے نکاح صحیح کے بعد اگرچہ دخول یا خلوت صحیحہ نہ بھی ہو تو پھر بھی یہ نکاح توریث کا سبب بنتا ہے۔

3۔حکمی قرابت

جب مالک اپنے غلام کو آزاد کر دیتا ہے تو سابقہ مالک اور آزاد شدہ غلام کے درمیان حکمی قرابت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے مالک کو قدرت کی طرف سے ایک صلہ ملتا ہے۔ جسے ولاء العتق کہتے ہیں۔

ارکان ارث

سوال۔ ارکان ارث کی وضاحت کریں؟

جواب۔ ارث کے تین ارکان ہیں۔

1۔مورث: جس مرنے والے شخص کی جائیداد کے دوسرے لوگ مستحق بنیں اس مرنے والے شخص کو مورث کہتے ہیں۔

2۔وارث: جو شخص حقیقی قرابت یا نکاح یا ولاء العتق کے سبب میت کے متروکہ مال کا مستحق بنتا ہے اسے وارث کہتے ہیں۔

3۔الموروث: جس مملوکہ شے کو میت دنیا میں چھوڑ جائے اسے موروث کہتے ہیں۔

سبق نمبر 2

موانع ارث کا بیان

سوال۔ میت کی جائیداد کا وارث بننے سے جو امور مانع ہیں ان کی وضاحت کریں

جواب۔ موانع ارث چار ہیں۔

1۔رقیت 2۔قتل 3۔اختلاف دین 4۔اختلاف دار

1۔رقیت (غلامی)

شرعی غلام یا لونڈی ہونا یہ پہلا مانع ارث ہے۔عام ازیں کہ رقیت کامل ہو (جیسے قن یعنی مکمل غلام) یا رقیت ناقص ہو (جیسے مکاتب۔مدبر اور ام ولد)۔

مکاتب:

مکاتب وہ غلام ہے کہ جسے اس کا مولی یہ کہہ دے کہ تو مجھے اتنی رقم ادا کرنے کے بعد آزاد ہے۔

مدبر:

وہ غلام ہے کہ جسے اسکا مولی یہ کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے

ام ولد:

وہ لونڈی ہے کہ جس سے اس کے مالک کا بچہ جنم لے ان کا نومولود بچہ تو جنم لیتے ہی آزاد ہو جائے گا البتہ وہ لونڈی اپنے مالک کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جائے گی

2۔ قتل (جان سے مار ڈالنا)

کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا یہ دوسرا مانع ارث ہے۔ یعنی جس قتل سے قاتل پر قصاص یا کفارہ لازم آئے تو ایسا قاتل مقتول کی جائیداد سے محروم رہے گا۔ قتل کی اقسام مع الاحکام ملاحظہ ہوں۔

1۔ قتل عمد

جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو۔ خواہ وہ تیز دھار آلہ سے ہو یا تیز دھار آلہ کے علاوہ کسی دوسرے ہتھیار (بندوق وغیرہ) سے ہو تو اسے قتل عمد کہتے ہیں قتل عمد کے ساتھ قصاص لازم آتا ہے۔

2۔ قتل شبہ عمد

جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر ہو لیکن قتل کسی ایسی چیز سے ہو جو نہ تو تیز دھار ہو اور نہ ہی بطور ہتھیار استعمال ہو۔ جیسے لاٹھی یا اینٹ سے قتل کرنا تو ایسے قتل کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں اور ایسے قتل میں قاتل پر کفارہ لازم آتا ہے کفارہ یہ ہے کہ مسلمان غلام آزاد کیا جائے مسلمان غلام نہ ملنے کی صورت میں متواتر ساٹھ روزے رکھے جائیں اور قاتل کی عاقلہ پر دیت مغلظہ واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔

3۔ قتل خطاء

جو قتل جان سے مار ڈالنے کے ارادہ سے صادر نہ ہو بلکہ وہ قتل غلطی سے واقع

اور جیسے کسی شکار پر چھوڑی گئی گولی اتفاق سے کسی آدمی کو لگ جائے اور وہ آدمی مر جائے تو ایسے قتل میں قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی اور اس قاتل پر قتل کا گناہ نہیں ہے البتہ بے احتیاطی برتنے کا گناہ ہے۔ قتل کی ان مذکورہ تینوں صورتوں میں قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ قاتل مکلّف ہو۔

4۔ قائم مقام قتل خطاء

جو قتل سونے کی حالت میں کسی دوسرے شخص پر گرنے کی وجہ سے ظاہر ہو وہ قائم مقام قتل خطاء ہے ایسے قاتل پر قتل خطاء کا حکم جاری ہوتا ہے یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب ہے۔

5۔ قتل بسبب

کسی شخص نے دوسرے کی زمین پر گڑھا کھودا اور اس میں کوئی شخص گر کر مر گیا تو یہ قتل بسبب ہوگا۔ ایسی صورت میں اس شخص پر نہ تو قصاص لازم ہے اور نہ ہی کفارہ لازم ہے۔ البتہ اس کے عصبہ کے ذمہ دیت ہے۔ اس نوعیت کا قتل محرومی وراثت کا باعث نہیں بنتا ہے۔

3۔ اختلاف دین (مذہب)

وارث اور مورث ان دونوں میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا اور دوسرے کا غیر مسلم ہونا یہ وارث کے لئے تیسرا مانع ارث ہے۔

4۔ اختلاف دار (ملک)

غیر مسلم وارث اور غیر مسلم مورث کے ملکوں کا مختلف ہونا یہ وارث کیلئے چوتھا مانع ارث ہے۔ وارث اور مورث کے ملکوں کا اختلاف یا تو حقیقی ہوگا یا حکمی ہوگا۔

حقیقی اختلاف دار یہ ہے کہ وارث اور مورث ان دونوں میں سے کوئی ایک دارالاسلام میں ہو اور دوسرا دارالحرب میں ہو جیسے حربی اور ذمی۔

(حربی اس کافر کو کہتے ہیں جو دارالحرب میں رہتا ہو اور دارالاسلام میں رہنے والوں کیلئے ہلاکت کے نظریات رکھتا ہو۔ اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو دارالاسلام میں رہتا ہو اور اس پر جزیہ مقرر ہو)

حکمی اختلاف یہ ہے کہ دونوں (وارث اور مورث) میں سے کوئی ایک شرعی اعتبار سے دارالاسلام سے ہو اور دوسرا دارالحرب سے ہو اگرچہ دونوں ایک ہی اسلامی ملک میں رہ رہے ہوں۔ جیسے مستامن اور ذمی۔

(مستامن اس کافر کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی امان لے کر دارالاسلام میں رہ رہا ہو) اور اس طرح ایسے دو حربی جو دو مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہوں اور دونوں امان لیکر دارالاسلام میں رہ رہے ہوں اب اگرچہ یہ دونوں شخص ایک ہی ملک (دارالاسلام) میں رہ رہے ہوں۔ لیکن شرعاً انہیں دو مختلف ملکوں کے باشندے تصور کیا جائے گا۔ اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے مرنے پر دوسرے کو جائیداد کو وارث نہ بنایا جائے گا۔

وضاحت

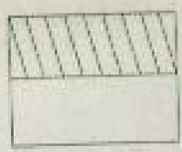
مسلمان کا وارث خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ رہتا ہو وہ اپنے مورث کی جائیداد سے وراثت پائے گا۔ اور وہ غیر مسلم افراد جو مختلف ملکوں میں رہتے ہوں اور ان ملکوں میں باہمی صلح بھی نہ ہو تو اسلامی نظام وراثت میں ایک ملک کا غیر مسلم باشندہ دوسرے ملک میں رہنے والے غیر مسلم باشندے کا وارث نہ ہو سکے گا۔ خواہ ان ملکوں کے اختلاف حقیقی ہوں یا حکمی ہوں۔

سبق نمبر 3

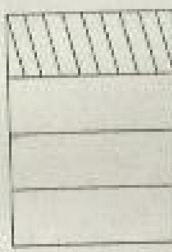
میراث کے حصوں کا بیان اور مسائل کا طریقہ تخریج

نوع اول

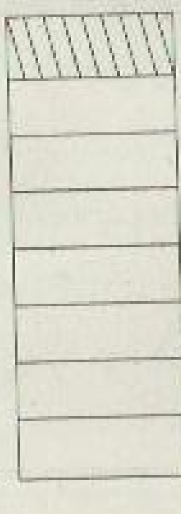
$\frac{1}{2}$ نصف



$\frac{1}{4}$ ربع

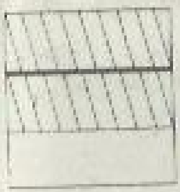


$\frac{1}{8}$ ثمن

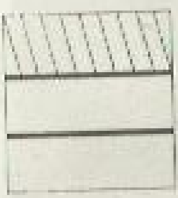


نوع ثانی

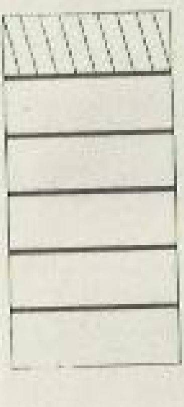
$\frac{2}{3}$ ثلثان



$\frac{1}{3}$ ثلث



$\frac{1}{6}$ سدس



سوال۔ قرآن مقدس میں معین حصص اور انکے مستحقین کی وضاحت کریں۔

جواب۔ قرآن مقدس میں چھ معین حصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

1۔ نصف (1/2) 2۔ ربع (1/4) 3۔ ثمن (1/8)

ان تین معین حصوں کو نوع اول کہتے ہیں۔

4۔ ثلثان (2/3) 5۔ ثلث (1/3) 6۔ سدس (1/6)

ان تین معین حصوں کو نوع ثانی کہتے ہیں۔

مستحقین حصص

مندرجہ بالا چھ حصوں کے مستحق حضرات کل بارہ ہیں جن میں چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔ اور ان حضرات کا حصہ کتاب وسنت اور اجماع امت کے حوالہ سے مقرر ہے۔ چار مرد یہ ہیں۔

1۔ باپ 2۔ جد صحیح 3۔ اخیافی بھائی 4۔ خاوند

آٹھ عورتیں یہ ہیں۔

1۔ بیوی 2۔ والدہ 3۔ جدہ صحیحہ 4۔ پوتی 5۔ اخوات شقیقہ

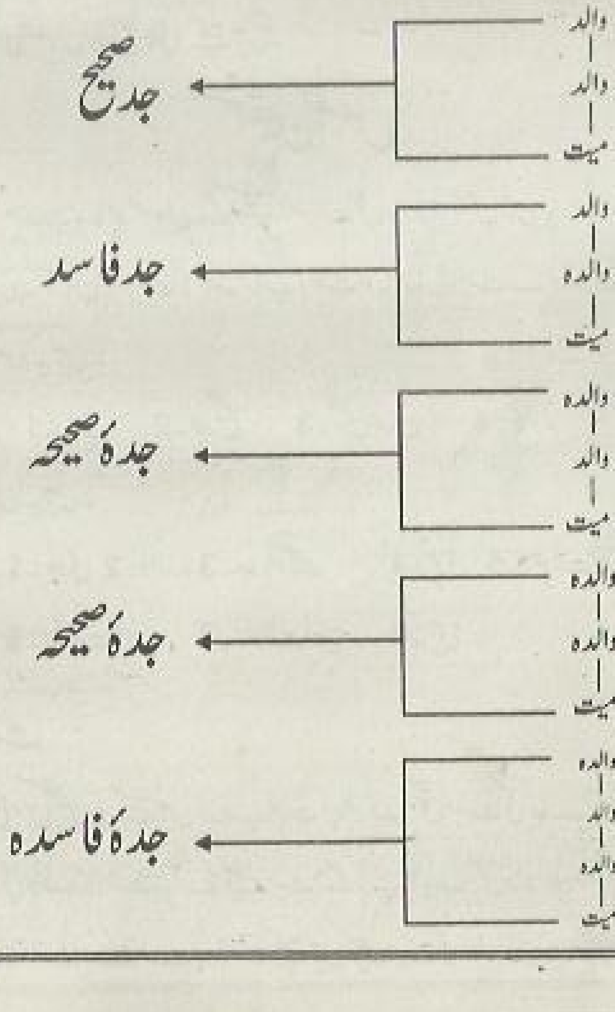
6۔ اخوات ابویہ 7۔ اخوات امیہ 8۔ بیٹی

وضاحت

جد صحیح اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب میت کی طرف اسکی نسبت کی جائے تو درمیان میں میت کی والدہ کا واسطہ نہ آئے جیسے میت کے باپ کا باپ یعنی دادا اور اگر درمیان میں والدہ کا واسطہ آئے تو اسے جد فاسد کہتے ہیں جیسے میت کی والدہ کا باپ یعنی نانا۔

جدہ صحیحہ:

جدہ صحیحہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ جب میت کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ ہو۔ جیسے باپ کی والدہ یعنی دادی اور والدہ کی والدہ یعنی نانی، اور اگر درمیان میں جد فاسد کا واسطہ آئے تو اسے جدہ فاسدہ کہتے ہیں جیسے والدہ کے باپ کی والدہ یعنی نانا کی والدہ



(1/2) نصف کے مستحقین

1۔خاوند 2۔بیٹی 3۔پوتی 4۔سگی بہن 5۔ابوی بہن

(1/4) ربع کے مستحقین

1۔خاوند 2۔بیوی

(1/8) ثمن کے مستحقین

1۔بیوی (بیوی ایک ہو یا ایک سے زائد)

(2/3) ثلثان کے مستحقین

1۔دو یا دو سے زائد صلبی بیٹیاں 2۔دو یا دو سے زائد صلبی پوتیاں

3۔دو یا دو سے زائد سگی بہنیں 4۔دو یا دو سے زائد ابوی بہنیں

(1/3) ثلث کے مستحقین

1۔والدہ 2۔خیفی بھائی اور بہنیں

(1/6) سدس کے مستحقین

1۔باپ 2۔جد صحیح 3۔والدہ 4۔پوتی 5۔ابوی بہن

6۔جدہ صحیحہ 7۔خیفی بھائی اور بہن

سوال: میراث کے مسائل حل کرنے کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: میت کی جائیداد تقسیم کرنے سے متعلق مسئلہ مندرجہ ذیل طریقہ سے حل کیا جائے

1۔سب سے پہلے لفظ میت لکھا جائے۔ مثلاً

میــــــــــــت

2۔ پھر لفظ میت کے نیچے مناسب فاصلہ رکھ کر میت کے ساتھ ورثاء کا تعلق لکھیں مثلاً زید مر گیا اسکی ایک بیوی، والد اور ایک بیٹا ہے تو انہیں لفظ میت کے نیچے اس طرح لکھیں گے۔

میت

بیوی　　والد　　بیٹا

3۔ پھر ہر وارث کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں مثلاً بیوی کی دو حالتیں ہیں

1۔ اگر میت کی اولاد ہو تو پھر میت کی بیوی کو کل ترکہ کا ثمن (1/8) حصہ دیا جاتا ہے۔

2۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو تو پھر میت کی بیوی کو کل ترکہ کا ربع (1/4) حصہ دیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا صورت میں میت کی اولاد موجود ہے لہذا میت کی بیوی کو کل جائیداد کا (1/8) حصہ دیتے ہوئے لفظ بیوی کے نیچے (1/8) لکھ دیں۔ اس طرح میت کے والد کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں۔ مثلاً باپ کی تین حالتیں ہیں۔

1۔ میت کے بیٹے یا پوتے کی موجودگی میں میت کے باپ کو کل ترکہ کا 1/6 حصہ دیا جاتا ہے۔

2۔ بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں میت کے باپ کو کل ترکہ کا 1/6 حصہ بھی دیا جاتا ہے۔ اور اصحاب فرائض سے کچھ مال بچ جائے تو وہ بھی بطور عصبہ دیا جاتا ہے۔

3۔ میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں میت کے باپ کو عصبہ شمار کیا جاتا ہے

مذکورہ صورت میں چونکہ میت کی اولاد (بیٹا) موجود ہے لہذا میت کے باپ کو حصہ دیتے ہوئے لفظ باپ کے نیچے (1/6) لکھ دیں۔

اسی طرح میت کے بیٹے کے حالات کا جائزہ لیں اور اس کا شرعی حصہ اس کے نیچے لکھ دیں اور میت کے بیٹے کی حالت یہی ہے کہ وہ عصبہ بنتا ہے لہذا بیٹے کو اس کا شرعی حق دینے کیلئے لفظ بیٹا کے نیچے عصبہ یا ع لکھ دیں۔

وارث کے حصص لکھنے کا طریقہ یہ ہے

میت

بیوی	والد	بیٹا
1/8	1/6	عصبہ

4۔ میت کے تمام ورثاء کے حصے اگر صرف نوع اول ہی سے ہوں تو سب سے کم حصہ کے مخرج سے مسئلہ بنے گا۔ مثلاً (1/2) اور (1/4) جمع ہو جائیں تو مسئلہ 1/4 کے مخرج سے یعنی 4 سے بنے گا۔ لہذا لفظ میت کے اوپر دائیں طرف لکھیں گے۔ (مسئلہ 4) اور اگر (1/2) اور (1/8) جمع ہو جائیں تو مسئلہ 8 سے بنے گا۔ لہذا لفظ میت کے اوپر دائیں طرف لکھیں گے (مسئلہ 8) (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مسئلہ 8 سے بنا) اس طرح میت کے تمام ورثاء کے حصے اگر نوع ثانی سے ہی ہوں تو پھر بھی مسئلہ ان حصوں میں سے اقل حصے کے مخرج سے بنے گا۔ مثلاً (1/6) کے ساتھ (2/3) ہو یا (1/3) ہو تو بہر دو صورت مسئلہ 6 سے بنے گا اور حصے داروں کے حصے اگر دونوں انواع سے آجائیں تو پھر مسئلہ کی تخریج اس طرح ہوگی۔

1۔ اگر نوع اول میں سے (1/2) اور نوع ثانی میں سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی

ہوں تو مسئلہ 6 سے بنے گا۔

2۔ اگر نوع اول سے (1/4) ہو اور نوع ثانی میں سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ 12 سے بنے گا۔

3۔ اگر نوع اول سے (1/8) ہو اور نوع ثانی میں سے کوئی ایک ہو یا تمام ہو تو مسئلہ 24 سے بنے گا۔

مذکورہ مسئلہ کو غور سے دیکھیں نوع اول سے (1/8) ہے اور نوع ثانی سے (1/6) ہے لہذا قاعدہ کے مطابق مسئلہ 24 سے بنے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جائیداد کو 24 حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور 24 کا چھٹا حصہ یعنی 4 مرنے والے کے والد کو دیا جائے اور 24 حصوں میں سے آٹھواں حصہ یعنی 3 مرنے والے کی بیوی کو دیا جائے۔ اور 24 میں سے میت کی بیوی اور اس کے والد کا حصہ (7) نکال کر جو کچھ بھی بچا ہے (17) وہ میت کے بیٹے کو میت کا عصبہ ہونے کی وجہ سے دے دیا جائے۔

مسئلہ کا مکمل حل ملاحظہ ہو۔

مسئلہ 24

میت

بیوی	والد	بیٹا
1/8	1/6	عصبہ
3	4	17

سبق نمبر 4

اعداد کے درمیان نسبت کا بیان

سوال۔ دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے وضاحت سے بیان کریں۔

جواب۔ دو عددوں کے درمیان مندرجہ ذیل نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور ہوگی۔ 1۔تماثل 2۔تداخل 3۔توافق 4۔تباین

﴿الف﴾ تماثل

جو دو عدد باہم برابر ہوں ایسے دو عددوں میں تماثل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متماثل کہیں گے۔ جیسے 5 اور 5، 9 اور 9، 10 اور 10

﴿ب﴾ تداخل

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو دو عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متداخل کہیں گے۔ جیسے 4 اور 8، ۔۔۔ 9 اور 27 ۔۔۔ 16 اور 48

﴿ج﴾ توافق:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو بلکہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم

کر دے تو ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متوافق کہیں گے۔ جیسے 6 اور 9 ۔۔۔ 12 اور 16 ۔۔۔ 32 اور 36

﴿د﴾ تباین

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں ۔ ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم بھی نہ ہو رہا ہو اور کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو جو ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے تو ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی ۔ اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک عدد کو متباین کہیں گے۔ جیسے 3 اور 5 ۔۔۔ 21 اور 47 ۔۔۔ 40 اور 71

توافق اور تباین کی پہچان کا طریقہ

تماثل اور تداخل کی پہچان تو آسان ہی ہے لیکن توافق اور تباین کی پہچان اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ایسا ہے یا نہیں کہ جو ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ کیونکہ جب کوئی ایسا تیسرا عدد معلوم ہو جائے گا جو ان دونوں عددوں کو پورا پورا تقسیم کر دے تو پس ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی۔ اور اگر کوئی تیسرا عدد دونوں کو پورا پورا تقسیم نہ کر سکے تو پھر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی ۔ یہاں ایک قانون بیان کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ آیا ایسا کوئی تیسرا عدد ہے جو دونوں عددوں کو پورا پورا تقسیم کر دے ۔ یا کوئی ایسا عدد نہیں ہے جو دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ اور وہ قانون ہے ''عادِ اعظم نکالنا''۔

عاد اعظم نکالنے کا طریقہ

عاد اعظم نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان دو عددوں میں سے بڑے عدد کو مقسوم (جسے تقسیم کیا جاتا ہے اسے مقسوم کہتے ہیں) اور چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ (جس سے تقسیم کیا جاتا ہے اسے مقسوم علیہ کہتے ہیں) قرار دیں لیں۔ پھر تقسیم کے عمل سے جو کچھ بچے اسے مقسوم علیہ قرار دیں اور پہلے مقسوم علیہ کو مقسوم بنالیں پھر تقسیم کے عمل جو کچھ بچے اسے مقسوم علیہ قرار دیں اور دوسرے مقسوم علیہ کو مقسوم بنالیں یہی عمل بار بار دہرائیں۔ بار ہا یہ عمل دہرانے سے اگر آخر میں مقسوم علیہ ایک بچے تو پھر سمجھ لیں کہ جن دو عددوں کو سب سے پہلے مقسوم اور مقسوم علیہ بنایا گیا تھا۔ ان کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ مثلاً **71** اور **3** میں تباین کی نسبت ہے کیونکہ آخر میں مقسوم علیہ ایک بچتا ہے۔ اور اگر آخری مقسوم علیہ ایک کے علاوہ ہے تو پھر سمجھ لیں کہ یہ آخری عدد ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کرے گا۔ اور ان دو عددوں کے درمیان توافق کی نسبت ہوگی۔ اور آخری مقسوم علیہ کو عاد اعظم کہیں گے۔ مثلاً **212** اور **14** میں توافق کی نسبت ہے۔ تباین اور توافق کی مثالوں میں تقسیم کا عمل ملاحظہ ہو۔

تباین کی مثالیں

1

```
71 ———— 3
3) 71 (23
   6
   11
   9
  2) 3 (1
     2
    1) 2 (2
       2
       ·
```

2

```
7 ———— 9
7) 9 (1
   7
  2) 7 (3
     6
    1) 2 (2
       2
       ·
```

توافق کی مثالیں

14 —— 212

```
14) 212 (15
    14
    ---
    72
    70
    -------
2)  14  (7
    14
    ---
     x
    ---
```

سوال۔ دو متداخل اور متوافق عددوں کا وفق نکالنے کا طریقہ بیان کریں۔

جواب۔ دو متداخل اعداد کا وفق اس طرح نکالا جاتا ہے کہ بڑے عدد کو مقسوم اور چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ قرار دے کر تقسیم کردیں پس جو خارج قسمت (جواب) ہوگا وہ بڑے عدد کا وفق ہوگا اور چھوٹے عدد کا وفق ہمیشہ ایک کو تسلیم کیا جاتا ہے مثلاً ۳ اور ۱۲۔ ان دو عددوں میں تداخل کی نسبت ہے تو ۳ کا وفق ۱ اور ۱۲ کا وفق ۴ ہے اور دو متوافق عددوں کا وفق اس طرح نکالا جاتا ہے کہ ان دونوں عددوں کا عاد اعظم معلوم کریں اور باری باری دونوں عددوں کو عاد اعظم کے ساتھ تقسیم کریں ہر عدد کا خارج قسمت اس عدد کا وفق ہوگا۔ مثلاً ۲۱۲ اور ۱۴ کے درمیان توافق کی نسبت ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے ان کا عاد اعظم ۲ آتا ہے اب ۲۱۲ کو ۲ کے ساتھ تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت ۱۰۶ آئے گا جو کہ ۲۱۲ کا وفق ہے اور جب ۱۴ کو ۲ کے ساتھ تقسیم کریں گے تو خارج قسمت ۷ آئے گا جو کہ ۱۴ کا وفق ہے۔

سبق نمبر 5:

تصحیح مسائل کا بیان

سوال۔ تصحیح کی تعریف اور قواعد وضوابط بیان کریں۔

جواب۔ تصحیح کے لغوی معنی ہیں کسی کو صحت والا کر دینا۔

اہل فرائض کی اصطلاح میں تصحیح کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔ ایسا چھوٹا عدد حاصل کرنا (دوسرا کوئی عدد اس سے چھوٹا نہ ہو) کہ جس سے ہر وارث کا حصہ بلا کسر صحیح طور پر نکل آئے۔ اگر ورثاء کے حصے پہلے سے ہی صحیح صحیح بلا کسر آرہے ہوں تو تصحیح مسئلہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور اگر حصے داروں کے حصوں میں کسر واقع ہو تو پھر تصحیح مسئلہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً میت کا والد اور 3 بیٹیاں ہوں تو 3 بیٹیوں کے حصہ میں کسر واقع ہوگی۔ مثلاً

مسئلہ 3 تص 9

میت

والد	3 بیٹیاں	← رؤوس
عصبہ	$\frac{2}{3}$	
1	2	← سہام
3	6	

لہذا تصحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئیگی تصحیح مسئلہ سے متعلق کل سات قوانین ہیں ان میں سے تین قوانین کا تعلق تو سہام (حصص) اور رؤوس (حصے دار) کے عدد میں نسبت دینے کے متعلق ہے اور باقی چار قوانین کا تعلق رؤوس اور رؤوس میں نسبت دینے کے متعلق ہے۔

سہام اور رؤوس سے متعلق قوانین

پہلا قانون:

اگر کسی مسئلہ میں ہر فریق کو اس کا حصہ بلا کسر حاصل ہو رہا ہو یعنی اس فریق کے حصے داروں اور حصوں میں تماثل کی نسبت ہو تو پھر تصحیح مسئلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل مثال میں ہر فریق کو اس کا حصہ بلا کسر مل رہا ہے۔ لہذا تصحیح کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ 6

میت

والد	والدہ	4 بیٹیاں
1/6، عصبہ	1/6	2/3
1	1	4

دوسرا قانون:

اگر کسی مسئلہ میں فقط ایک فریق پر کسر واقع ہو اور باقی دوسرے فریقوں کے حصوں میں کسر واقع نہ ہو تو پھر جس فریق پر کسر واقع ہوئی ہے اس فریق کے رؤوس کو اس کے سہام کے ساتھ نسبت دے کر دیکھیں گے کہ آیا ان میں توافق و تداخل کی نسبت ہے یا تباین کی نسبت ہے اگر توافق و تداخل کی نسبت ہو تو پھر رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں یا عول میں ضرب دیں (جب کہ مسئلہ عولی ہو) تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہو گا۔ پھر وفق رؤوس کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو ہر حصہ دار کا حصہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

مسئلہ غیر عولی

مسئلہ 6 تص 30 /

میت

والد	والدہ	⑤ 10 بیٹیاں
$\frac{1}{6}$ + عصبہ	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$
1	1	4
5	5	20

مسئلہ عولی

مسئلہ 6/7 / تص 21

میت

خاوند	6 سگی بہنیں
$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{3}$
3	4
9	12

تیسرا قانون:

اگر کسی مسئلہ میں فقط ایک فریق پر کسر واقع ہو اور پھر اس فریق کے رؤوس اور سہام کے درمیان توافق یا تداخل کی نسبت نہ ہو بلکہ تباین کی نسبت ہو تو پھر کل عدد رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں یا عول میں ضرب دیں۔ (جبکہ مسئلہ عولی ہو) تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ پھر کل عدد رؤوس کو ہر حصہ دار کے حصے کے ساتھ ضرب دیں تو ہر حصہ دار کا تصحیح مسئلہ سے حصہ معلوم ہو جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ غیر عولی

مسئلہ 6 تص 30 /

میت

والد	والدہ	⑤ 5 بیٹیاں
$\frac{1}{6}$ + عصبہ	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$
1	1	4
5	5	20

مسئلہ عولی

مسئلہ 6/7 / تص 21

میت

خاوند	5 بہنیں
$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{3}$
3	4
15	20

رؤوس اور رؤوس سے متعلق قوانین

اگر کسی مسئلہ میں فقط ایک فریق پر کسر واقع نہ ہو بلکہ متعدد فریقوں کے حصہ میں کسر واقع ہو تو پھر بھی تصحیح کی ضرورت ہوگی۔ تو سب سے پہلے اس مسئلہ کے عدد رؤوس اور عدد سہام کے درمیان نسبت دیں اگر ان کے درمیان توافق یا تداخل کی نسبت ہوگی تو وفق رؤوس کو محفوظ کرلیں اگر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پھر کل عدد رؤوس کو محفوظ کرلیں پھر عدد رؤوس اور عدد رؤوس کے درمیان نسبت دیں اور مندرجہ ذیل چار قوانین کا استعمال کریں۔

پہلا قانون:

جب عدد رؤوس کو عدد رؤوس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں تماثل کی نسبت نکلے تو پھر کسی ایک عدد رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ پھر اس عدد رؤوس کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں۔ اس طرح ہر فریق کا حصہ تصحیح مسئلہ سے معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

مسئلہ 6 تصحیح 18

میت

6 بیٹیاں	3 جدات	3 چچے
2/3	1/6	عصبہ
4	1	1
12	3	3

دوسرا قانون:

جب عدد روؤس کو عدد روؤس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں تداخل کی نسبت نکلے تو پھر بڑے عدد روؤس کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دی جائے اور حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ اور بقیہ مسئلہ سابقہ طریقے سے ہی نکالا جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ 12 تصحیح 144

میت

4 بیویاں	3 جدات	12 چچے
1/4	1/6	عصبہ
3	2	7
36	24	84

تیسرا قانون:

جب عدد روؤس کو عدد روؤس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں توافق کی نسبت نکلے تو پھر ایک فریق کے وفق عدد کو دوسرے فریق کے کل عدد روؤس کے ساتھ ضرب دی جائے پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد روؤس سے نسبت دی جائے اگر پھر دوبارہ توافق کی نسبت نکلے آئے تو پھر عمل حسب سابق کریں یعنی ان دو عدد روؤس میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کل عدد روؤس سے ضرب دیں بالآخر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ پھر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے حسب سابق عمل کریں یعنی جس عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دی گئی ہے اسے ہر فریق کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں۔ تو ہر فریق کا حصہ تصحیح مسئلہ سے حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

مسئلہ 24 / تص 4320

میت

(180) 4 بیویاں (2)	18 بیٹیاں (6) (9) (30)	15 جدات (5)	6 چچے (2)
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	عصبہ
3	16	4	1
540	2880	720	180

چوتھا قانون:

جب عدد روٗس کو عدد روٗس کے ساتھ نسبت دی جائے اور ان میں تباین کی نسبت نکلے تو ایک فریق کے کل عدد روٗس کو دوسرے فریق کے کل عدد روٗس کے ساتھ ضرب دیں۔ پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد روٗس کے ساتھ ضرب دیں۔ اگر پھر نسبت تباین نکلے تو پھر کل حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے کل عدد روٗس سے ضرب دیں۔ بالآخر تمام روٗس کے حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں تو اب حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ پھر ہر فریق کا تصحیح مسئلہ سے حصہ معلوم کرنے کے لئے اس عدد کو ہر فریق کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں کہ جس عدد کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دیا تھا۔ تو پھر ہر فریق کے روٗس پر بلاکسر تقسیم ثابت ہو جائیگی۔ مثلاً

مسئلہ 24 / تص 5040

میت

2 بیویاں	6 جدات (3)	10 بیٹیاں (5)	7 چچے
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$	عصبہ
3	4	16	1
630	840	3360	210

سبق نمبر 6

اصحاب فرائض کے تفصیلی حالات کا بیان

باپ کی تین حالتیں

سوال۔ باپ کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ باپ کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت فرض مطلق ہے۔ یعنی محض سدس (1/6) اور اسکی ایک شرط ہے

الف۔ یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو (خواہ نیچے درجے ہی کا ہو)

☆ دوسری حالت سدس (1/6) اور تعصیب ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو (خواہ نیچے درجے کی ہو)

ب۔ یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود نہ ہو (خواہ نیچے درجے کا ہو)

☆ تیسری حالت صرف تعصیب ہے۔ اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کی اولاد (بیٹا یا بیٹی) موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کے بیٹے کی اولاد (پوتا یا پوتی) موجود نہ ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 6

میت

والد	بیٹا
1/6	عصبہ
1	5

(2) مسئلہ 6

میت

والد	پوتا
1/6	عصبہ
1	5

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 6

میت

والد	بیٹی
1/6 عصبہ	1/2
2+1	3

(2) مسئلہ 6

میت

والد	پوتی
1/6، عصبہ	1/2
2+1	3

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3

میت

والد	والدہ
عصبہ	1/3
2	1

(۲) مسئلہ 1

میت

والد	دادی
عصبہ	محجوبہ
1	0

جدِ صحیح کی چار حالتیں

سوال۔ جدِ صحیح کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ جدِ صحیح کی مندرجہ ذیل چار حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت محجوب ہونا ہے اور اسکی ایک شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ ہو۔

☆ دوسری حالت فرض مطلق ہے یعنی محض سدس (1/6) اور اس کی دو شرطیں ہیں

الف۔ یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو (خواہ نیچے درجے کا ہو)

☆ تیسری حالت سدس (1/6) اور تعصیب ہے۔ اور اسکی تین شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو (خواہ نیچے درجے کی ہو)

ج۔ یہ کہ میت کا بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو (خواہ نیچے درجے کا ہو)

☆ چوتھی حالت محض تعصیب ہے۔ اور اسکی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت اور اس کے دادا کے درمیان کوئی مذکر زندہ نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کی اولاد موجود نہ ہو۔ (خواہ نچلے درجے کی ہو)

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(۱) مسئلہ 1

میت

والد	دادا
عصبہ	محجوب
1	0

(۲) مسئلہ 1

میت

والد	پڑدادا
عصبہ	محجوب
1	0

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(۱) مسئلہ 6

میت

دادا	بیٹا
1/6	عصبہ
1	5

(۲) مسئلہ 6

میت

دادا	پوتا
1/6	عصبہ
1	5

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

(۱) مسئلہ 6

میت

دادا	بیٹی
1/6، عصبہ	1/2
2+1	3

(۲) مسئلہ 6

میت

دادا	پوتی
1/6، عصبہ	1/2
2+1	3

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

(۱) مسئلہ 3

میت

دادا	والدہ
عصبہ	1/3
2	1

(۲) مسئلہ 6

میت

دادا	دادی
عصبہ	1/6
5	1

باپ اور جدصحیح کی مختلف فیہ حالتیں

جدصحیح کی حالتیں باپ کی حالتوں کی طرح ہی ہیں۔لیکن چار حالتوں میں اختلاف ہے۔اور وہ چار حالتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں بنتی ہے۔جبکہ جدصحیح کی موجودگی میں

دادی وارث بنتی ہے۔

2۔ اگر میت نے والد، والدہ اور خاوند و بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہو تو ان حالات میں خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد کا ثلث (1/3) میت کی والدہ کو ملے گا۔ اگر میت نے والد کی جگہ جد صحیح کو چھوڑا ہو تو پھر میت کی والدہ کو ثلث باقی (زوجین میں سے کسی ایک کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ جائیداد کا تیسرا حصہ) نہیں ملے گا۔ بلکہ ثلث کل (یعنی کل جائیداد کا تیسرا حصہ) ملے گا۔

3۔ حقیقی بہن بھائی اور سوتیلے بہن بھائی باپ کی موجودگی میں بالاتفاق میت کی جائیداد سے محجوب رہتے ہیں۔ جبکہ دادا کی موجودگی میں فقط امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ افراد محجوب رہتے ہیں۔

اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ افراد محجوب نہیں رہتے۔ لیکن فتویٰ امام اعظم کے قول پر ہے۔

4۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کے باپ کو سدس (1/6) حق ولاء ملے گا۔ اور اگر میت کے باپ کی جگہ میت کا دادا ہو تو محجوب رہے گا۔ جبکہ دوسرے آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے والے کا باپ اور دادا حق ولاء کے عدم حصول میں مساوی ہیں۔ اور یہی مذہب مختار ہے۔

والد

(۱) میت — مسئلہ ۱

والد	دادی
عصبہ	محجوب
۱	۰

(۲) میت — مسئلہ ۴

والد	والدہ	بیوی
عصبہ	۱/۳ باقی	۱/۴
۲	۱	۱

(۳) میت — مسئلہ ۱

والد	سگا بھائی
عصبہ	محجوب
۱	۰

(۴) میت — مسئلہ ۶

معتق	معتق کا والد
عصبہ	$\frac{1}{6}$
۵	۱

یہ مسئلہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے جبکہ دیگر ائمہ کرام معتق کی موجودگی میں معتق کے والد اور دادا دونوں کو محجوب قرار دیتے ہیں

جد صحیح

میت — مسئلہ ۶

دادا	دادی
عصبہ	$\frac{1}{6}$
۵	۱

میت — مسئلہ ۱۲

دادا	والدہ	بیوی
عصبہ	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{4}$
۵	۴	۳

میت — مسئلہ ۱

دادا	سگا بھائی
عصبہ	محجوب
۱	۰

یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے صاحبینؒ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں معتق کے دا اور دادا دونوں کو محجوب نہیں رہتا۔

میت — مسئلہ ۱

معتق	معتق کا دادا
۱	۰

اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کی تین حالتیں

سوال۔ اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں ؟۔

جواب۔ اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت محجوب ہونا ہے اور اسکی شرط یہ ہے کہ میت کے بیٹے، بیٹی، پوتا پوتی (خواہ نچلے درجہ کے ہوں) اور باپ دادا (خواہ اوپر درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

☆ دوسری حالت سدس (1/6) ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ کوئی حاجب موجود نہ ہو اور حاجب کی فہرست پہلی حالت میں ذکر کردی گئی ہے۔

۲۔ اخیافی بھائی یا اخیافی بہن فقط ایک ہی ہو۔

☆ تیسری حالت ثلث (1/3) ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ کوئی حاجب نہ ہو۔

۲۔ اخیافی بھائی یا اخیافی بہنیں متعدد ہوں یا اخیافی بھائی کے ساتھ اخیافی بہن موجود ہو

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 1

میت

اخیافی بھائی	بیٹا
محجوب	عصبہ
0	1

مسئلہ 1

میت

اخیافی بہن	دادا
محجوبہ	عصبہ
0	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6

میت

خیفی بھائی	چچا
1/6	عصبہ
1	5

مسئلہ 6

میت

خیفی بہن	چچا
1/6	عصبہ
1	5

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3/6

میت

2 خیفی بھائی	چچا
1/3	عصبہ
1	2
2	4

مسئلہ 3/6

میت

2 خیفی بہنیں	چچا
1/3	عصبہ
1	2
2	4

خاوند کی دو حالتیں

سوال۔ خاوند کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ خاوند کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت نصف (1/2) ہے اور اسکی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا۔ بیٹی اور پوتا۔ پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو۔

☆ دوسری حالت ربع (1/4) ہے اور اسکی بھی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا۔ بیٹی اور پوتا۔ پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 2

میت

والد	خاوند
عصبہ	1/2
1	1

(2) مسئلہ 2

میت

بہن	خاوند
1/2	1/2
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 4

میت

بیٹا	خاوند
عصبہ	1/4
3	1

(2) مسئلہ 4

میت

پوتی و پوتا	خاوند
1/2	1/4
3	1

بیوی کی دو حالتیں

سوال۔ بیوی کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ بیوی کی مندرجہ ذیل دو حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت ربع (1/4) ہے۔ اسکی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی (خواہ نیچے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو۔

☆ دوسری حالت ثمن (1/8) ہے اسکی بھی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی (خواہ نچلے درجہ کے ہوں) میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 4

میت

بیوی	والد
1/4	عصبہ
1	3

(2) مسئلہ 3/4

میت

بیوی	سگی بہن
1/4	1/2
1	2

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 8

میت

بیوی	بیٹا
1/8	عصبہ
1	7

(2) مسئلہ 8

میت

بیوی	پوتا
1/8	عصبہ
1	7

بیٹی کی تین حالتیں

سوال۔ بیٹی کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ بیٹی کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت نصف (1/2) ہے اسکی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کی صرف ایک ہی بیٹی موجود ہو۔

☆ دوسری حالت ثلثان (2/3) ہے۔ اسکی بھی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کی متعدد بیٹیاں ہوں

۳۔ تیسری حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے۔ اسکی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کا بیٹا بھی ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 2

میت

بیٹی	چچا
1/2	عصبہ
1	1

(2) مسئلہ 5/8

میت

بیٹی	زوجہ
1/2	1/8
4	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3

میت

3 بیٹیاں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

(2) مسئلہ 24

میت

4 بیٹیاں	زوجہ	چچا
2/3	1/8	عصبہ
16	3	8

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3

میت

بیٹی	بیٹا
عصبہ	عصبہ
1	2

(2) مسئلہ 24/8

میت

زوجہ	بیٹی	بیٹا
1/8	عصبہ	عصبہ
3	7	14

پوتی کی چھ حالتیں

سوال۔ پوتی کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ پوتی کی مندرجہ ذیل چھ حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت نصف (1/2) ہے اسکی تین شرائط ہیں۔

الف۔ یہ کہ پوتی اپنے درجے میں صرف ایک ہی ہو اسکے ساتھ اس درجے میں نہ تو میت کا پوتا ہو اور نہ ہی کوئی دوسری پوتی ہو۔

ب۔ یہ کہ اس سے نچلے درجہ میں کوئی ایسا پوتا نہ ہو جو کہ میت کی پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہو

وضاحت

میت کا وہی پوتا میت کی پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہے کہ جس درجہ میں پوتا ہے اسی درجہ میں میت کی پوتی بھی ہو اور اگر اس سے اوپر والے درجہ میں میت کی پوتی ہو تو پھر بھی یہ پوتا اس پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہے۔ بشرطیکہ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس سے اوپر کسی درجہ میں یا تو میت کی دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں ہوں ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو غرض یہ کہ ثلثان (2/3) مکمل ہو چکا ہو تو پھر میت کا پوتا مافوق درجہ کی پوتی کو عصبہ بنا سکتا ہے۔

ج۔ یہ کہ اس درجہ سے اوپر والے درجہ میں نہ میت کا کوئی بیٹا بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی پوتا پوتی ہو۔

☆ دوسری حالت ثلثان (2/3) ہے اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ ایک درجہ میں متعدد پوتیاں ہوں

ب۔ یہ کہ اس سے اوپر والے درجہ میں نہ تو میت کا کوئی بیٹا بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی پوتا پوتی ہو۔

ج۔ یہ کہ متعدد پوتیوں کے ساتھ اس درجہ میں میت کا کوئی پوتا نہ ہو۔

د۔ میت کا کوئی ایسا پوتا نہ ہو جو انہیں عصبہ بنا سکتا ہو۔

☆ تیسری حالت سدس (1/6) ہے خواہ اپنے درجہ میں ایک ہو یا متعدد ہوں اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ اوپر کے درجہ میں صرف ایک بیٹی ہو یا اوپر کے درجہ میں صرف ایک پوتی ہو۔

ب۔ یہ کہ اوپر کے درجہ میں نہ تو میت کا بیٹا ہو اور نہ ہی میت کا پوتا ہو

ج۔ یہ کہ اس درجہ میں (جس درجہ میں میت کی پوتی ہے) میت کا پوتا نہ ہو۔

د۔ یہ کہ اس درجہ سے نیچے بھی میت کا کوئی ایسا پوتا موجود نہ ہو جو کہ اسے عصبہ بنا دے۔

☆ چوتھی حالت محجوب ہونا ہے اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ اوپر کے درجہ میں میت کی دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں ہوں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو۔

ب۔ یہ کہ اس درجہ میں میت کا کوئی پوتا نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ اس درجہ سے نیچے بھی کوئی ایسا پوتا نہ ہو جو اسے عصبہ بنا سکتا ہو۔

د۔ یہ کہ اس پوتی سے اوپر کسی درجہ میں میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو۔

☆ پانچویں حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس سے اوپر درجہ میں اگر میت کی دو بیٹیاں یا دو پوتیاں یا ایک بیٹی اور ایک پوتی موجود ہو تو اس کی صورت میں میت کی پوتی عصبہ بھی بن سکتی ہے لیکن اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس درجہ میں یا اس سے نچلے درجہ میں

میت کا پوتا موجود ہو اور جس درجہ میں میت کی پوتی موجود ہو اس سے اوپر کسی درجہ میں میت کی دو بیٹیاں یا دو پوتیاں یا مختلف درجوں میں میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی موجود ہو۔

ب۔ یہ کہ اس درجہ سے اوپر درجہ میں میت کا بیٹا یا پوتا موجود نہ ہو۔

وضاحت

نچلے درجہ میں اگر کوئی پوتا اقرب ہو اور کوئی پوتا ابعد ہو تو ابعد محجوب رہے گا

☆ چھٹی حالت بھی عصبہ بالغیر ہوتا ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اس سے اوپر والے درجہ میں میت کا نہ تو بیٹا ہو اور نہ ہی کوئی پوتا ہو۔

ب۔ جس درجہ میں میت کی پوتی ہے اسی درجہ میں میت کا پوتا ہو یا اس سے نچلے درجہ میں میت کا پوتا ہو بشرطیکہ اس پوتی سے اوپر کسی درجہ میں ثلثان (2/3) مکمل ہو چکا ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 2

میت

پوتی	والد
1/2	عصبہ
1	1

(2) مسئلہ 2

میت

پوتی	چچا
1/2	عصبہ
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3

میت

2 پوتیاں	والد
2/3	عصبہ
2	1

(2) مسئلہ 3

میت

2 پوتیاں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 6

میت

بیٹی	پوتی	والد
1/2	1/6	عصبہ
3	1	2

(2) مسئلہ 6/18

میت

پوتی (علیا)	3 پوتیاں (سفلی)	چچا
1/2	1/6	عصبہ
3	1	2
9	3	6

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3

میت

2 بیٹیاں	4 پوتیاں	والد
2/3	محجوبات	عصبہ
2	0	1

(2) مسئلہ 3

میت

2 پوتیاں (علیا)	پوتی (سفلی)	چچا
2/3	محجوبہ	محجوب
2	0	1

(3) مسئلہ 6

میت

بیٹی	پوتی (علیا)	پوتی (سفلی)	والد
1/2	1/6	محجوبہ	عصبہ
3	1	0	2

(4) مسئلہ 1

میت

بیٹا	پوتی	چچا
عصبہ	محجوبہ	محجوب
1	0	0

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 9/3

میت

2 بیٹیاں	پوتا	پوتی
2/3	عصبہ	عصبہ
2	1	
6	3	
6	2	1

(2) مسئلہ 9/3

میت

2 پوتیاں	پوتا	پوتی	سکڑ پوتی
2/3	عصبہ		محجوب
2	1		0
6	3		0

چھٹی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 18/6

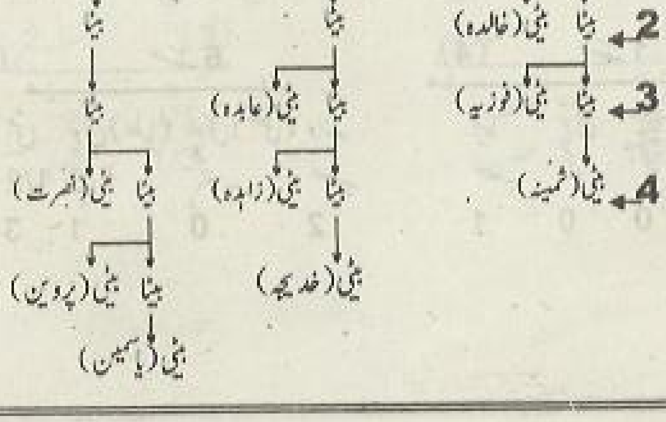
میت

پوتا	پوتی	والد
عصبہ	عصبہ	1/6
5		1
15		3

(2) مسئلہ 18/6

میت

پڑپوتا	پوتی	والد
عصبہ	عصبہ	1/6
5		1
15		3



مسئلہ تشبیب کے ہر فریق میں تین درجے ہیں۔

1۔ علیا 2۔ وسطی 3۔ سفلی

فریق اول کی علیا (خالدہ) کے مقابلہ مین فریق ثانی اور فریق ثالث سے کوئی لڑکی نہیں ہے۔ اور فریق اول کی وسطی (فوزیہ) کے مقابلہ میں فقط فریق ثانی کی علیا (عابدہ) ہے اور فریق اول کی سفلی (ثمینہ) کے مقابلہ میں فریق ثانی کی وسطی (زاہدہ) ہے۔ اور فریق ثالث کی علیا (نصرت) ہے اور فریق ثانی کی سفلی (خدیجہ) کے مقابلہ میں فریق ثالث کی وسطی (پروین) ہے اور فریق ثالث کی سفلی (یاسمین) کے مقابلہ میں کسی فریق کی کوئی مونث نہیں ہے۔

سوال۔ اہل فرائض کے نزدیک مسئلہ تشبیب کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب۔ **مسئلہ تشبیب کی تعریف**

اہل فرائض اس مسئلہ کو مسئلہ تشبیب کا نام دیتے ہیں کہ جو مختلف درجوں کی پوتیوں پر مشتمل ہو تشبیب کے لغوی معنی ہیں ایسے شعر کہنا جن میں ممدوح کے حسن وجمال کا ذکر ہو۔ قرب ووصال کا تذکرہ ہو شاعر حضرات مدحیہ قصیدوں کی ابتداء تشبیبی اشعار سے کیا کرتے ہیں۔ تاکہ سامع کے ہوش وحواس کو انتشاری حالت سے نکال کر ان کو مجتمع کرلیا جائے اور ذہن کو قوت ملے پھر بعد میں شاعر حضرات تشبیبی اشعار سے اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور ممدوح کے اوصاف وخصائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تشبیبی اشعار سے اصل مقصد سامع کے منتشر ہوش وحواس کو جمع کرکے ذہن کو قوت دینا ہوتا ہے جسے اہل فرائض مسئلہ تشبیب کہتے ہیں یہ مسئلہ بھی طلباء کی توجہ کو یکجا

کرتا ہے اور طلباء کو سننے اور پڑھنے کا مشتاق بناتا ہے۔

مسئلہ تشبیب کا مقصد

مسئلہ تشبیب دراصل ایک سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ پوتی کے حالات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب اوپر والے درجہ میں میت کی دو بیٹیاں موجود ہوں تو پوتیاں جائیداد سے محجوب ہو جاتی ہیں۔ تو اگر میت کی فقط پوتیاں ہی متعدد درجوں میں ہوں تو ان میں تقسیم جائیداد کا کیا طریقہ ہوگا یہ وہ سوال ہے جس کا مسئلہ تشبیب میں جواب دیا گیا ہے۔

مسئلہ تشبیب میں تقسیم میراث

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد اب ملاحظہ ہو تقسیم میراث۔

اگر متوفی احمد علی کا کوئی بیٹا (زید، عمرو، بکر) موجود نہ ہو تو متوفی کی کل جائیداد کا نصف (1/2) فریق اول کی علیا (خالدہ) کو ملے گا کیونکہ خالدہ کے علاوہ اس درجہ میں میت کی کوئی دوسری پوتی اور پوتا موجود نہیں ہے اور متوفی کی کل جائیداد کا سدس (1/6) فریق اول کی وسطیٰ (فوزیہ) اور فریق ثانی کی علیا (عابدہ) کو ملے گا (کہ جسے آپس میں برابر تقسیم کرلیں گی) بشرطیکہ اس درجہ میں کوئی پوتا موجود نہ ہو، تاکہ ثلثان مکمل ہو جائے اور اس سے نچلے درجہ کی پوتیاں محجوب ہوں گی جو کل چھ ہیں (ثمینہ، زاہدہ، نصرت، خدیجہ، پروین اور یاسمین) ہاں اگر سدس (1/6) پانے والی پوتیوں کے درجہ سے نیچے کسی درجہ کی پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی موجود ہو تو پھر وہ پوتا اپنے درجہ کی پوتیوں اور اس درجہ سے اوپر کی پوتیوں کو عصبہ بنا دے گا۔ اور ان کے درمیان تقسیم جائیداد اس

طرح ہوگی کہ میت کے پوتوں کو دوگنا اور میت کی پوتیوں کو اکہرا ملے گا۔ اور اس پوتے

سے نیچے والی تمام پوتیاں محجوب ہوں گی۔

سگی بہن کی پانچ حالتیں۔

سوال۔ سگی بہن کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ سگی بہن کی مندرجہ ذیل پانچ حالتیں ہیں۔

☆ پہلی حالت نصف (1/2) ہے لیکن اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کی فقط ایک سگی بہن ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کے بیٹا پوتا (خواہ نیچے درجے کا ہو) اور باپ، دادا (خواہ اوپر درجہ کا ہو) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ میت کی بیٹی اور پوتی موجود نہ ہوں۔ (یعنی سگی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے)۔

د۔ یہ کہ میت کا سگا بھائی بھی موجود نہ ہو (سگی بہن عصبہ بالغیر نہ بنے)۔

☆ دوسری حالت ثلثان (2/3) ہے اس کی بھی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کی متعدد سگی بہنیں ہوں۔

ب۔ یہ کہ میت کے بیٹا پوتا (خواہ نیچے درجے کا ہو) اور باپ، دادا (خواہ اوپر درجے کا ہو) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ میت کی پوتی اور بیٹی میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

د۔ یہ کہ میت کا سگا بھائی بھی موجود نہ ہو۔

☆ تیسری حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا پوتا (خواہ نچلے درجے کے ہوں) اور باپ دادا (خواہ اوپر درجے کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کا سگا بھائی موجود ہو اس حالت میں میت کے سگے بھائی کو دوگنا اور میت کی سگی بہن کو اکہرا ملے گا۔

☆ چوتھی حالت عصبہ مع الغیر ہونا ہے اس کی بھی تین شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا، پوتا (خواہ نیچے درجے کا ہو) اور باپ دادا (خواہ اوپر درجے کا ہو) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

ب۔ بہن کے ساتھ بھائی موجود نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو اس حالت میں بیٹی یا پوتی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد میت کی بہن کو عصبہ مع الغیر قرار دیتے ہوئے سپرد کر دی جائے۔

☆ پانچویں حالت محجوب ہونا ہے اور اسکی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب پایا جائے۔ یعنی بیٹا، پوتا (خواہ درجہ سافلہ کا ہو) باپ، دادا (خواہ درجہ عالیہ کا ہو) میں سے کوئی ایک ہو۔

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

(1)

میت — مسئلہ 2

سگی بہن	چچا
1/2	عصبہ
1	1

(2)

میت — مسئلہ 2

سگی بہن	بھتیجا
1/2	عصبہ
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3

میت

2 سگی بہنیں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

(2) مسئلہ 3

میت

2 سگی بہن	بھتیجا
2/3	عصبہ
2	1

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 2

میت

سگی بہن	سگا بھائی
عصبہ	عصبہ
1	2

(2) مسئلہ 28/4

میت

5 سگی بہنیں	سگا بھائی	بیوی
عصبہ	عصبہ	1/4
3		1
21		7

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 2

میت

بیٹی	سگی بہن
1/2	عصبہ
1	1

(2) مسئلہ 4

میت

پوتی	سگی بہن	بیوی	چچا
1/2	عصبہ	1/4	عصبہ
2	1	1	0

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 1

میت

سگی بہن	بیٹا
محجوبہ	عصبہ
0	1

(2) مسئلہ 1

میت

سگی بہن	دادا
محجوبہ	عصبہ
0	1

ابوی بہن کی چھ حالتیں

سوال۔ ابوی بہن کے حالات بمعہ امثلہ بیان کریں۔

جواب۔ ابوی بہن کی مندرجہ ذیل چھ حالتیں ہیں

☆ پہلی حالت نصف (1/2) ہے اس کی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ علاتی (ابوی) بہن ایک ہو

ب۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو۔ یعنی

1۔ میت کے سگے بھائی

2۔ دو سگی بہنیں

3۔ سگی بہن کے ساتھ بیٹی یا پوتی

4۔ دو پوتیاں

5۔ بیٹے پوتے (اگرچہ درجہ سفلی کے ہوں)

6۔ اور باپ دادا (اگرچہ درجہ علی کے ہوں) میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ علاتی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے یعنی علاتی بہن کے ہوتے ہوئے میت کی بیٹی یا پوتی موجود نہ ہو

د۔ یہ کہ علاتی بہن عصبہ بالغیر نہ بنے۔ یعنی علاتی بہن کے ہوتے ہوئے کوئی علاتی بھائی موجود نہ ہو۔

☆ دوسری حالت ثلثان (2/3) ہے اس کی بھی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ علی بہنیں متعدد ہوں۔

ب۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب موجود نہ ہو۔

ج۔ یہ کہ علاتی بہن عصبہ مع الغیر نہ بنے۔

د۔ یہ کہ علاتی بہن عصبہ بالغیر نہ بنے

☆ تیسری حالت سدس (1/6) ہے (خواہ علاتی بہن ایک ہو یا متعدد ہوں)

اس کی بھی چار شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب موجود نہ ہو

ب۔ یہ کہ علاتی بہن عصبہ مع الغیر بھی نہ بنے۔

ج۔ یہ کہ علاتی بہن عصبہ بالغیر بھی نہ بنے۔

د۔ یہ کہ میت کی فقط ایک سگی بہن موجود ہو۔

☆ چوتھی حالت محجوب ہونا ہے اس کی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ کوئی حاجب موجود نہ ہو۔

☆ پانچویں حالت عصبہ بالغیر ہونا ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ کوئی حاجب موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کا علاتی بھائی موجود ہو۔

☆ چھٹی حالت عصبہ مع الغیر ہے۔ اس کی بھی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ کوئی حاجب موجود نہ ہو

ب۔ یہ کہ میت کی صرف ایک بیٹی یا ایک پوتی موجود ہو۔

☆ ساتویں حالت بھی (چوتھی حالت کی طرح) محجوب ہونا ہے اس کی ایک ہی شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ حواجب میں سے کوئی حاجب موجود ہو اور ابوی بہن کے حواجب مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔بیٹا 2۔پوتا (اگرچہ درجہ سفلی کا ہو) 3۔باپ 4۔دادا (اگرچہ درجہ علیا کا ہو)

5۔سگا بھائی 6۔دو سگی بہنیں 7۔سگی بہن کے ساتھ پوتی 8۔دو پوتیاں

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2

میت

علی بہن	چچا
1/2	عصبہ
1	1

مسئلہ 4

میت

علی بہن	بیوی	بھتیجا
1/2	1/4	عصبہ
2	1	1

مسئلہ 4

میت

علی بہن	بیوی	چچا
1/2	1/4	عصبہ
2	1	1

مسئلہ 2

میت

علی بہن	بھتیجا
1/2	عصبہ
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3

میت

2 علی بہنیں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

مسئلہ 6 / 7 / 21

میت

3 علی بہنیں	خاوند	بھتیجا
2/3	1/2'	عصبہ
4	3	0
12	9	0

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 4/6

میت

علاتی بہن	سگی بہن
1/6	1/2
1	3

مسئلہ 12/4/6

میت

سگی بہن	3 علاتی بہنیں
1/2'	1/6
3	1
9	3

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3

میت

علاتی بہن	2 سگی بہنیں	چچا
محجوبہ	2/3	عصبہ
0	2	1

مسئلہ 33/11/12

میت

علاتی بہن	3 سگی بہنیں	بیوی
محجوبہ	2/3	1/4
0	8	3
0	24	9

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3

میت

علاتی بہن	علاتی بھائی
عصبہ	عصبہ
1	2

مسئلہ 18/6

میت

علاتی بہن، علاتی بھائی	اخیافی بھائی
عصبہ	1/6
5	1
15	3
10-5	

چھٹی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2

میت

بیٹی	علی بہن
1/2	عصبہ مع الغیر
1	1

مسئلہ 8

میت

چچا	بیٹی	علی بہن	بیوی
محجوب	1/2	عصبہ مع الغیر	1/8
0	4	3	1

والدہ کی تین حالتیں

سوال: والدہ کے حالات بمعہ امثلہ تحریر کریں؟

جواب: والدہ کی مندرجہ ذیل تین حالتیں ہیں

☆ پہلی حالت سدس (1/6) ہے لیکن اس کی ایک شرط ہے۔

الف۔ یہ کہ میت کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی میں سے کوئی ایک موجود ہو۔(پوتا، پوتی خواہ درجہ سافلہ کے ہوں) یا کسی جہت کے دو بھائی دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو۔ خواہ یہ مذکورہ حضرات وارث ہوں یا محجوب ہوں بہر دو صورت والدہ کا (1/6) حصہ مقرر کریں گے۔

☆ دوسری حالت ثلث (1/3) ہے اس کی دو شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ جن افراد کی موجودگی میں والدہ کو سدس (1/6) ملتا ہے۔ وہ افراد موجود نہ ہوں یعنی میت کے بیٹا اور بیٹی پوتا اور پوتی دو یا دو سے زائد بھائی یا بہنیں یا ایک بھائی اور اس کے ساتھ ایک بہن میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ والدہ کے ساتھ میت کا والد اور والد کے ساتھ زوجین میں سے کوئی

ایک ایک وقت موجود نہ ہو۔ جیسا کہ مسئلتین عمریتین میں ہوتا ہے۔ جسے تیسری حالت میں ذکر کیا جائے گا۔

☆ تیسری حالت ثلث باقی (1/3 باقی) ہے (زوجین میں سے کسی ایک کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ جائیداد کا تیسرا حصہ والدہ کو دینا ہے۔ یہ (1/3 باقی) اور یہ فقط مسئلتین عمریتین میں ہوتا ہے یعنی وہ دو مسئلے جنہیں پہلی مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حل فرمایا تھا۔ اور اس پر جمہور صحابہ کرام اور آئمہ عظام نے اتفاق کیا۔ اس کی تین شرطیں ہیں۔

الف۔ یہ کہ پہلی حالت نہ ہو۔

ب۔ یہ کہ میت کا باپ موجود ہو۔

ج۔ یہ کہ زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6

میت

والدہ	بیٹی
1/6	عصبہ
1	5

مسئلہ 12/6

میت

والدہ	2 سگے بھائی
1/6	عصبہ
1	5
2	10

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3

میت

والدہ	باپ
1/3	عصبہ
1	2

مسئلہ 3

میت

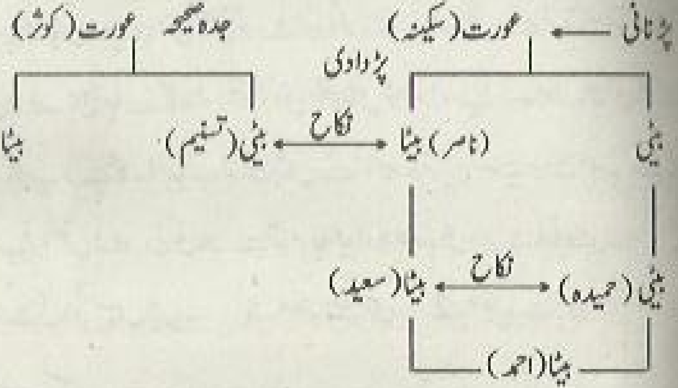
والدہ	چچا
1/3	عصبہ
1	2

قرابتوں کا لحاظ نہ کیا جائے بلکہ ابدان کا لحاظ کرتے ہوئے ان دونوں جدات میں جائیداد برابر تقسیم کی جائے یعنی جتنی جائیداد دو قرابتوں والی جدہ کو ملے گی اتنی ہی جائیداد ایک قرابت والی جدہ کو بھی ملے گی۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ جہات قرابت کا لحاظ کیا جائے یعنی جتنی جائیداد ایک قرابت والی جدہ کو ملے گی اس سے دوگنی جائیداد، دو قرابت رکھنے والی جدہ کو ملے گی اگر کسی میت کے دیگر اصحاب فرائض کے علاوہ دو جدات بھی ہوں کہ ان میں سے ایک جدہ تو ایک قرابت رکھتی ہو اور دوسری جدہ دو قرابتیں رکھتی ہو۔ تو ایسی صورت میں جدات کیلئے حاصل شدہ سدس (1/6) کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے گا۔ ان تین حصوں میں سے ایک حصہ پہلی جدہ (جس جدہ کو میت کے ساتھ ایک قرابت حاصل ہے) کو دیا جائے اور باقی دو حصے دوسری جدہ (جس جدہ کو میت کے ساتھ دو قرابتیں حاصل ہیں) کو دیئے جائیں میت کے ساتھ ایک قرابت اور دو قرابتیں رکھنے والی جدات کی مثال۔



مذکورہ بالا مثال کی وضاحت یہ ہے کہ ایک عورت (سکینہ) نے اپنے پوتے (سعید) کا نکاح اپنی نواسی (حمیدہ) سے کر دیا ان میں ایک بچہ (احمد) پیدا ہوا۔ جس عورت (سکینہ) نے اپنے پوتے (سعید) اور نواسی (حمیدہ) کا نکاح کیا تھا۔ وہ عورت (سکینہ) اس نومولود بچے (احمد) کے والد کی جہت سے پڑدادی بنتی ہے۔ اور بچے (احمد) کی والدہ کی جہت سے پڑنانی بنتی ہے۔ والدہ (حمیدہ) یہ دو قرابتوں والی

جدہ ہے اس جگہ ایک ایسی عورت (کوثر) بھی ہے جس نے اپنی بیٹی (تسنیم) کا نکاح پہلی عورت (سکینہ) کے بیٹے (ناصر) کے ساتھ کردیا تھا اور اس دوسری عورت کی بیٹی (تسنیم) سے ایک لڑکے (سعید) نے جنم لیا جو کہ پہلی عورت (سکینہ) کا پوتا ہے اور نومولود بچے (احمد) کا باپ ہے (یہی نومولود بچہ بعد میں میت بننے والا ہے۔) یہ دوسری عورت (کوثر) میت کی پڑدادی بنی۔ یہ ایک قرابت والی جدہ ہے وضاحت ملاحظہ ہو



سبق نمبر 7

عصبات نسبیہ کا بیان

سوال: عصبہ کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں۔

جواب: عربی زبان میں لفظ عصبہ کے معنی پٹھے کے آتے ہیں اور اصطلاح شرع میں عصبہ وہ شخص کہلاتا ہے کہ جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بلکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ اسی شخص کو ملے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہو تو تمام میراث کا وہ شخص مالک بن جائے گا۔ اور اگر ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد کچھ بھی نہ بچے تو عصبہ محجوب رہے گا۔ اسباب ارث میں سے مضبوط ترین سبب ارث عصبہ ہے کیونکہ اصحاب فرائض نہ ہونے کی وجہ سے تمام جائیداد کا عصبہ ہی وارث بنتا ہے۔

عصبات کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔عصبات نسبی 2۔عصبات سببی

1۔عصبہ نسبی

وہ شخص ہے کہ جسے نسبی قرابت کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو جیسے بیٹا، پوتا وغیرہ

2۔عصبہ سببی

وہ شخص ہے کہ جسے کسی غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصوبت حاصل ہو۔ ایسے عصبہ کو معتق اور مولی العتاقہ کہتے ہیں۔ عصبہ نسبی بہ نسبت عصبہ سببی کے قوی ہے یعنی عصبہ نسبی کی موجودگی میں عصبہ سببی کو میراث نہ ملے گی عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں

1۔عصبہ بنفسہ 2۔عصبہ بغیرہ 3۔عصبہ مع غیرہ

1۔ عصبہ بنفسہ

اس مرد کو کہتے ہیں کہ جسے جب میت کی طرف منسوب کیا جائے تو درمیان میں مونث کا واسطہ نہ ہو جیسے بیٹا، باپ وغیرہ اور جو شخص مونث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو وہ عصبہ بنفسہ نہیں بن سکتا۔ جیسے ماموں، نانا وغیرہ

انتباہ

اگر کسی شخص کو کسی میت کی طرف منسوب کیا جائے اور درمیان میں مذکر اور مونث دونوں کا واسطہ آئے تو مذکر کے واسطے کو اصل شمار کریں گے۔ اور منسوب ہونے والے شخص کو عصبہ بنفسہ شمار کریں گے۔ جیسے سگا بھائی۔

2۔ عصبہ بغیرہ

اس عورت کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی مذکر نے عصبہ بنا دیا ہو۔ واضح رہے کہ عصبہ بغیرہ فقط وہ عورت بن سکتی ہے جس کا حصہ نصف (1/2) یا ثلثان (2/3) مقرر ہو اور وہ فقط چار عورتیں ہیں۔

1۔ بیٹی 2۔ پوتی 3 سگی بہن 4۔ علاتی بہن

3۔ عصبہ مع غیرہ

اس عورت کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی عورت نے عصبہ بنا دیا ہو جیسے بیٹی کی موجودگی میں سگی بہن یا علاتی بہن عصبہ بن جاتی ہے۔

سوال: اگر متعدد افراد عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو ان میں سے کس

شخص کو ترجیح دیتے ہوئے میت کا عصبہ قرار دیں گے۔

جواب: جب میت کے عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے متعدد اشخاص جمع ہو جائیں (مثلاً میت کا بیٹا، پوتا، باپ، بھائی اور چچا وغیرہ) تو ان میں سے کسی ایک کو بطور عصبہ ترجیح دینے کیلئے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

1۔ ترجیح بالجہت

یعنی سب سے پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ میت کے ساتھ قرابت اور تعلق داری میں سب سے پہلا درجہ کس شخص کا ہے۔ اور جو شخص میت کے انتہائی زیادہ قریب ہو اسے دوسرے افراد پر ترجیح دی جائے گی اور دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ جہت بنوۃ (بیٹے کی طرف سے) تمام جہتوں (تعلقات) پر مقدم ہے۔ لہذا اگر کسی میت کا بیٹا، باپ اور سگا بھائی زندہ ہو تو میت کے بیٹے کو عصبہ قرار دیا جائے کیونکہ جہت بنوۃ بقیہ تمام جہات پر مقدم ہے۔

مذکورہ صورت میں باپ کو صاحب فرض اور سگے بھائی کو محجوب قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ سگے بھائی کی جہت قرابت بہ نسبت بیٹے کے متاخر ہے۔

2۔ ترجیح بالدرجہ

عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے متعدد افراد اگر جہت میں متحد ہوں مثلاً تمام کا تعلق جہت بنوۃ سے ہی ہو جیسے میت کا بیٹا بھی موجود ہو اور پوتا، پڑپوتا وغیرہ بھی موجود ہو یا تمام کا تعلق جہت ابوۃ سے ہو جیسے میت کا باپ بھی موجود ہو اور دادا بھی موجود ہو تو ایسی صورت میں ایسے شخص کو میت کا عصبہ قرار دیا جائے گا۔ جو درجہ کے

اعتبار سے میت کے قریب ترین ہوگا۔ مثلاً جہت بنوت میں میت کے بیٹے کو عصبہ قرار دیا جائے اور پوتا، پڑپوتا وغیرہ کو محجوب قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ جہت بنوت میں بیٹا ہی میت کے قریب ترین شخص ہے اور اسی طرح جہت ابوۃ میں باپ کو عصبہ قرار دیا جائے گا اور دادا، پڑدادا کو محجوب قرار دیا جائے گا۔

3۔ ترجیح بالقرابت

عصبہ بنفسہ بننے کی صلاحیت رکھنے والے متعدد افراد اگر جہت و درجہ دونوں میں متحد ہوں تو پھر ایسے شخص کو میت کا عصبہ بنفسہ قرار دیا جائے گا جو میت کے ساتھ تمام افراد سے زیادہ قوی قرابت رکھتا ہو یعنی میت کے ساتھ اقوی قرابت رکھنے والے کو عصبہ بنفسہ قرار دے دیا جائے گا۔ اور بہ نسبت اقوی کے کم قوت قرابت رکھنے والے کو محجوب قرار دیا جائے گا۔ مثلاً میت کا سگا بھائی بھی ہے اور علی بھائی بھی ہے یہ دونوں شخص جہت اور درجہ کے اعتبار سے تو برابر ہیں لیکن سگے بھائی کو عصبہ بنفسہ قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ سگے بھائی کی میت کے ساتھ قرابت بہ نسبت علی بھائی کے اقوی ہے۔

فائدہ: عصبہ بنفسہ کی پانچ جہتیں ہیں۔

1۔ جزء میت 2۔ اصل میت 3۔ جزء ابی المیت 4۔ جزء جد المیت 5۔ الولاء

اس جہت میں معتق اور معتق کے عصبہ بنفسہ اشخاص شامل ہیں۔ پہلی چار جہات نقشہ کی صورت میں بالترتیب ملاحظہ ہوں۔

درجات	جہات	نمبر خاص	نمبر سلسلہ وار	میت کے ساتھ عصبات کے رشتے کا نام	کیفیت
پہلا درجہ	جزء المیت	1	1	بیٹا	عصبات کا یہ درجہ باقی تمام عصبات سے مقدم ہے جو کبھی بھی محجوب نہیں ہوتا اس کے مقابلہ میں باقی درجات کے افراد محجوب رہتے ہیں نیز اس درجہ میں بھی ترتیب ملحوظ خاطر رہے یعنی بالترتیب پہلے نمبر کے عصبہ کے مقابلہ میں اسی درجہ کے نیچے والے افراد محجوب ہوں گے
		2	2	پوتا	
		3	3	پڑپوتا	
		4	4	سگڑپوتا	
دوسرا درجہ	اصل میت	1	5	باپ	پہلے درجہ والوں کے مقابلہ میں عصبہ ہونے کی حیثیت سے اس درجہ والے کچھ بھی نہ پائیں گے البتہ ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے انہیں 1/6 ملے گا۔ اس درجہ میں بھی ترتیب ملحوظ خاطر رہے یعنی بالترتیب اس درجہ کے پہلے نمبر والے عصبہ کے مقابلہ میں اس درجہ کے نیچے والے افراد محجوب ہوں گے۔
		2	6	دادا	
		3	7	پڑدادا	
		4	8	سگڑدادا	
تیسرا درجہ	جزء ابی المیت	1	9	حقیقی بھائی	اگر میت کی بہن موجود ہو تو اسے بھی اپنے ساتھ عصبہ بنائے گا۔
		2	10	علاتی بھائی	
		3	11	حقیقی بھائی کا بیٹا	اگر میت کی بیٹی اور حقیقی بہن موجود ہو تو یہ محجوب ہے میت کی علاتی بہن اسکے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائے گی۔
		4	12	علاتی بھائی کا بیٹا	
		5	13	حقیقی بھائی کا پوتا	
		6	14	علاتی بھائی کا پوتا	

درجات	جہات	نمبر خاص	نمبر سلسلہ وار	میت کے ساتھ عصبات کے رشتے کا نام	کیفیت
		7	15	حقیقی بھائی کا پڑپوتا	
		8	16	علاتی بھائی کا پڑپوتا	تیسرے درجہ والے خود سے اوپر درجات والوں کے مقابلہ میں محجوب اور نیچے درجہ والے انکے سامنے محجوب رہتے ہیں نیز خود اس درجہ میں ترتیب ملحوظ خاطر رہے یعنی بالترتیب اسی درجہ کے پہلے عصبہ کے مقابلہ میں اس درجہ کے نیچے والے افراد محجوب ہوں گے
		9	17	حقیقی بھائی کا سکڑپوتا	
		10	18	علاتی بھائی کا سکڑپوتا	
چوتھا درجہ	جزء الجد	1	19	حقیقی چچا	چوتھے درجے والے خود سے اوپر درجات والوں کے مقابلہ میں محجوب رہتے ہیں ۔ اور نیچے درجہ والے یعنی (معتق) ان کے سامنے محجوب رہتے ہیں نیز خود اس درجہ میں بھی ترتیب ملحوظ خاطر رہے یعنی بالترتیب اسی درجہ کے پہلے نمبر والے عصبہ کے مقابلہ میں اسی درجہ کے نیچے والے افراد محجوب ہوں گے۔
		2.	20	باپ کا علاتی بھائی	
		3	21	حقیقی چچا کا بیٹا	
		4	22	علاتی چچا کا بیٹا	
		5	23	حقیقی چچا کا پوتا	
		6	24	علاتی چچا کا پوتا	
		7	25	حقیقی چچا کا پڑپوتا	
		8	26	علاتی چچا کا پڑپوتا	
		9	27	باپ کا حقیقی چچا	
		10	28	باپ کا علاتی چچا	
		11	29	باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا	
		12	30	باپ کے علاتی چچا کا بیٹا	
		13	31	باپ کے حقیقی چچا کا پوتا	
		14	32	باپ کے علاتی چچا کا پوتا	
		15	33	باپ کے حقیقی چچا کا پڑپوتا	
		16	34	باپ کے علاتی چچا کا پڑپوتا	

سوال: اگر میت کے مختلف قسموں کے عصبات پائے جائیں یعنی بعض عصبہ بنفسہ ہوں بعض عصبہ بغیرہ ہوں اور بعض عصبہ مع غیرہ ہوں تو کس قسم کے عصبہ کو ترجیح دی جائے گی۔؟

جواب: جس قسم کا عصبہ میت کے قریب ہوگا اسے ترجیح دی جائے گی بالفرض عصبہ مع غیرہ بہ نسبت عصبہ بنفسہ کے میت کے زیادہ قریب ہے تو میت کا عصبہ قرار دینے میں عصبہ مع غیرہ کو ترجیح دی جائے گی۔ اور عصبہ بنفسہ کو محجوب قرار دیا جائے گا۔

مثلاً میت کے پسماندگان میں ایک بیٹی، ایک بہن اور ایک علی بھائی کا بیٹا ہے۔ اس صورت میں میت کی کل جائیداد کا نصف (1/2) بطور عصبہ میت کی بہن کو ملے گا اور علی بھائی کا بیٹا محجوب رہے گا کیونکہ میت کی بہن میت کی بیٹی کی وجہ سے عصبہ مع الغیر بن گئی ہے اور یہ بہن بہ نسبت علی بھائی کے بیٹے کے میت کے زیادہ قریب ہے لہذا عصبہ اسے ہی قرار دیا جائے گا۔

یونہی مذکورہ صورت میں اگر علی بھائی کے بیٹے کی جگہ میت کا چچا ہوتا تو وہ بھی محجوب رہتا اور اسی طرح مذکورہ صورت میں اگر علی بھائی کے بیٹے کی جگہ خود علی بھائی ہوتا تو وہ بھی محجوب رہتا۔

سبق نمبر 8

حجب کا بیان

سوال: حجب کی تعریف اور اسکی اقسام بیان کریں؟

جواب: حجب کے لغوی معنی ہیں رکنا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں حجب کے یہ معنی ہیں کہ معین وارث کا کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض جائیداد لینے سے رک جانا۔

اقسام حجب

حجب کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ حجب نقصان 2۔ حجب حرمان

1۔ حجب نقصان

حجب نقصان کا یہ مطلب ہے کہ ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے حصہ کم ہو جانا اور جن ورثاء کا حصہ کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل پانچ افراد ہیں۔ 1۔ خاوند 2۔ بیوی 3۔ والدہ 4۔ پوتی 5۔ حقیقی بہن

2۔ حجب حرمان

حجب حرمان کا مطلب یہ ہے کہ ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے اپنے مقررہ حصے سے مکمل دستبردار ہو جانا۔ حجب حرمان کے وارث دو قسم کے ہیں۔

1۔ ایسے وارث کہ جن کے ساتھ حجب حرمان کا حکم بطور کلی کے ہے یعنی وہ افراد کبھی بھی حجب حرمان کے حکم میں نہیں آتے اور ایسے افراد کی تعداد چھ ہے۔

ا۔ والد ۲۔ والدہ ۳۔ بیٹا ۴۔ بیٹی ۵۔ خاوند ۶۔ بیوی

2۔ ایسے افراد کہ جن کے ساتھ حجب حرمان کا حکم بطور عصبات کے ہے یعنی وہ افراد کبھی تو حجب حرمان کے حکم میں آتے ہیں اور کبھی حجب حرمان کے حکم میں نہیں آتے ہیں۔ قسم اول میں مذکور چھ افراد کے علاوہ باقی جتنے بھی افراد ہیں خواہ ان کا تعلق عصبات سے ہو یا ذوی الفروض سے ہو وہ اسی قسم دوم سے تعلق رکھتے ہیں یعنی کسی وقت تو وارث ہو جاتے ہیں اور کسی وقت بالکل محجوب ہو جاتے ہیں۔

سوال: جن اصول وضوابط سے ورثاء پر حجب حرمان کا حکم آتا ہے ان کی وضاحت کریں

جواب: مندرجہ ذیل دو اصول پر حجب حرمان کا حکم مبنی ہے یعنی جن رشتہ داروں میں یہ دو اصول پائے جائیں گے یا ان میں سے ایک اصل پایا جائے گا تو وہ رشتہ دار میت کی جائیداد سے محروم رہیں گے۔

1۔ پہلا اصول

جس شخص کا نسب میت تک کسی دوسرے شخص کی وجہ سے پہنچتا ہو تو اس واسطہ کی موجودگی میں پہلا شخص میت کی جائیداد کا وارث نہ بنے گا۔ مثلاً پوتا اپنے باپ کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے لہذا پوتا اپنے باپ کی موجودگی میں اپنے دادا کی جائیداد کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس مذکورہ مثال میں پوتا مدلی (بصیغہ اسم فاعل) باپ مدلی بہ اور دادا مدلی (بصیغہ اسم مفعول) ہے لیکن اخیافی بہن بھائی ماں کی موجودگی میں بھی جائیداد سے حصہ پائیں گے۔ (باوجودیکہ اخیافی بہن بھائی والدہ کے واسطہ سے مرنے والے شخص بھائی تک پہنچتے ہیں جائیداد سے حصہ پائیں گے۔)

میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے کا جائیداد نہ پانا اس کی فقط ایک ہی وجہ ہے۔

1۔ یہ کہ واسطہ (میت کا بیٹا) کل ترکہ کا استحقاق رکھتا ہے اور والدہ کی موجودگی میں اخیافی بہن بھائی کا اپنے متوفی خیفی بھائی سے جائیداد حاصل کر لینا اس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) یہ کہ میت کی والدہ (مدلی بہ) کل ترکہ کا استحقاق نہیں رکھتی ہے۔

(۲) یہ کہ متوفی کی بہن بھائیوں اور متوفی کی والدہ کی جہتیں مختلف ہیں یعنی والدہ تو ام ہونے کی جہت سے مستحق ہے اور اخیافی بہن بھائی اولاد ام ہونے کی وجہ سے جائیداد کے مستحق ہیں۔ مگر واسطہ (مدلی بہ) کی موجودگی میں میت کی نانی (مدلی) وارث نہ ہوگی۔

2۔ دوسرا اصول

اقرب کی موجودگی میں ابعد محجوب ہو جاتا ہے یعنی اگر میت کا قریبی شخص موجود ہو تو بعیدی شخص کو جائیداد نہیں ملے گی۔

وضاحت

پہلے اصل (مدلی بہ کی موجودگی میں مدلی کو جائیداد نہ ملے گی) اور دوسرے اصل (اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد کو جائیداد نہ ملے گی) کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ پہلا اصل خاص مطلق ہے اور دوسرا اصل عام مطلق ہے یعنی جہاں پہلا اصل پایا جائے گا وہاں دوسرا اصل ضرور پایا جائے گا۔ جیسے میت کا باپ اور

دادا یہاں میت کا باپ مدلی بہ اور میت کا دادا مدلی بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میت کا باپ اقرب اور میت کا دادا ابعد بھی ہیں۔ لیکن جہاں دوسرا اصل پایا جائے گا ضروری نہیں کہ پہلا اصل بھی پایا جائے جیسے میت کا باپ اور میت کی نانی۔ یہاں میت کا باپ اقرب ہے اور میت کی نانی ابعد ہے لیکن میت کا باپ مدلی بہ اور میت کی نانی مدلی نہیں تھی اگر صرف دوسرا اصل ذکر کر دیا جاتا اور پہلا اصل ذکر نہ کیا جاتا تو دوسرے اصل کے پیش نظر باپ کی موجودگی میں نانی کو جائیداد نہ ملتی جبکہ باپ کی موجودگی میں نانی کا حصہ مقرر ہے لہذا دوسرے اصل کے ساتھ پہلے اصل کو بھی ذکر کر دیا گیا اور اگر صرف پہلے اصل کو ہی ذکر کر دیا جاتا اور دوسرے اصل کو ذکر نہ کیا جاتا تو پھر ایک بیٹے کی اولاد کا دوسرے بیٹے کی موجودگی میں وارث ہونے کا شبہ ہو جاتا لہذا پہلے اصل کے ساتھ دوسرے اصل کو بھی ذکر کر دیا گیا۔

سوال: محروم اور محجوب میں فرق بیان کریں؟

جواب: **محروم**

جس شخص میں موانع ارث میں سے کوئی ایک مانع پایا جائے تو اس شخص کو اہل فرائض کی اصطلاح میں ممنوع اور محروم کہتے ہیں۔ اور موانع ارث چار ہیں۔

۱۔ غلام ہونا ۲۔ قاتل ہونا ۳۔ مذہب کا مختلف ہونا

۴۔ کافروں کیلئے ملک کا مختلف ہونا

محجوب

جو شخص میت کی جائیداد کا وارث محض اس لئے نہ بن رہا ہو کہ اس شخص کی

نسبت ایک دوسرا شخص میت کے زیادہ قریب ہے۔ جیسے میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا مجوب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میت کا باپ میت سے زیادہ قریب ہے یا اس شخص کی نسبت ایک دوسرا شخص زیادہ قوی ہے جیسے میت کے سگے بھائی کی موجودگی میں میت کا علی بھائی مجوب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میت کا سگا بھائی علی بھائی کی نسبت اقوی ہے۔

سوال: کیا جائیداد سے محروم اور مجوب شخص دوسروں کیلئے حاجب بنتے ہیں یا نہیں

جواب: مجوب شخص تو بالاتفاق دوسرے ورثاء کیلئے حاجب بنتا ہے۔ مثلاً باپ کی موجودگی میں دو یا دو سے زائد بھائی یا بہنیں خواہ کسی بھی جہت سے ہوں یہ خود بھی مجوب ہوں گے اور میت کی والدہ کیلئے بھی حجب نقصان کا باعث بنیں گے۔ یعنی ان کی موجودگی میں میت کی والدہ کو ثلث (1/3) کی بجائے سدس (1/6) ملے گا۔ لیکن محروم شخص کی بابت اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک محروم المیراث شخص دوسرے وارث کیلئے حاجب نہیں بنتا۔ مثلاً اگر میت کے پسماندگان میں خاوند، باپ اور غلام بیٹا موجود ہوں تو خاوند کو میت کی کل جائیداد کا نصف (1/2) دیا جائے گا۔ میت کے باپ کو عصبہ اور میت کے غلام بیٹے کو محروم قرار دیا جائے گا۔ اگر بالفرض حاجب بنتا تو پھر متوفیہ کے خاوند کو کل جائیداد کا ربع (1/4) ملنا چاہئے تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم شخص دوسروں کیلئے حجب نقصان کا باعث بنے گا۔ ان کے نزدیک مذکورہ صورت میں میت کے خاوند کو کل جائیداد کا نصف (1/2) حصہ نہیں ملے گا۔ بلکہ ربع (1/4) ملے گا۔

سبق نمبر 9:

عول کا بیان

سوال: عول کسے کہتے ہیں وضاحت سے بیان کریں۔

جواب: عول کے متعدد لغوی معانی ہیں۔

1۔ ظلم وستم 2۔ بلند ہونا 3۔ زیادتی

اور اصطلاح اہل فرائض میں مقرر و معین حصوں کے مجموعہ میں زیادتی کرنے اور ورثاء کے حصے میں کمی کرنے کو عول کہتے ہیں۔ اور مسئلہ عول اس وقت درپیش ہوتا ہے جب اصل مسئلہ سے باری باری حصہ داروں کے حصہ نکالے جائیں تو بعض حصہ دار اپنے اصل حصہ سے یا تو بالکل ہی دستبردار ہو رہے ہوں یا ان کا حصہ ضرور متاثر ہو رہا ہو۔ تو ایسی صورت میں اصل مسئلہ میں عدد کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس ترکہ میں تمام حصہ دار شامل ہو سکیں۔ بجائے اس کے کہ کوئی ایک خاص وارث جائیداد سے محجوب رہے بہتر یہ ہے کہ تمام ورثاء اس جائیداد میں شریک ہوں۔ اور اپنے اپنے حصے کے تناسب سے نقصان برداشت کریں۔

سب سے پہلے عول کا مسئلہ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے پیش آیا تھا۔ ہوا یوں کہ ایک عورت فوت ہوگئی اور اس کے پسماندگان میں خاوند اور دو سگی بہنیں تھیں اب خاوند کا نصف (1/2) حصہ اور دو سگی بہنوں کا ثلثان (2/3) حصہ طے شدہ تھا۔ متوفیہ کے خاوند کی خواہش تھی کہ پہلے میرا حصہ نکالا جائے بعد میں بہنوں کو دیا جائے۔ اور متوفیہ کی بہنوں کی خواہش تھی کہ پہلے ہمارا حصہ نکالا جائے اور بعد میں متوفیہ کے

خاوند کو دیا جائے۔ ان دو فریقوں میں جس فریق کو بھی پہلے حصہ ملتا دوسرے فریق کو نقصان پہنچتا تھا چنانچہ حضرت عمر فاروق نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت زید بن ثابتؓ نے عول کا مشورہ دیا جس پر حضرت عمر فاروق نے فرمایا اعیلوا الفرائض (فرائض میں عول کرو) دوسرے صحابہ کرام نے اس فیصلہ کی توثیق کر دی۔ جس سے مسئلہ عول پر اجماع ہو گیا۔

سوال: کل مخارج کتنے ہیں اور کس کس مخرج میں کہاں تک عول ہوتا ہے۔

جواب: کل سات مخارج ہیں۔ یعنی جن اعداد سے مسئلہ بنتا ہے وہ کل سات ہیں

24-12-8-6-4-3-2-

ان مذکورہ سات اعداد سے 2-3-4 اور 8 کا عدد عول نہیں ہوتا۔ یعنی جن مسائل میں یہ اعداد بطور مخرج کے آتے ہیں وہ مسائل اپنے مخرج کے برابر ہی رہ جاتے ہیں۔ مخرج کو بڑھانے کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔ 6-12 اور 24 کا اکثر عول ہوتا ہے۔ یعنی جن مسائل میں یہ اعداد بطور مخرج کے آتے ہیں ان میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مخرج کم ہو جاتا ہے اور حقدار زیادتی مخرج کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور کبھی عول نہیں بھی ہوتا۔

حد عول

1۔ 6 کا عول طاق اور جفت دونوں حیثیتوں سے 10 تک ہوتا ہے۔ یعنی 6 کا عول کبھی تو 7 تک ہوتا ہے کبھی 8 تک کبھی 9 تک اور کبھی 10 تک ہوتا ہے۔

2۔ 12 کا عول فقط طاق حیثیت سے 17 تک ہوتا ہے یعنی 12 کا عول کبھی تو

13 تک ہوتا اور کبھی 15 تک ہوتا ہے اور کبھی 17 تک ہوتا ہے۔

3۔ 24 کا عول فقط 27 کے عدد تک ہی ہوتا ہے یعنی فقط ایک عدد 27 میں ہی ہوتا ہے۔

6 کے عول کی مثالیں

(1)

مسئلہ 7/6

میت

خاوند	2 سگی بہنیں
1/2	2/3
3	4

(2)

مسئلہ 8/6

میت

خاوند	2 علاتی بہنیں	والدہ
1/2	2/3	1/6
3	4	1

(3)

مسئلہ 9/6

میت

خاوند	2 علاتی بہنیں	2 اخیافی بہنیں
1/2	2/3	1/3
3	4	2

(4)

مسئلہ 10/6

میت

خاوند	2 علاتی بہنیں	2 اخیافی بہنیں	والدہ
1/2	2/3	1/3	1/6
3	4	2	1

12 کے عول کی مثالیں

مسئلہ 13/12

میت

والدہ	بیوی	2 سگی بہنیں
1/6	1/4	2/3
2	3	8

مسئلہ 15/12

میت

بیوی	2 سگی بہنیں	2 اخیافی بہنیں
1/4	2/3	1/3
3	8	4

مسئلہ 17/12

میت

بیوی	والدہ	2 سگی بہنیں	2 اخیافی بہنیں
1/4	1/6	2/3	1/3
3	2	8	4

24 کے عول کی مثالیں

مسئلہ 27/24

میت

2 بیٹیاں	بیوی	والدہ	والد
2/3	1/8	1/6	1/6 عصبہ
16	3	4	4

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک 24 کا عول 31 تک ہوتا ہے۔

مسئلہ 31/24

میت

کافر بیٹا	2 اخیافی بہنیں	2 علاتی بہنیں	بیوی	والدہ
محروم	1/3	2/3	1/8	1/6
0	8	16	3	4

اس مذکورہ مثال میں احناف تو فقط 27 تک ہی عول کرتے ہیں کیونکہ احناف کے نزدیک محروم شخص دوسروں کیلئے حاجب نہیں بنتا ہے لہذا اس مثال میں میت کا کافر بیٹا میت کی بیوی کیلئے حاجب نہیں بنے گا اور میت کی بیوی کو کل جائیداد کا ربع (1/4) ملے گا۔ اور مسئلہ 27 تک عول کرے گا لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محروم شخص کو دوسروں کیلئے حاجب قرار دیتے ہیں۔ لہذا کافر بیٹے کی موجودگی میں وہ میت کی بیوی کو ربع (1/4) کی بجائے ثمن (1/8) دیں گے۔ اور اس طرح یہ مسئلہ 31 تک عول کرے گا۔

سبق نمبر 10

(1) ورثاء کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان

(۲) قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان

سوال: میت کا ترکہ جو منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی صورت میں موجود ہے اس کی تقسیم کیسے کی جائے گی۔ نیز یہ کہ اگر قرض خواہوں کا قرض زیادہ ہو تو پھر ان کے مابین ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے گا؟

جواب: اس سے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ میت کے ہر فریق کا یا ہر فرد کا میت کی کل جائیداد سے بالکسر کتنا حصہ ہے اور اس حصے کو کیسے نکالا جاتا ہے۔ اب یہاں دو امور بیان کیے جائیں گے۔

1۔ پہلا امر تو یہ بیان کیا جائے گا کہ میت کا ترکہ جو روپوں یا مربعوں یا مرلوں یا مرساہیوں کی قسم سے ہے اسے میت کے روثاء پر کیسے تقسیم کیا جائے گا۔

2۔ دوسرا امر یہ بیان کیا جائے گا کہ میت کے اگر متعدد قرض خواہ ہوں اور میت کا ترکہ بھی اتنا زیادہ نہ ہو کہ اس سے تمام قرض خوہوں کا قرض ادا کیا جا سکے تو پھر ان قرض خواہوں کے درمیان ترکہ کو کیسے تقسیم کیا جائے یہ واضح رہے کہ اگر میت کی طرف سے قرض ادا ہو جائے اور باقی کچھ ترکہ بچ جائے تو ایسی صورت میں قرض خواہوں کو ان کا پورا پورا قرض ادا کر دیا جائے اور باقی ماندہ ترکہ کو ورثاء کے درمیان مخصوص قوانین کی روشنی میں تقسیم کیا جائے۔

ورثاء کے درمیان تقسیم ترکہ سے متعلق قوانین

(میت لکھ کر اوپر دائیں جانب مسئلہ اور بائیں جانب ترکہ لکھیں اور ان دونوں کے درمیان نسبت دیں۔)

۱۔ پہلا قانون

جب تصحیح مسئلہ اور ترکہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پھر تصحیح مسئلہ سے جس وارث کو جو حصہ ملا ہے اس حصہ کو کل ترکہ سے ضرب دیں اور حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ کے ساتھ تقسیم کریں تو حاصل قسمت اس وارث کا حصہ ہوگا۔

یہی باقی ورثاء کے حصص کے ساتھ کریں تو کل ترکہ سے ہر وارث کا حصہ نکل آئے گا۔

مثلاً میت — مسئلہ 6 ⟵⟶ 7 دینار

والد	والدہ	بیٹی	بیٹی
$\frac{1}{6}$ + ع	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$	
1	1	2	2
$(1\frac{1}{6} = 6 \div 7 = 7 \times 1)$	$(1\frac{1}{6} = 6 \div 7 = 7 \times 1)$	$(2\frac{2}{6} = 6 \div 14 = 7 \times 2)$	$(2\frac{2}{6} = 6 \div 14 = 7 \times 2)$

پڑتال

$$2\frac{2}{6} + 2\frac{2}{6} + 1\frac{1}{6} + 1\frac{1}{6} \quad \Big| \quad \frac{14}{6} + \frac{14}{6} + \frac{7}{6} + \frac{7}{6}$$

$$\frac{14 + 14 + 7 + 7}{6} = \frac{42}{6} = 7$$

دوسرا قانون:

جب تصحیح مسئلہ اور ترکہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو تصحیح مسئلہ سے جس وارث کو جو حصہ ملا ہے اس حصہ کو وفق ترکہ میں ضرب دیں اور پھر حاصل ضرب کو وفق تصحیح مسئلہ کے ساتھ تقسیم کر دیں تو حاصل قسمت اس وارث کا حصہ ہوگا یہی عمل باقی ورثاء کے حصص کے ساتھ کریں تو کل ترکہ سے ہر وارث کا حصہ نکل آئے گا۔ مثلاً

مسئلہ 9/6 تصحیح ← مبلغ → کل ترکہ 12 دینار

میت

خاوند	اخیافی بھائی	جدہ	سگی بہن	سگی بہن
1/2	1/6	1/6	2/3	2/3
3	1	1	2	2

9 اور 12 کے درمیان توافق بالثلث ہے لہذا 9 کا وفق 3 ہے اور 12 کا وفق 4 ہے۔

وضاحت:

مذکورہ بالا قوانین کے ذریعہ میت کے کل ترکہ سے ایک ایک فرد کا حصہ معلوم ہو جاتا ہے اور اگر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا مقصود نہ ہو بلکہ ہر فریق کا مجموعی حصہ حاصل کرنا مقصود ہو تو پھر اصل مسئلہ سے ہر فریق کو جو کچھ بھی میسر آیا ہے اسے حسب سابق عمل میں لایا جائے یعنی ایک فریق کے مجموعی حصہ اور کل ترکہ میں اگر تباین کی نسبت ہو تو پہلا قانون استعمال کیا جائے اور اگر توافق کی نسبت ہو تو پھر دوسرا قانون استعمال کیا جائے۔

قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ سے متعلق قوانین

جب میت کا مال کم ہو اور قرض خواہ زیادہ مال کا تقاضا کرتے ہوں تو پھر میت کا مال ان قرض خواہوں کے درمیان مخصوص قوانین کے حوالہ سے تقسیم کیا جائے

ا۔ پہلا قانون: ہر قرض خواہ کو بمنزلہ رؤوس کے شمار کیا جائے اور تمام قرضوں کا مجموعہ لفظ میت کے دائیں جانب تصحیح مسئلہ کی جگہ رکھا جائے اور میت کے کل ترکہ کو لفظ میت کے بائیں جانب رکھا جائے۔

۲۔ دوسرا قانون: مجموعہ دیون اور ترکہ میں نسبت دی جائے اگر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو ہر فریق کے قرض کو کل ترکہ سے ضرب دی جائے۔ حاصل جواب کو مجموعہ دیون سے تقسیم کیا جائے حاصل جواب ہر فریق کا حصہ ہوگا۔ اور اگر ان کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر ہر قرض کو وفق ترکہ سے ضرب دی جائے اور پھر حاصل ضرب کو کل وفق دیون سے تقسیم کیا جائے اس طرح میت کے کل ترکہ سے قرض خواہ کو حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

میت 48 ← → کل ترکہ 71 دینار

بکر	عمرو	زید
20	16	12

(5 2/3 = 48 ÷ 272 = 17×16) (4 1/4 = 48 - 204 = 17×12)

(7 1/2 = 48 ÷ 340 = 17×20)

<u>کسری ترکہ کی تقسیم</u>

[illegible] ← 25 1/3 ← عدد صحیح

[illegible] ←

اگر ترکہ کسر کی صورت میں واقع ہو جیسے کسی آدمی نے اپنا کل ترکہ (25 1/3) دینار چھوڑے تو پھر عدد صحیح کو (مذکور ترکہ میں 25 عدد صحیح ہے) مخرج کسر (مذکورہ ترکہ میں 3 کا عدد مخرج کسر ہے) سے ضرب دیں اور نسب نما کو (یعنی اوپر والا ہندسہ کو جو کہ اس ترکہ میں ایک کا عدد ہے) جمع کریں۔ اس طرح یہ 76 ہو جائے گا۔ پھر تصحیح مسئلہ کو مخرج ترکہ سے ضرب دیں۔ پھر تصحیح مسئلہ کو مخرج سے ضرب دینے اور نسب نما کو جمع کرنے سے جو حاصل ہوا تھا۔ اس حاصل ہونے والے جواب کو اس عدد سے تقسیم کریں جو تصحیح مسئلہ کو مخرج کسر میں ضرب دینے سے حاصل ہوا تھا۔ تو جو حاصل قسمت ہوگا وہ ایک وارث کا حصہ ہوگا۔ مثلاً

میت مسئلہ 8 / 6 ← 24 → کل ترکہ $25\frac{1}{3}$ $\frac{76}{3}$

والد	خاوند	سگی بہن	سگی بہن
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{3}$	
1	3	2	2

$(3\frac{1}{6} = 24 \div 76 = 76 \times 1)$ $(9\frac{1}{2} = 24 \div 228 = 76 \times 3)$

$(6\frac{1}{3} = 24 \div 152 = 76 \times 2)$ $(6\frac{1}{3} = 24 \div 152 = 76 \times 2)$

سبق نمبر 11

تخارج کا بیان

سوال: تخارج کسے کہتے ہیں۔وضاحت سے بیان کریں؟

جواب: تخارج کا لفظ خروج سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہیں نکلنا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں تخارج کا معنی یہ ہے کہ کسی ایک شخص کا یا متعدد اشخاص کا میت کی جائیداد سے ایک مخصوص حصہ لے کر تقسیم ترکہ سے نکل جانا۔

اہل فرائض کی اصطلاح میں تخارج کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ میت کے ورثاء کا کسی ایک شخص کو یا متعدد وارثوں کو جائیداد کا کچھ حصہ دیتے ہوئے میراث سے نکالنا اس ایک شخص یا متعدد اشخاص سے مصالحت کرلینا یہ تخارج کہلاتا ہے مثلاً ایک وارث دردوسرے ورثاء سے کہتا ہے کہ تم مجھے صرف میت کا فلاں مکان یا زیور دے دو تو میں باقی ترکہ میں دخل نہ دوں گا۔ اور دوسرے ورثاء بھی مان جاتے ہیں۔ یا دوسرے ورثاء یہی پیشکش پہلے کرتے ہیں اور وہ ایک وارث ان کی بات کو مان لیتا ہے۔ تو اس باہمی مصالحت کو تخارج الورثاء کہتے ہیں یعنی ورثاء کا باہم تقسیم پر صلح کرلینا۔ جس مال پر صلح ہوئی وہ مال خواہ اس مال سے کم ہو جو اسے تصحیح مسئلہ سے ملتا تھا خواہ زیادہ ہو یا برابر ہو اور کوئی شخص ترکہ سے کچھ لئے بغیر ہی کہہ دے کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا۔ یہ کہنے سے نہ تو تخارج ہوا اور نہ ہی اسکا حق ختم ہوگا۔

ارکان تخارج

سوال: ارکان تخارج کتنے اور کون سے ہیں؟

جواب: ایجاب اور قبول تخارج کے دو رکن ہیں۔

شرائط تخارج

۱۔ یہ کہ جو کچھ متخارج نے لیا ہو وہ میت کے مال متروکہ سے ہو نہ یہ کہ دوسرے ورثاء کے اموال غیر متروکہ سے ہو۔

۲۔ یہ کہ متخارج عاقل ہو یعنی معاملات کو سمجھتا ہو خواہ وہ بالغ ہو یا نہ ہو۔

۳۔ یہ کہ ترکہ قرض میں گھرا ہوا نہ ہو۔

حل مسئلہ

جب تخارج ہو تو پہلے متخارج کو باقاعدہ وارث مان کر حصہ دیجئے پھر اس حصہ کے مطابق مبلغ سے کم کر دیا جائے اور جو باقی بچے اسے مبلغ تسلیم کیا جائے اور متخارج کا حصہ بھی معدوم کر دیا جائے۔ مثلاً

اس مذکورہ مثال میں میت کے خاوند نے میت کی والدہ اور چچا سے ترکہ کے بعض حصہ پر مصالحت کر لی۔ باوجود مصالحت ہو جانے کے خاوند کو باقاعدہ تقسیم میں شامل رکھا گیا تو جس طرح والدہ کو خاوند کی موجودگی میں کل جائیداد سے چچا کی نسبت

دگنا ملا۔ اسی طرح میت کی والدہ کو میت کے خاوند کے تخارج پر کل جائیداد سے چچا کی نسبت دگنا دیا جائے گا اور اگر تقسیم ترکہ کی ابتداء سے ہی خاوند کو شمار نہ کیا جائے اور یوں گمان کیا جائے کہ ترکہ کے جس حصہ پر خاوند نے مصالحت کی ہے وہ مال بھی ترکہ میں شامل نہیں ہے اور خاوند بھی ورثاء کی صف میں شامل نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے ترکہ کو میت کی والدہ اور چچا پر تقسیم کر دیا جائے تو اس سے مسئلہ صحیح نہیں نکل سکے گا بلکہ مسئلہ بالکل برعکس ہو جائے گا۔

مسئلہ 3

میت

والدہ	چچا
1/3	عصبہ
1	2

تخارج کرنے والے شخص (خاوند) کو جب باقاعدہ فرضی وارث بنا کر شامل میراث کیا گیا تو صحیح تقسیم کے پیش نظر والدہ کو کل جائیداد سے 2 اور چچا کو ایک حصہ مل رہا تھا۔ لیکن جب خاوند کو وارث گمان نہ کیا گیا تو مسئلہ بالکل برعکس ہو گیا۔ یعنی والدہ کو کل جائیداد سے 2 کی بجائے ایک حصہ ملا اور چچا کو ایک کی جگہ 2 حصے ملے۔ اسی نوعیت کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو میت کے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے ترکہ کے بعض حصہ پر مصالحت کر لی تو اس کے پیش نظر

مسئلہ کی صحیح نوعیت

مسئلہ 8 تصحیح 32 تخارج

میت

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
1/8		عصبہ		
1		7		
4	7	7	7	7

اس صورت میں میت کی بیوی کا حصہ کل جائیداد سے چار ہے۔

مسئلہ کی غلط نوعیت

میت — مسئلہ 8 تصحیح 24

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا
$\frac{1}{8}$	عصبہ		
1	7		
3	7	7	7

اس صورت میں میت کی بیوی کا حصہ کل جائیداد سے 3 ہے۔ جبکہ پہلے مسئلہ میں کل جائیداد سے 4 مل رہا ہے۔

سبق نمبر 12:

رد کا بیان

سوال: رد کی تعریف بیان کریں۔

جواب: رد کا لغوی معنی ہے پھیرنا اور اہل فرائض کی اصطلاح میں رد کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ

"صرف الباقی علی النسبیہ بقدر حقوقھم عند عصبتہ"

ترجمہ: ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد عصبہ کی عدم موجودگی میں پھر دوبارہ انہی ذوی الفروض پر ان کے حصے کے مطابق پھیرنا۔ رد عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں مخرج کم ہو جاتا ہے اور ورثاء کے حصے زیادہ ہو جاتے ہیں جبکہ رد میں مخرج زیادہ ہو جاتا ہے اور ورثاء کے حصے کم رہ جاتے ہیں ذوی الفروض کو انکا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ عصبات کو ملتا ہے اور اگر عصبات نہ ہوں تو پھر اس کو ذوی الفروض نسبیہ میں دوبارہ مخصوص حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ لہذا خاوند اور بیوی میں سے کسی ایک پر ذوی الفروض نسبیہ کے ہوتے ہوئے رد نہ کیا جائے کیونکہ خاوند اور بیوی کا رشتہ نسبی نہیں ہے بلکہ سببی ہے۔ یعنی نکاح کے سبب ان کا رشتہ پیدا ہوا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ذوی الفروض سے بچا ہوا مال دوبارہ ان حضرات پر رد نہ کیا جائے بلکہ وہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائے۔ لیکن شیر خدا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ذوی الفروض سے بچا ہوا مال دوبارہ نسبی ذوی الفروض کو خاص تناسب سے دے دیا جائے اور یہی احناف کا مسلک ہے۔ اگر کسی

میت کے نسبی ذوی الفروض نہ ہوں بلکہ فقط سببی ذوی الفروض میں سے کوئی ایک ہو اور کوئی عصبہ بھی نہ ہو تو پھر اس ایک ذی فرض سببی کو حصہ دیکر دیکھا جائے گا کہ بیت المال منظم ہے یا غیر منظم ہے۔ اگر بیت المال منظم ہو تو باقی ماندہ ترکہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائے اور اگر بیت المال غیر منظم ہو تو پھر باقی ماندہ ترکہ اس ذی فرض سببی پر لوٹا دیا جائے۔

قوانین رد

پہلا قانون:

اگر مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو اور ذوی الفروض نسبیہ کی جنس بھی فقط ایک ہی ہو تو ورثاء کے رؤس (تعداد) کو مخرج قرار دیا جائے گا۔

وضاحت: مسائل ردیہ میں اہل فرائض زوجین کو من لا یرد علیہ اور ان کے علاوہ دوسرے تمام ذوی الفروض کو من یرد علیہ کہتے ہیں۔

پہلے قانون کے مطابق مثالیں

(1) مسئلہ 3 بعد الرد 2

میت

بیٹی	بیٹی
2/3	
1	1

(2) مسئلہ 3 بعد الرد 2

میت

سگی بہن	سگی بہن
2/3	
1	1

دوسرا قانون: اگر مسئلہ زوجین میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو اور ذوی الفروض

سویہ کی اجناس بھی متعدد ہوں تو ورثاء کے سہام (حصص) کو مخرج قرار دیا جائے گا۔ تو
پھر کبھی مسئلہ ۲ سے بنے گا، کبھی ۳ سے اور کبھی مسئلہ ۵ سے بنے گا۔

بعد الرد ۲ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ 6 بعد الرد 2

میت

دادی	حقیقی بہن
1/6	1/6
1	1

بعد الرد ۳ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ 6 بعد الرد

میت

والد	حقیقی بہن، حقیقی بہن	
1/6	1/3	
1	1	1

بعد الرد ۴ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ 6 بعد الرد 4

میت

بیٹی	پوتی
1/2	1/6
3	1

بعد الرد ۵ سے مسئلہ کی صورت

مسئلہ 6 بعد الرد 5

میت

والدہ	بیٹی ، بیٹی
1/6	2/3
1	4

مسئلہ 6 بعد الرد 5

میت

والدہ	بیٹی	پوتی
1/6	1/2	1/6
1	3	1

مسئلہ 6 بعد الرد 4

میت

سگی بہن	بیٹی ، بیٹی
1/2	1/3
3	2

تیسرا قانون:

اگر کسی مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو اور اس کے ساتھ نسبی ذوی الفروض کی فقط ایک ہی جنس ہو تو پھر مسئلہ حل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل عمل کیا جائے گا۔

1۔ سب سے پہلے نسبی ذوی الفروض کو جسمی غیر ذوی الفروض فرض کریں۔

2۔ پھر اس کے بعد زوجین میں سے ایک کے حصے کا جو مخرج ہو وہی مسئلہ کا مخرج قرار دیں۔

3۔ پھر اس مخرج سے زوجین میں سے کسی ایک کا حصہ نکالا جائے اور باقی ماندہ مخرج نسبی ذوی الفروض کو دے دیا جائے۔

4۔الف۔ پھر دیکھنا جائے گا کہ باقی ماندہ مخرج اور ذوی الفروج نسبیہ کے عدد میں کون سی نسبت ہے۔ اگر تماثل کی نسبت ہو تو توسیع مسئلہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ باقی ماندہ مخرج کو ذوی الفروض نسبیہ میں برابر برابر تقسیم کر دیں۔ مثلا

میت مسئلہ 12 بعد الرد 4

		خاوند	3 بیٹیاں
		$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$
کل مخرج	(4)	3	8
باقی ماندہ مخرج	3	1	3

اس مذکورہ صورت میں اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد مسئلہ 12 سے بنایا گیا اس میں سے خاوند کا حصہ 12 سے بنایا گیا اس میں خاوند کا حصہ 3 اور 3 بیٹیوں کا حصہ 8 مقرر ہوا۔ اس طرح کل مخرج 12 میں سے ایک حصہ باقی بچ

گیا۔ اس کے بعد 3 بیٹیوں کو غیر ذوی الفروض نسبیہ گمان کرتے ہوئے پھر سے عمل شروع کر دیا اور خاوند کا حصہ نکال کر جو باقی 3 بچے (جنہیں باقی ماندہ مخرج کہا جاتا ہے) انہیں 3 بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا گیا کیونکہ 3 سہام اور 3 روؤس میں تماثل کی نسبت ہے لہذا مزید توسیع مسئلہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ب۔ اور اگر باقی ماندہ عدد اور روؤس میں توافق یا تداخل کی نسبت ہو تو وفق روؤس کو من لا یرد علیہ (زوجین میں سے کوئی ایک) کے مقررہ حصے کے مخرج میں ضرب دیں اور حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا پھر وفق روؤس کو ہر حصہ دار کے حصہ سے ضرب دیں۔ اس ہر حصہ دار کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً

مسئلہ 12 بعد الرد 8

میت

	خاوند	6 بیٹیاں
	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$
کل مخرج (4)	3	8
باقی ماندہ مخرج 3	1 (زوج کے حصہ کا اقل)	3 (باقی ماندہ مخرج)
	2 وفق روؤس حصہ	6 وفق روؤس حصہ

اس مسئلہ میں 6 بیٹیوں اور باقی ماندہ مخرج 3 کے درمیان تداخل کی نسبت ہے لہذا وفق روؤس 2 کو خاوند کے حصہ ایک سے ضرب دی تو خاوند کا حصہ معلوم ہو گیا اور جب وفق روؤس 2 کو 6 بیٹیوں کے حصہ 3 سے ضرب دی تو حاصل ضرب بیٹیوں کا حصہ معلوم ہو گیا۔ اس طرح بعد الرد مسئلہ 8 سے ہوا۔

ج۔ اور اگر باقی ماندہ عدد اور روؤس کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پھر کل عدد روؤس کو زوجین میں سے کسی ایک کے مقررہ حصے کے مخرج میں ضرب دیں اور حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ اور پھر کل روؤس کو ہر حصہ دار کے حصہ سے ضرب دیں۔

اس طرح ہر حصہ دار کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ مثلا

مسئلہ 12 بعد الرد 20

5 بیٹیاں	خاوند	
2/3	1/4	
8	3	(4)
3	1	(3)
15	5	

اس مسئلہ میں بیٹیوں کے عدد 5 اور ان کے حصہ کے عدد 3 میں تباین کی نسبت تھی۔ لہذا کل عدد روؤس 5 کو خاوند کے حصہ (1/4) کے مخرج 4 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 20 ہوئے جو کہ بعد الرد تصحیح مسئلہ ہے۔ لہذا بعد الرد مسئلہ 20 سے ہوا۔ پھر کل روؤس کے عدد 5 کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دی تو خاوند کا حصہ 5 اور 5 بیٹیوں کا حصہ 15 ثابت ہو گیا۔

چوتھا قانون:

اگر کسی مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو اور اس کے ساتھ ذوی الفروض نسبیہ کی متعدد اجناس ہوں تو ایسی صورت میں الگ الگ دو مسئلے بنائے جائیں۔ ایک مسئلہ میں تو احد الزوجین سمیت دیگر ورثاء کو بھی رکھا جائے اور حسب سابق مسئلہ کا مخرج بنا کر حصص تقسیم کیے جائیں پھر از سر نو عمل اس طرح شروع کیا جائے۔

(1)۔ کہ احد الزوجین کے ساتھ موجود دیگر ذوی الفروض نسبیہ کو معدوم سمجھا جائے۔ اور احد الزوجین کے حصہ کے مخرج میں سے ایک حصہ اسے دے جائے اور باقی ماندہ مخرج کو محفوظ کر لیا جائے۔

(2)۔ پھر ایک دوسرا مسئلہ اس طرح بنایا جائے کہ اس مسئلہ میں احد الزوجین کو معدوم سمجھا جائے اور اسے لکھا بھی نہ جائے اور دیگر صرف ذوی الفروض نسبیہ سے مسئلہ بنایا جائے اور رد کے دوسرے قانون کو استعمال کرتے ہوئے ذوی الفروض نسبیہ کے کل سہام (حصص) کو مخرج قرار دیا جائے۔

(3)۔الف۔ پھر ذوی الفروض نسبیہ کے سہام (حصص) کے مجموعہ کو باقی ماندہ مخرج (جو کہ پہلے مسئلہ میں احد الزوجین کو دینے کے بعد محفوظ کر لیا گیا تھا) کے ساتھ نسبت دیں اگر ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو پھر مزید عمل کی ضرورت نہیں ہے بس صرف اتنا کرنا ہوگا کہ پہلے مسئلہ کے باقی ماندہ مخرج کو پہلے مسئلہ کے ذوی الفروض نسبیہ میں دوسرے مسئلہ کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ نمبر 1

میت ـــــ مسئلہ 12 بعد از رد 4 تصحیح 24 ـــــ ت

	6 خیفی بہنیں	6 جدات	بیوی
	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{4}$
بیوی کے حصے کا مخرج (4)	4	2	3
باقی ماندہ مخرج (3)	2	1	1

مسئلہ نمبر 2

ب ـــــ مسئلہ 6 بعد از رد 3 ـــــ ت

6 خیفی بہنیں	6 جدات
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{6}$
2	1

ب۔ اگر ذوی الفروض نسبیہ کے کل سہام کو (جو کہ دوسرے مسئلہ میں بعد الرد ثابت ہوئے ہیں) باقی ماندہ مخرج (جو کہ پہلے مسئلہ میں محفوظ کیا گیا تھا) کے ساتھ تماثل کی نسبت نہ ہو بلکہ تباین کی نسبت ہو تو پھر ذوی الفروض نسبیہ کے جمیع مسئلہ (سہام

) کو احد الزوجین کے حصہ کے مخرج سے ضرب دیں تو حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔ اس طرح ذوی الفروض نسبیہ کے جمیع مسئلہ کو احد الزوجین کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو حاصل ضرب احد الزوجین کا حصہ ہوگا۔ اور ذوی الفروض نسبیہ کا حصہ نکالنے کے لئے پہلے مسئلہ کے باقی ماندہ مخرج کو ہر ذوی فرض نسبی کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں تو حاصل ضرب ہر ذوی فرض نسبی کا حصہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر 1

میت — مسئلہ 24 بعد الرد 5 × 8 × 40 تصحیح 1440

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 جدات	
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	
3	16	4	بیوی کے حصے کا مخرج (8)
1	28	7	باقی ماندہ مخرج (7)
(1×5) 5	(4×7)	(1×7)	
180	1008	252	

میت — مسئلہ 6 بعد الرد 5

9 بیٹیاں	6 جدات
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$
4	1

سبق نمبر 13

مقاسمۃ الجد کا بیان

سوال: جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائی میت کی جائیداد کے وارث بنتے ہیں یا نہیں؟

جواب: خیفی بہن بھائی تو جد صحیح کی موجودگی میں بالاتفاق محجوب ہوتے ہیں۔ لیکن جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائیوں کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ افراد جد صحیح کی موجودگی میں وارث بنتے ہیں یا نہیں؟ تو اس سوال کے دو مختلف جواب دیئے گئے ہیں۔

(۱) پہلا جواب سیدنا حضرت ابو بکر صدیق، ابن عباس، ابن زبیر، ابن عمرو حذیفہ بن یمان، ابو سعید خدری، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ دیگر کئی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائی میت کی جائیداد کے وارث نہیں ہوتے ہیں بلکہ والد کی طرح دادا بھی کل جائیداد کا مستحق ہوگا یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۲) دوسرا جواب حضرت زید بن ثابت، حضرت علی المرتضیٰ، ابن مسعود اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ جد صحیح کی موجودگی میں عینی اور علی بہن بھائی میت کی جائیداد کے وارث بنتے ہیں صاحبین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

سوال: جدِ صحیح کی موجودگی میں عینی اور علّی بہن بھائیوں کے میت کا وارث بننے اور نہ بننے میں اختلاف کیوں پیدا ہوا؟

جواب: صحابہ کرام اور ائمہ عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین میں یہ بات اختلافی ہے کہ جدِ صحیح کی حالت والد کی طرح ہے یا میت کے بھائی کی طرح ہے تو جن حضرات نے متعدد وجوہ کی بنا پر جدِ صحیح کی حالت والد کی طرح قرار دی ہے۔ ان کے نزدیک جیسے والد کی موجودگی میں بہن بھائی محجوب رہتے ہیں۔ اسی طرح جدِ صحیح کی موجودگی میں بھی یہ حضرات محجوب رہیں گے۔ اور جدِ صحیح ذوی الفروض سے بچے ہوئے مال کا مستحق ہوگا اور جن حضرات نے جد حضرات نے جدِ صحیح کی حالت متعدد وجوہ کی بنا پر بھائی کی طرح قرار دی ہے وہ صورت مذکورہ میں جدِ صحیح کو بھائی تسلیم کرتے ہیں اور بھائی کی موجودگی میں دوسرے بہن بھائیوں پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا لحاظ کرتے ہوئے یعنی دوسرے بہن بھائیوں کی موجودگی میں جدِ صحیح کو ایک بھائی قرار دیکر بھائی جتنا حصہ اسکے سپرد کرتے ہیں اور یہی مقاسمۃ الجد ہے۔ یعنی جدِ صحیح کو دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی قرار دے کر تقسیم جائیداد کرنا۔ فتویٰ تو اگرچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے کہ جدِ صحیح کی موجودگی میں عینی اور علّی بہن بھائیوں کو جائیداد نہیں ملتی ہے۔ چونکہ دوسری طرف بھی عظیم مجتہدین ملت کا قول ہے لہذا اس مسئلہ کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے قدرے تفصیلا بیان کیا جاتا ہے

جدِ صحیح کے ساتھ بھائی، بہنوں کے موجود ہونے کی عقلی صورتیں۔

۱۔ فقط عینی بھائی ہوں۔

۲۔ فقط علّی بہن بھائی ہوں۔

۳۔ عینی اور علاتی دونوں قسم کے بہن بھائی ہوں۔

۴۔ فقط عینی بہن بھائیوں کے ساتھ کوئی ذی فرض ہو۔

۵۔ فقط علاتی بہن بھائیوں کے ساتھ کوئی ذی فرض ہو۔

۶۔ عینی اور علاتی دونوں قسم کے بہن بھائیوں کے ساتھ کوئی ذی فرض ہو۔

وضاحت:

۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر جد صحیح کے ساتھ میت کا کوئی عینی یا علاتی بہن بھائی جمع ہو جائے تو پھر مسئلتین میں سے جس مسئلہ کے مطابق جد صحیح کو زیادہ حصہ ملتا ہو وہی حصہ جد صحیح کے سپرد کر دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو مسئلے نکالے جائیں ایک مسئلہ میں جد صحیح کو بھائی شمار کیا جائے اور پھر ان کے درمیان جائیداد تقسیم کی جائے۔ اس عمل کو مقاسمۃ الجد کہا جاتا ہے اور دوسرے مسئلہ میں اسی جد صحیح کو تمام مال کا تیسرا حصہ دیا جائے تو دونوں مسئلوں میں سے جس مسئلہ میں جد صحیح کو زیادہ حصہ مل رہا ہو اسی مسئلہ کے مطابق جد صحیح کو حصہ دے دیا جائے۔ یہاں متعدد صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ بعض صورتوں میں جد صحیح کیلئے مقاسمۃ الجد بہتر ہوگا اور بعض صورتوں میں تمام مال کا تیسرا حصہ بہتر ہوگا۔

مقاسمۃ الجد کی صورتیں

مسئلہ 2		مسئلہ 3		مسئلہ 4	
میت		میت		میت	
جد صحیح	بھائی	جد صحیح	2 بھائی	جد صحیح	3 بھائی
1	1	1	2	1	3

مسئلہ 4

میت

جد صحیح	2 بہنیں
2	2

مسئلہ 7

میت

جد صحیح	5 بہنیں
2	5

ثالث جمیع مال کی صورتیں

مسئلہ 3

میت

جد صحیح	بھائی
1	2

مسئلہ 3

میت

جد صحیح	2 بھائی
1	2

مسئلہ 3

میت

جد صحیح	3 بھائی
1	2

مسئلہ 3

میت

جد صحیح	2 بہنیں
1	2

مسئلہ 3

میت

جد صحیح	5 بہنیں
1	2

۲۔ اگر جد صحیح کے ساتھ عینی اور علی دونوں قسم کے بھائی بہنیں جمع ہو جائیں تو پھر جد صحیح کے ساتھ دونوں قسم کے بھائی بہنوں کو ملا کر دو مسئلے بنائے جائیں (مقاسمۃ الجد اور ثلث جمیع مال) اور جس صورت میں جد کو فائدہ ہو اس صورت کے مطابق جد کو حصہ دیا جائے لیکن واضح رہے کہ جد صحیح کو حصہ مل جانے کے بعد پھر علی بہن بھائیوں کا حصہ بھی بہن بھائیوں کو دے کر علی بہن بھائیوں کو مسئلہ سے خارج کر دیا جائے۔ مثلا

(1) مسئلہ 3

میت

جد صحیح	عینی بھائی	علی بھائی
1	1	1
1	2	0

(2) مسئلہ 3

میت

جد صحیح	عینی بھائی	علی بھائی
1	1	1
1	2	0

وضاحت:

ان دونوں مسئلوں میں جد کا حصہ ایک جیسا ہی ہے لہذا کسی بھی مسئلہ کے مطابق حصہ دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس مذکورہ مثال میں علی بھائی کی جگہ علی بہن ہو تو پھر جد کو مقاسمۃ الجد کے مطابق حصہ دیا جائے گا کیونکہ اس حیثیت سے ملنے والا حصہ ثلث جمیع مال کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ مثلاً

(1) مسئلہ 5

میت

جد صحیح	عینی بھائی	علی بہن
2	2	1
2	3	محجوبہ

(2) مسئلہ 3 تص 9

میت

جد صحیح	عینی بھائی	علی بہن
1	2	
3	4	2
3	6	محجوب

سوال: مسئلہ سے علی بہن بھائی کو حصہ دینے کے بعد خارج کرنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: علی بھائی جد صحیح کی موجودگی میں (بشرطیکہ ان کے ساتھ عینی بہن بھائی نہ ہوں) میت کی جائیداد سے حصہ پاتے ہیں (یہ صاحبین کا مسلک ہے) اور علی بہن بھائی عینی بہن بھائیوں کی موجودگی میں جائیداد سے حصہ نہیں پاتے ہیں۔ اس مذکورہ مسئلہ میں چونکہ جد صحیح بھی موجود ہے اور عینی و علی بھائی بھی موجود ہیں۔ لہذا علی بھائی کی دونوں حیثیتوں کو مدنظر رکھا گیا یعنی علی بھائی جد صحیح کے لئے باعث نقصان ہوتے ہیں۔ لہذا علی بھائیوں کی اس حیثیت کو برقرار رکھا گیا اور انہیں تقسیم میں شامل کر کے جد صحیح کو نقصان پہنچایا گیا اور یہ علی بھائی چونکہ عینی بھائیوں کی موجودگی میں جائیداد سے

دستبردار ہوتے ہیں لہذا ان کی اس حیثیت کو بھی برقرار رکھا گیا اور ان کا حصہ بھی عینی بھائیوں کو دے دیا گیا۔ مندرجہ ذیل مثال میں ملاحظہ کیجئے کہ علی بھائی خود تو عینی بھائی کی وجہ سے محجوب ہو رہا ہے لیکن میت کی والدہ کے لئے نقصان کا باعث بن رہا ہے۔

یعنی علی بھائی کی وجہ سے والدہ کو (1/3) جائیداد کی بجائے (1/6) ملتا ہے۔ مثلاً

مسئلہ 6

میت

والدہ	سگا بھائی	علی بھائی
1/6	عصبہ	محجوب
1	5	0

سوال: اگر مذکورہ مسئلہ میں عینی بھائی کی جگہ عینی بہن ہو تو جد صحیح کو حصہ کیسے دیا جائے گا

جواب: اگر مذکورہ مسئلہ میں عینی بھائی کی جگہ عینی بہن ہو تو پھر جد صحیح کو بھائی شمار کرتے ہوئے حصہ دیں اور پھر کل جائیداد کا نصف (1/2) عینی بہن کو دیا جائے پھر اگر کچھ حصہ بچ جائے تو وہ علی بھائی بہنوں کو دے دیا جائے اور اگر کچھ بھی نہ بچے تو علی بہن بھائی جائیداد میں شریک نہ ہوں گے۔ مندرجہ ذیل مثال میں ملاحظہ ہو کہ جد صحیح اور عینی بہن کا حصہ نکالنے کے بعد باقی ماندہ مال دو علی بہنوں کو دے دیا گیا ہے۔

ثلث جمیع مال کی صورت

مسئلہ 3 صح 6 صح 12

میت

جد	عینی بہن	2 علی بہنیں
1	$1\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
2	3	1
4	6	2

مقاسمۃ الجد کی صورت

مسئلہ 5 صح 10 صح 20

میت

جد	عینی بہن	2 علی بہنیں
2	$2\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
4	5	1
8	10	2

عمل۔

جد کو عینی اور علی بہنوں کے ساتھ دو بہنیں شمار کیا گیا تو اس طرح کل پانچ بہنیں ہوئیں لہذا مسئلہ 5 سے بنا ان میں سے 2 جد کو (21/2) عینی بہن کو اور (1/2) علی بہنوں کو ملا لیکن 2 علی بہنوں میں (1/2) تقسیم کرتے ہوئے کسر واقع ہوئی لہذا تصحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئی۔ پہلے تصحیح مسئلہ 10 بنا۔ پھر تصحیح مسئلہ 20 بنا۔ 20 میں سے 8 دادا کو 10 عینی بہن کو اور 2 علی بہنوں کو ملے اور جد کے لیے یہی مقاسمۃ الجد کی صورت بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں جد کو حصہ زیادہ ملتا ہے اور ثلث جمیع مال کی صورت میں حصہ کم ملتا ہے۔

سوال: اگر مذکورہ مسئلہ میں 2 علی بہنوں کی جگہ ایک علی بہن ہو تو پھر مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب: اگر مذکورہ مسئلہ میں 2 بہنوں کی جگہ ایک علی بہن ہو تو پھر جد اور علی بہن کو حصہ دینے کے بعد کوئی حصہ نہیں بچتا۔ لہذا وہ ایک علی بہن محجوب ہوگی۔

مسئلہ 4

جد	عینی بہن	علی بہن
2	2	محجوب

مسئلہ 3

جد	عینی بہن	علی بہن
2	1-1/2	1/2

سوال: اگر جد صحیح اور عینی بہن بھائی یا علی بہن بھائی یا عینی وعلی دونوں قسم کے بہن بھائی کے ساتھ ذوع الفروض میں سے کوئی شخص مل جائے تو جد صحیح کو حصہ کیسے دیا جائیگا؟

جواب: اگر صحیح اور عینی بہن بھائی یا علی بہن بھائی یا عینی وعلی دونوں قسم کے بہن بھائیوں کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی مل جائے تو پھر تین مسئلے بنائے جائیں گے۔

1۔ پہلے مسئلہ میں ذوع الفروض کو حصہ دینے کے بعد جد اور بہن بھائیوں میں مقاسمہ کیا جائے۔

2۔ دوسرے مسئلہ میں ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جد کو ثلث باقی دیا جائے۔

3۔ تیسرے مسئلہ میں ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جد کو سدس جمیع مال دیا جائے

ان مذکورہ تین مسئلوں میں سے جس مسئلہ میں جد کو زیادہ حصہ ملتا ہے اسی مسئلہ کے مطابق حصہ دے دیا جائے۔

کبھی جد کو مقاسمۃ الجد میں فائدہ ہوتا ہے لہذا اس وقت جد کو مقاسۃ الجد کے مطابق حصہ دیا جائے۔ مثلاً

مقاسمۃ الجد

مسئلہ 2 تص 4

میت

جد	بھائی	خاوند
عصبہ	عصبہ	1/2
1		1
2		2

ثلث باقی

مسئلہ 2 تص 6

میت

جد	بھائی	خاوند
1/3 باقی	عصبہ	1/2
1	2	3

سدس جمیع مال

مسئلہ 6

میت

جد	بھائی	خاوند
1/6	عصبہ	1/2
1	2	3

کبھی جد کو (1/3) باقی کی صورت میں فائدہ ہوتا ہے لہذا اس وقت جد کو (1/3) باقی کے مطابق حصہ دیا جائے۔ مثلاً

مقاسمۃ الجد

مسئلہ 6 تصہ 42

میت

جد	2 بھائی	بہن	جدہ
ع	ع	ع	1/6
5	5	5	1
10	20	5	7

ثلث باقی

مسئلہ 6 تصہ 18

میت

جد	2 بھائی، بہن	جدہ
1/3 باقی	ع	1/6
5	10	3

سدس جمیع مال

مسئلہ 6 تص 30

میت

جد	2 بھائی، بہن	جدہ
1/6	عصبہ	1/6
1	4	1
5	20	5

کبھی جد کو سدس جمیع مال کی صورت میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وقت جد کو (1/6) جمیع مال کے مطابق حصہ دیا جائے۔ مثلاً

مقاسمۃ الجد

مسئلہ 6 تصحیح 18

میــــــــــــــــت

جد، 2 بھائی	بیٹی	جدہ
ع	1/2	1/6
2	3	1
2 4	9	3

ثلث باقی

مسئلہ 6 تصحیح 18

میــــــــــــــــت

جد	2 بھائی	بیٹی	جدہ
1/3 باقی	ع	1/2	1/6
		3	1
2	2+2	9	3

سدس جمیع مال

مسئلہ 6

میــــــــــــــــت

جد	2 بھائی	بیٹی	جدہ
1/6	عصبہ	1/2	1/6
1	1	3	1

سوال۔ کیا حضرت زید بن ثابتؓ جد کی موجودگی میں عینی یا علی بہن کو صاحب فرض بناتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ حضرت زید بن ثابتؓ جد صحیح کی موجودگی میں عینی یا علی بہن کو صاحب فرض قرار نہیں دیتے ہیں بلکہ عصبہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن فقط ایک مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں عینی یا علی بہن کو ذی فرض قرار دیا ہے اور اسے مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں۔ مثلاً

مسئلہ 6 9 تصحیح 27

میــــــــــــــــت

خاوند	والدہ	بہن	جد
1/2	1/3	1/2	1/6
3	2	3	1
9	6	9	3
		4	8

عمل

تعین حصص کے بعد 6 سے مسئلہ بنا۔ خاوند کو 3 والدہ کو 2 اور جد کو ایک حصہ ملا۔ انہیں جمع کیا تو 6 ہو گئے۔ بہن کے حصہ (1/2) کے مطابق اصل مسئلہ میں 3 کو زیادہ کر دیا اور بعد العول مسئلہ 9 سے بنا۔ اس طرح باقی حصہ داروں کے ساتھ بہن کو بھی تین مل گئے۔ بہن اور جد کے حصوں کا مجموعہ 4 ہے جب ان 4 کو بہن اور جد کے درمیان 2 : 1 کے اعتبار سے تقسیم کیا جانے لگا تو رؤوس (3) اور سہام (4) کے درمیان تباین کی نسبت نکلی۔ تصحیح مسئلہ کی خاطر کل عدد رؤوس (3) کو عدد عول 9 میں ضرب دی تو کل 27 ہوئے پھر تصحیح مسئلہ سے ہر حصہ دار کا حصہ معلوم کرنے کے لئے ہر ایک وارث کے اصل مسئلہ سے حاصل شدہ حصہ سے ضرب دی جس سے خاوند کا 9 والدہ کا 6 بہن کا 9 اور جد کا حصہ 3 بنا۔ اسکے بعد بہن اور جد کے حصہ کو جمع کر کے انہیں بہن اور جد پر 2 : 1 کے اعتبار سے تقسیم کر دیا جس سے بہن کو 4 اور جد کو 8 ملے

سوال۔ مسئلہ اکدریہ میں سگی یا علی بہن کو ذی فرض کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب۔ مسئلہ اکدریہ میں سگی یا علی بہن کو ذی فرض اس لئے قرار دیا گیا ہے تا کہ وہ جائیداد کی مکمل محرومی سے بچ سکے۔ دیکھئے اگر اسکا حصہ مقرر نہ ہوتا تو کل ترکہ خاوند۔ والدہ اور جد ہی میں تقسیم ہو جاتا۔ بہن محجوب رہتی اور بالا آخر اسے جد کے ساتھ عصبہ

اسے لئے قرار دیا گیا کہ کہیں اسکا حصہ جد سے بڑھ نہ جائے۔ کیونکہ جد تو بھائی کے قائم مقام ہوتا ہے اور بھائی کا حصہ بہن کی نسبت دوگنا ہوتا ہے۔ لہذا جد اور بہن کے مکمل حصہ کو 1:2 سے تقسیم کردیا گیا۔

وضاحت

مسئلہ اکدریہ میں مقاسمۃ الجد کے مطابق ہی جد کو حصہ دینا بہتر ہے کیونکہ ثلث باقی اور سدس جمیع مال میں جد کا حصہ کم ہوتا ہے۔

نوٹ

مسئلہ اکدریہ کو اکدریہ کہنے میں دو قول ہیں۔

1۔ یہ مسئلہ بنی اکدریہ میں واقع ہوا۔ اس لئے اسے مسئلہ اکدریہ کہا جاتا ہے۔

2۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے بہن کو کسی بھی جگہ ذی فرض قرار نہیں دیا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں بہن کو ذی فرض قرار دیکر اپنے مذہب کو مکدر (غیر واضح) کرلیا ہے اس لئے اس مسئلہ کو مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں۔

سبق نمبر 14

مناسخہ کا بیان

سوال: مناسخہ کا مفہوم بیان کریں؟

جواب:

لغوی معنیٰ: مناسخہ مفاعلہ کے وزن پر نسخ سے مشتق ہے۔ جس کے لغوی معنیٰ نقل اور ازالہ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے نسخت الکتاب یعنی میں نے کتاب کو حرف بحرف نقل کی اور نسخت الشمس الظل یعنی سورج نے سایہ کو زائل کر دیا۔

اصطلاحی معنیٰ: مناسخہ کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ میت کے ترکہ کو ورثاء میں تقسیم کرنے سے پہلے ہی ورثاء میں سے بعض یا تمام افراد کے مرنے کی وجہ سے مرنے والوں کا حصہ ان مرنے والوں کے ورثاء کی طرف منتقل کرنا۔

سوال: مناسخہ کی ممکنہ صورتیں بیان کریں؟

جواب: مناسخہ کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

1۔ پہلی صورت: مناسخہ کی پہلی صورت یہ ہے کہ دوسری میت کے ورثاء بعینہ وہی ہوں جو کہ پہلی میت کے ورثاء تھے اور ان ورثاء کے ایک جنس ہونے کی وجہ سے طریقہ تقسیم بھی نہ بدلا ہو یعنی جو طریقہ پہلی میت کا ترکہ تقسیم کرتے وقت تھا وہی طریقہ دوسری میت کا ترکہ تقسیم ہوتے وقت ہو جس تناسب سے پہلی میت کا ترکہ ورثاء میں تقسیم ہوا تھا اسی تناسب سے دوسری میت کا ترکہ بھی ان ورثاء میں تقسیم ہو رہا ہو۔ تو

پھر ایسی صورت میں ایک مرتبہ ہی تقسیم کافی ہوگی۔ تو مسئلہ نکالنے کے لئے لفظ میت کے نیچے دوسری میت سمیت تمام حصہ داروں کی پہلی میت کے ساتھ نسبت کو لکھا جائے اور دوسری میت کے نیچے کالعدم لکھا جائے اور اس دوسرے مرنے والے شخص کو حصہ دیئے بغیر پہلی میت کا ترکہ باقی تمام ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً ایک شخص اسمعیل مرگیا اس کے تین بیٹے (عقیل، جمیل، وکیل) اور دو بیٹیاں (عقیلہ، جمیلہ) ہیں ابھی اسمعیل کے جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ اسکا بیٹا وکیل فوت ہو گیا۔ وکیل کے پسماندگان میں فقط اس کے دو بھائی (عقیل، جمیل) اور دو بہنیں (عقیلہ، جمیلہ) ہیں ان کے علاوہ وکیل کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو پھر جائیداد کی تقسیم اس طرح کی جائیگی کہ اسمعیل کی کل جائیداد کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ ان میں سے دو دو حصے عقیل اور جمیل کو اور ایک ایک حصہ عقیلہ اور جمیلہ کو دیا جائے۔

اسماعیل مسئلہ 6

میت

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی
عقیل	جمیل	وکیل	عقیلہ	جمیلہ
2	2	کالعدم	1	1

2۔ دوسری صورت: مناسخہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ دوسری میت کے ورثاء بعینہ وہی ہیں جو کہ پہلی میت کے ورثاء تھے۔ لیکن ان میں تقسیم ترکہ کا طریقہ مختلف ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں توسیع مسئلہ (مناسخہ) کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً ایک آدمی خالد مرگیا۔ اسکے پسماندگان میں اسکی بیوی تسنیم اور دو بیٹے (توصیف، تنویر)

ہیں۔ کسی وجہ سے پسماندگان ابھی ترکہ تقسیم نہ کر سکے تھے کہ خالد کا بیٹا تنویر فوت ہو گیا اور تنویر کے ورثاء بھی فقط یہی دو افراد ہیں یعنی پہلی میت کی زوجہ جو اسکی جو والدہ تسنیم ہے اور پہلی میت کا بیٹا جو اس کا بھائی توصیف ہے تو اس صورت میں اگرچہ دوسری میت کے ورثاء وہی ہیں جو کہ پہلی میت کے ورثاء تھے۔ لیکن ان میں طریقہ تقسیم مختلف ہو چکا ہے۔ مثلاً خالد کی وفات پر تو اسکی بیوی تسنیم کو (1/8) ملتا ہے لیکن تنویر کے ترکہ سے (1/8) نہیں بلکہ تسنیم کو (1/6) ملے گا۔ (کیونکہ یہ تسنیم تنویر کی والدہ ہے) اب چونکہ طریقہ تقسیم مختلف ہو چکا ہے لہذا مناسخہ کرنا پڑیگا۔ مناسخہ کے قوانین ابھی ذکر کیے جائیں گے اس مذکورہ مسئلہ کا ڈھانچہ اس طرح بنایا جائیگا۔

میت خالد			میت تنویر	
بیوی	بیٹا	بیٹا	والدہ	بھائی
تسنیم	توصیف	تنویر	تسنیم	توصیف

3۔ تیسری صورت

مناسخہ کی تیسری صورت یہ ہے کہ پہلی میت کے وارث اور دوسری میت کے وارث مختلف ہوں یعنی پہلی میت کے وارث کوئی اور افراد ہوں اور دوسری میت کے کوئی اور افراد ہوں تو ایسی صورت میں بھی توسیع عمل (مناسخہ) کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً ایک عورت صابرہ نے اپنا خاوند رضا دو بیٹوں علی حامد اور ایک بیٹی سکینہ کو چھوڑا۔ ابھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صابرہ کا بیٹا علی بھی فوت ہو گیا۔ علی کے پسماندگان میں

اسکا والد رضا اسکی بیوی عائشہ اور بیٹا حیدر موجود ہیں ۔ مذکورہ صورت کا ڈھانچہ بھی دوسری صورت کے مطابق بنایا جائیگا۔

مافی الید	علی	صابرہ
میت		میت

خاوند	بیٹا	بیٹا	بیٹی	والد	بیوی	بیٹا
رضا	علی	حامد	سکینہ	رضا	عائشہ	حیدر

سوال۔ مناسخہ کے اصول بیان کریں؟

جواب۔ مناسخہ کے مندرجہ ذیل چھ اصول ہیں۔

1۔ پہلے مرنے والے شخص کے ورثاء کو حسب سابق لفظ میت کے نیچے لکھ کر مسئلہ لی جائے اور ان ورثاء میں دوسرے مرنے والے شخص کو بھی شامل میراث کیا جائے۔

2۔ دوسرے مرنے والے شخص کو میت اول کی جائیداد سے حصہ دیکر اسکے نام اور حصہ کے باہر اس طرح کی لکیر لگا کر حصار قائم کر دیا جائے۔

3۔ پھر دوسری میت کا الگ مسئلہ اسطرح بنایا جائے کہ لفظ میت کی دائیں جانب دوسری میت کا نام لکھا جائے اور بائیں جانب آخر میں میت ثانی کا وہ حصہ جو اسے مورث اعلی سے ملا تھا ''مافی الید'' کے الفاظ سمیت لکھ دیا جائے۔

4۔ میت ثانی کے تمام ورثاء کو حصہ دینے کے بعد دوسرے مسئلہ کی تصحیح کی جائے پھر یہ دیکھا جائے کہ دوسرے مسئلہ کی تصحیح اور مافی الید (وہ حصہ جو دوسی میت کو پہلی میت سے ملا) کے درمیان کیا نسبت ہے؟ جس قسم کی نسبت نکلے اسے مسئلہ اور مافی الید کے درمیان میں لکھ دیا جائے اسکے بعد یہ جائزہ لیا جائے۔

الف۔ اگر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو پھر مزید عمل کی ضرورت نہیں ہے یعنی جس عدد سے پہلے مسئلہ کی تصحیح ہو چکی ہو گی وہی عدد مخرج ثانی وغیرہ کا مخرج بنے گا۔

ب۔ اگر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان تداخل یا توافق کی نسبت نکلے تو پھر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید ہر دو کا وفق محفوظ کر لیا جائے۔

ج۔ اگر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان تباین کی نسبت نکلے تو پھر تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کا کل عدد محفوظ کر لیا جائے۔

5۔ دوسرے مسئلہ کی تصحیح اور مافی الید کے درمیان نسبت دینے کے بعد تصحیح ثانی سے جو عدد محفوظ ہوا ہے اسے تصحیح ثانی کے محفوظ عدد کو میت اول کے ورثاء کے حصوں سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب میت اول کے ہر حصہ دار کا حصہ ہوگا اور میت ثانی کے مافی الید سے جو کچھ محفوظ ہوا تھا اسے میت ثانی کے ورثاء کے حصوں سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب اس میت ثانی کے ہر حصہ دار کا حصہ ہوگا۔

6۔ اگر پہلی یا دوسری میت کے ورثاء میں سے کوئی تیسرا شخص وفات پا جائے تو پھر میت ثانی کا مناسخہ کرنے کے بعد پہلی اور دوسری میت کو پہلی میت کی جگہ رکھیں اور تیسری میت کو دوسری میت کی جگہ تسلیم کرتے ہوئے سابقہ قوانین کی روشنی میں مناسخہ کریں۔

تصحیح مسئلہ اور مافی الید کے درمیان نسبت کی مثالیں

غضنفر مسئلہ 8 تص 24

میت

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا
سکینہ	عامر	عمیر	عمران
1/8		عصبہ 7	
3	7	7	7

تماثل کی مثال

عمران مسئلہ 7 مافی الید 7

میت

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی
کاشف	سہیل	عابد	عابدہ
2	2	2	1

عمیر مسئلہ 7 مافی الید 7

میت

بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بشیر	نذیر	فوزیہ	تبسم	خالدہ
2	2	1	1	1

عمل

مبلغ 24

الاحیاء

سکینہ	عامر	کاشف	سہیل	عابد	عابدہ	بشیر	نذیر	فوزیہ	تبسم	خالدہ
3	7	2	2	2	1	2	2	1	1	1

۱۔ ایک شخص غضنفر ایک بیوی سکینہ اور بیٹوں (عامر، عمیر، عمران) کو چھوڑ کر مرا۔

۲۔ ابھی غضنفر کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ غضنفر کا ایک بیٹا عمران مر گیا اس نے تین بیٹوں (کاشف، سہیل، عابد) اور ایک بیٹی عابدہ کو چھوڑا

۳۔ پھر ابھی تقسیم جائیداد نہ ہوئی تھی کہ غضنفر کا بیٹا عمیر بھی مر گیا۔ اس نے دو بیٹوں (شبیر، نذیر) اور تین بیٹیوں (فوزیہ، تبسم، خالدہ) کو چھوڑا تو ایسی صورت میں مسئلہ کو مناسخہ کے ساتھ حل کیا گیا اس طرح پہلا مسئلہ 8 سے بنا اور اسکی 24 سے تصحیح

ہوئی اس میں سے بیوی کو آٹھواں حصہ 3 اور ہر بیٹے کو سات سات ملے۔ اور دوسرا مسئلہ 7 سے بنا اور مافی الید بھی 7 تھا۔ اسی طرح تیسرا مسئلہ بھی 7 سے بنا اور مافی الید بھی 7 تھا۔ پس دوسری اور تیسری میت کے درمیان مسئلہ اور مافی الید میں تماثل کی نسبت نکلی۔ لہذا مزید عمل کی ضرورت نہیں ہوئی۔ جس طرح پہلے مسئلہ کی تصحیح 24 سے ہوئی تھی اسی طرح دوسرے اور تیسرے مسئلہ کی تصحیح بھی 24 سے ہوئی تھی گویا تینوں مسئلوں کا مخرج 24 ٹھہرا بالاخر ''الاحیاء'' (زندہ افراد) کا لفظ لکھ کر اسکے نیچے زندہ افراد کے نام بمع حصص لکھے گئے۔ الاحیاء کے وسط میں مبلغ 24 لکھا پھر جب زندہ اشخاص کے حصوں کو جمع کیا تو وہ بھی 24 ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ درست ہے۔ کیونکہ زندہ افراد کے حصص اگر مبلغ سے کم یا زیادہ ہو جاتے تو پھر مسئلہ غلط ہوتا۔

صائمہ مسئلہ 4 تص 16 مَن 32 مَن 96

میت

خاوند شریف	بیٹا مشرف	بیٹا اشرف	بیٹا شرافت	بیٹا شرف الدین
1/4			عصبہ	
1			3	
4	3	3	3	3
8	6	6	6	
24	18	18		

شرف الدین مسئلہ 6 مافی الید 3

میت

بیٹا عمردین	بیٹا قمردین	بیٹی فوزیہ	بیٹی نبیلہ
2	2	1	1
6	6	3	3

شرافت مسئلہ 7 . (توافق ثلثی) مافی الید 6

میـــــــــــــــــــت

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
صداقت	لیاقت	امانت	دلبری	آسیہ	شگفتہ
2	2	2	1	1	1
4	4	4	2	2	2

مبلغ 24

الاحیـــــــــــــــــــــــــــــاء

شریف	مشرف	اشرف	عمر دین	قمر دین	فوزیہ	نبیلہ	صداقت	لیاقت	امانت	دلبری	آسیہ	شگفتہ
24	18	18	6	6	3	3	4	4	4	2	2	2

عمل

۱۔ ایک عورت صائمہ نے اپنے پسماندگان میں اپنے خاوند شریف اور چار بیٹوں (مشرف، اشرف، شرافت، شرف الدین) چھوڑے

۲۔ ابھی صائمہ کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صائمہ کا بیٹا شرف الدین مر گیا۔ اسکے پسماندگان میں دو بیٹے (عمر دین، قمر دین) دو بیٹیاں (فوزیہ، نبیلہ) ہیں

۳۔ ابھی شرف الدین کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صائمہ کا بیٹا شرافت بھی مر گیا شرافت کے پسماندگان میں 3 بیٹے (صداقت، لیاقت، امانت) اور تین بیٹیاں (دلبری، آسیہ، شگفتہ) ہیں۔ تو ایسی صورت میں مناسخہ کا عمل کیا گیا۔

پہلا مسئلہ 4 سے بنا جسکی تصحیح 16 سے ہوئی ان 16 میں سے صائمہ کے خاوند شریف کو 14 ملے اور صائمہ کے چار بیٹوں (مشرف، اشرف، شرافت، شرف الدین) کو

تین تین ملے۔

دوسرا مسئلہ 6 سے بنا 6 میں سے دو دو شرف الدین کے دو بیٹوں (عمر دین، قمر دین) کو ملے اور ایک ایک حصہ 2 بیٹیوں (فوزیہ، نبیلہ) کو ملا۔ اور شرف الدین کو اپنی والدہ صائمہ کی طرف سے ملنے والا کل ترکہ (مافی الید) 3 تھا۔ لہذا میت ثانی کے اصل مسئلہ اور مافی الید کے درمیان تداخل کی نسبت نکلی جو کہ توافق کے حکم میں ہے۔ 6 کا وفق 2 اور 3 کا وفق ایک نکلا۔ دونوں مسئلوں کا کل مخرج معلوم کرنے کیلئے مسئلہ ثانی کے وفق 2 کو پہلے مسئلہ کے تصحیح کے عدد 16 سے ضرب دی۔ چنانچہ پہلے تو مخرج 16 تھا اور اب 32 بن گیا اور ان 32 میں سے مسئلہ اولی کے ہر زندہ حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر ایک فرد کا حصہ ہو۔ چنانچہ 32 میں سے شریف کو 8 اور مشرف، اشرف، شرافت کو چھ چھ ملے۔ مسئلہ ثانی کے حصہ داروں کا حصہ معلوم کرنے کیلئے مافی الید کے محفوظ عدد ایک کو مسئلہ ثانی کا حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی لیکن چونکہ یہاں مافی الید 3 کا وفق فقط ایک ہی ہے لہذا حصہ داروں کے وہی حصے رہے کیونکہ ایک جس عدد سے بھی ضرب دیں جواب میں وہی عدد ہوگا۔

تیسرا مسئلہ 9 سے بنا اور شرافت کا مافی الید 6 تھا۔ لہذا تیسرے مسئلہ کے عدد تصحیح 9 اور مافی الید 6 کے درمیان توافق ثلثی کی نسبت نکلی۔ اس طرح 9 کا وفق 3 اور 6 کا وفق 2 ہوا۔ پھر حسب سابق 9 کے وفق 3 کو دوسرے مخرج 32 سے ضرب دی تو تیسرا مخرج 96 برآمد ہوا (پس اب تمام مسائل کا یہی 96 کا عدد مخرج ہے) پھر اسی وفق 3 کو پہلے اور دوسرے مسئلہ کے زندہ حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ان کا حصہ برآمد ہو گیا اور تیسرے مخرج 96 سے تیسرے مسئلہ میں موجود

حصہ داروں کے حصہ کو معلوم کرنے کیلئے مافی الید 6 کے وفق ثلث 2 کو ہر حصہ دار کے حصہ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر شخص کا حصہ نکل آیا پھر الاحیاء کے تحت زندہ افراد کے حصوں کو جمع کیا گیا تو حاصل جمع 96 مبلغ کے عین مساوی ٹھہرا۔ لہذا مسئلہ درست ہوا۔

تباین کی مثال

میت — صابر مسئلہ 8 تص 16 مـن 48 مـن 192

بیٹا، بیٹا	بیوی
عتیق، شفیق	فاطمہ
عصبہ	1/8
7	1
7 ، 7	2
21	6
	24

میت — شفیق مسئلہ 3 مافی الید

بیٹا	بیٹا	بیٹا
اکبر	اصغر	اجمل
1	1	1
7	7	7
28	28	28

میت — عتیق مسئلہ 4 مافی الید 21

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
شاہد	زاہد	ساجد	ماجد
1	1	1	1
21	21	21	21

عمل

مبلغ 192

الاحیاء

فاطمہ	اکبر	اصغر	اجمل	شاہد	زاہد	ساجد	ماجد
24	28	28	28	21	21	21	21

1۔ ایک شخص صابر ایک بیوی فاطمہ اور دو بیٹے (عتیق، شفیق) چھوڑ کر مرا۔

2۔ ابھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صابر کا بیٹا شفیق بھی انتقال کر گیا اور شفیق نے تین بیٹے (اکبر، اصغر، اجمل) چھوڑے۔

3۔ اور ابھی تک شفیق کی بھی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ صابر کا دوسرا بیٹا عتیق بھی انتقال کر گیا۔ عتیق نے چار بیٹے (شاہد، زاہد، ساجد، ماجد) چھوڑے تو ایسی صورت میں مناسخہ کا عمل کیا گیا۔ پہلا مسئلہ 8 سے بنا جس کی تصحیح 16 سے ہوئی بیوی فاطمہ کو 2 اور دو بیٹوں (عتیق و شفیق) کو سات سات ملے۔ دوسرا مسئلہ 3 سے بنا اور شفیق کے تینوں بیٹوں (اکبر، اصغر، اجمل) ایک ایک حصہ ملا۔ شفیق کو اپنے والد کی طرف سے ملنے والا حصہ (مافی الید) 7 تھا۔ اور جب تصحیح مسئلہ ثانی اور مافی الید کے درمیان نسبت دی تو انکے درمیان تباین کی نسبت پیدا ہوئی تو دوسرے اصل مسئلہ کو پہلے مسئلہ کی تصحیح 16 کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب 48 دونوں مسئلوں کا مخرج ٹھہرا۔ مسئلہ اول کے حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی تو اس طرح زوجہ فاطمہ کا حصہ 48 میں سے 6 اور عتیق کا حصہ 21 نکلا پھر مخرج 48 سے مرحوم شفیق کے پسماندگان کا حصہ معلوم کرنے کیلئے دوسرے مسئلہ کے مافی الید 7 کو اسی مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی تو شفیق مرحوم کے تینوں (اکبر، اصغر، اجمل) کا حصہ سات سات برآمد ہوا۔ تیسرا مسئلہ 4 سے بنا اور عتیق کا مافی الید 21 تھا جو کہ تیسرے مسئلہ کے بائیں طرف لکھا تھا۔ پھر 4 اور 21 کے درمیان تباین کی نسبت نکلی تو پھر حسب سابق تیسرے مسئلہ کے اصل 4 کو پہلے مسئلہ کے 48 سے ضرب دی۔ تو حاصل ضرب 192 تینوں مسئلوں کا مخرج بن گیا۔ پھر پہلے اور دوسرے مسئلہ کے زندہ افراد کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو بیوی فاطمہ کا 24 شفیق کے تین بیٹوں (اکبر، اصغر، اجمل) کا حصہ

اٹھائیس اٹھائیس نکلا اور پھر تیسرے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص معلوم کرنے کیلئے مافی الید کو اسی مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو عتیق کے چاروں بیٹوں (شاہد، زاہد، ماجد) کو ایکس ایکس حصہ ملا پھر تینوں مسائل کے زندہ اشخاص کے حصص کو جمع کیا گیا تو مبلغ 192 اور حصص برابر برابر ہے۔

سوال: ایک سلیمہ نامی عورت فوت ہوگئی۔ اس کے پسماندگان میں اسکا خاوند زید، بیٹی کریمہ، اور والدہ عظیمہ ہیں۔ لیکن تقسیم ترکہ سے قبل ہی سلیمہ کا خاوند زید فوت ہوگیا۔ اس نے اپنے پیچھے ایک دوسرے بیوی حلیمہ، والد عمر اور والدہ رحیمہ کو چھوڑا لیکن ابھی زید کی بھی جائیداد تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ سلیمہ کی بیٹی کریمہ بھی فوت ہوگئی۔ اسکے پسماندگان میں ایک بیٹی رقیہ دو بیٹے خالد اور عبداللہ اور ایک جدہ عظیمہ ہے جو کہ پہلے مسئلہ میں سلیمہ کی والدہ تھی لیکن ابھی کریمہ کی جائیداد تقسیم نہ ہوئی تھی کہ سلیمہ کی والدہ عظیمہ بھی فوت ہوگئی۔ عظیمہ نے اپنے پسماندگان میں خاوند عبدالرحمان اور دو بھائی عبدالرحیم، اور عبدالکریم چھوڑے۔ ان کے درمیان جائیداد کیسے تقسیم کی جائیگی؟

جواب:

سلیمہ مسئلہ 12 بعد الرد 16 من 32 من 128

میــــــــــت

خاوند	بیٹی	والدہ
زید	کریمہ	عظیمہ
1/4	1/2	1/6
3	6	2
1	9	3
4		6

زید مسئلہ 4 مافی الید 4

میــــــــــت

بیوی	والد	والدہ
حلیمہ	عمر	رحیمہ
1/4	عصبہ	1/3 باقی
1	2	1
2	4	2
8	16	8

مسئلہ 6 بعد الرد 4

میــــــــــت

بیٹی	والدہ
1/2	1/6
3	1

کریمہ مسئلہ 6 (توافق بثلث) مافی الید 9

میــــــــــت

بیٹی	بیٹا	بیٹا	جدہ
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
عصبہ	عصبہ	عصبہ	1/6
1	2	2	1
3	6	6	3
12	24	24	

عظیمہ مسئلہ 2 تصح 4 (تباین) مافی الید 9

میــــــــــت

خاوند	بھائی ، بھائی
عبدالرحمان	عبدالرحیم ، عبدالکریم
1/2	عصبہ
1	1
2	1 ، 1
18	9 ، 9

مبلغ 192

الاحیــــــــــاء

حلیمہ	عمر	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
8	16	8	16	24	24	18	9	9

عمل:

1۔ پہلے مسئلہ میں سلیمہ کے خاوند زید کو 1/4 بیٹی کریمہ کو 1/2 حصہ اور والدہ عظیمہ کو 1/6 حصہ ملا۔ اس طرح 12 میں سے 3 خاوند زید کو 6 بیٹی کریمہ کو اور 2 والدہ عظیمہ کو ملے جن کا مجموعہ 11 بنا لہذا مسئلہ ردی ہے اور یہاں قوانین رد میں سے چوتھا قانون استعمال کیا۔ اس قانون کے مطابق خاوند زید کے حصہ 1/4 کے مخرج 4 میں سے ایک حصہ خاوند کو دیا گیا اور بقیہ 3 کو محفوظ کر لیا۔ پھر ایک الگ مسئلہ بنایا۔ جس میں خاوند کو معدوم سمجھتے ہوئے فقط بیٹی کریمہ اور والدہ عظیمہ کو حصہ دیا گیا اور یہ مسئلہ بعد الرد 4 سے بنا۔ پھر ان 4 کو باقی ماندہ مخرج 3 سے تباین کی نسبت ہونے کی وجہ سے خاوند زید کے حصہ 1/4 کے کل مخرج 4 سے ملا تھا۔ اس طرح خاوند کا حصہ 16 میں سے فقط 4 ہوا اور سلیمہ کی بیٹی کریمہ اور اسکی والدہ عظیمہ کا حصہ نکالنے کیلئے فقط ذوی الفروض نسبیہ کے مسئلہ میں جو جو حصہ کریمہ اور عظیمہ کو ملا ہے اسے باری باری باقی ماندہ مخرج 3 سے ضرب دی تو کریمہ کا حصہ 9 اور عظیمہ کا حصہ 3 برآمد ہوا۔

2۔ جب سلیمہ کا خاوند زید فوت ہو گیا تو اسکے نام اور حصہ کے ارد گرد حصار قائم کر دیا اور دوسرا مسئلہ تیار کیا جس کی بائیں جانب زید کو اسکی بیوی سلیمہ کے ترکہ سے حاصل شدہ حصہ مافی الید کے الفاظ سمیت 4 کو لکھا اور پھر زید کی بیوی حلیمہ والد عمر اور والدہ رحیمہ کو ورثاء کی صف میں لکھتے ہوئے حصے تقسیم کیے مسئلہ 4 سے بنا تو اس میں سے ایک زید کی بیوی حلیمہ کو 2 عمر کو اور ایک حصہ رحیمہ کو ملا۔ اس دوسرے اصل مسئلہ اور مافی الید کے عدد میں تماثل کی نسبت ہے لہذا نیا مخرج بنانے کی ضرورت نہیں ہے

3۔ پھر جب سلیمہ کی بیٹی کریمہ فوت ہوئی تو اسے نام اور حصہ 9 کے ارد گرد حصار قائم کر دیا اور پھر تیسرا مسئلہ تیار کیا۔ جس کی بائیں جانب کریمہ کو اسکی والدہ سلیمہ کی طرف سے حاصل شدہ حصہ مافی الید کے الفاظ سمیت 9 کو لکھا۔ پھر کریمہ کی بیٹی رقیہ 2 بیٹوں (خالد، عبداللہ) اور جدہ عظیمہ کو ورثاء کی صف میں لکھتے ہوئے ان میں حصے تقسیم کر دیئے تو مسئلہ 6 میں سے ایک حصہ رقیہ اور دو دو خالد اور عبداللہ کو اور پھر ایک حصہ جدہ عظیمہ کو ملا۔ (یہ عظیمہ وہی ہے جو پہلے مسئلہ میں سلیمہ کی والدہ تھی اور اس مسئلہ میں کریمہ کی نانی بن رہی ہے۔) اس اصل مسئلہ 6 اور مافی الید 9 کے اعداد میں توافق ثلث کی نسبت ہے لہذا 6 کا وفق 2 اور 9 کا وفق 3 نکلا۔ پھر 6 کے وفق 2 کو پہلے مسئلہ کے بعد الرد عدد 16 سے ضرب دی۔ تو حاصل ضرب 32 ان تینوں مسئلوں کا مخرج ٹھہرا اور اس 32 کو پہلے مسئلہ میں سابقہ مخرج 16 کے ساتھ اس طرح لکھا'' من 32'' پہلے دو مسئلوں کے زندہ حصہ داروں کے حصص کو اسی 2 کے عدد سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر زندہ وارث کا حصہ نکل آیا اور اس تیسرے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کو مافی الید 9 کے وفق ثلث 3 سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر حصہ دار کا حصہ ٹھہرا۔

اس طرح مخرج 32 میں سے اب تک عظیمہ کو 6 حلیمہ کو 2 عمر کو 4 رحیمہ کو 2 رقیہ کو 3 خالد کو 6 عبداللہ کو 6 اور عظیمہ کو مسئلہ ثالثہ میں مزید 3 حصے ملے۔

4۔ پھر جب سلیمہ کی والدہ عظیمہ فوت ہوئی تو پہلے اور تیسرے مسئلہ میں اس کے نام اور حصہ کے ارد گرد حصار قائم کر دیا اور پھر چوتھا مسئلہ تیار کیا جس کی بائیں جانب حسب سابق عظیمہ کی بیٹی سلیمہ اور نواسی کریمہ کی طرف سے حاصل شدہ حصہ

(9=3+6) مافی الید کے الفاظ سمیت 9 کو لکھا۔ پھر عظیمہ کے خاوند عبدالرحمان اور دو بھائیوں (عبدالرحیم، عبدالکریم) کو ورثا کی صف میں رکھتے ہوئے ان میں حصے تقسیم کیے تو مسئلہ ابتداء 2 سے اور بعد از تصحیح 4 سے بنا اس میں سے 2 حصے عبدالرحمان کو اور ایک ایک حصہ عبدالرحیم اور عبدالکریم کو ملا۔ اس چوتھے مسئلہ کے تصحیح عدد 4 اور مافی الید 9 کے درمیان تباین کی نسبت ہے لہٰذا تصحیح عدد 4 کو سابقہ مخرج 32 کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب 128 ان چار مسائل کا مخرج ٹھہرا۔ ان 128 کو پہلے مسئلہ میں موجود سابقہ مخرج 32 کے ساتھ اس طرح لکھا ''من 128'' پھر جب چوتھے مسئلہ کے تصحیح عدد 4 کو پہلے تین مسئلوں کے زندہ ورثاء کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر ایک کا حصہ ٹھہرا اور جب چوتھے مسئلہ کے مافی الید کو اسی مسئلہ کے ورثاء کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر ایک کا حصہ ٹھہرا اور جب چوتھے مسئلہ کے مافی الید کو اسی مسئلہ کے ورثاء کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ان کا حصہ ٹھہرا۔ پھر آخر میں الاحیاء کے تحت تمام زندہ حصہ داروں کے حصوں کو جمع کیا گیا جو مبلغ 128 کے مساوی ہوئے۔

سبق نمبر 15:

ذوی الارحام کا بیان

سوال: ذوی الارحام کی تعریف اور اقسام بیان کریں۔

جواب: لغوی اعتبار سے ہر نسبی قرابت دار کو ذی رحم کہتے ہیں وہ ذی رحم ذی فرض ہو یا عصبہ یا ان کے علاوہ۔ لیکن شرعی اعتبار سے ذی رحم ہر اس نسبی قرابت دار شخص کو کہا جاتا ہے کہ جو نہ تو ذی فرض ہو اور نہ ہی عصبہ۔ جیسے ماموں، خالہ، نانا، بھتیجی وغیرہ

ذوی الارحام کی اقسام

جہت کے اعتبار سے عصبات کی طرح ذوی الارحام کی بھی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں۔

1۔ جزءِ میت: اس قسم میں بیٹیوں کی اولاد اور پوتیوں کی اولاد (خواہ مذکر ہوں یا مونث ہوں) شامل ہیں۔

2۔ اصل میت: اس قسم میں فاسد اجداد اور فاسدہ جدات شامل ہیں۔

3۔ جزءِ اصل قریب: اس قسم میں بہنوں کی اولاد اور بھائیوں کی بیٹیاں (بھائی خواہ جس قسم کے بھی ہوں) اور اخیافی بھائیوں کے بیٹے شامل ہیں۔

4۔ جزءِ اصل بعید: اس قسم میں پھوپھیاں، اخیافی چچے، ماموں اور خالات شامل ہیں۔

وضاحت:

1۔ جو شخص ذوی الارحام کی مذکورہ بالا چار اقسام کے ذریعہ میت تک رسائی حاصل کرتا ہوں۔ وہ شخص بھی ذوی الارحام میں شامل ہے۔ تفصیلا ذوی الارحام کی چودہ اقسام ہیں۔

1۔ بیٹیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں۔

2۔ پوتیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں۔

3۔ اجداد فاسد۔ اگرچہ عالی ہوں۔

4۔ جدات فاسدہ۔ اگرچہ عالی ہوں۔

5۔ حقیقی بہنوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں۔

6۔ علاتی بہنوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں۔

7۔ اخیافی بہنوں کی اولا۔ اگرچہ سافل ہوں۔

8۔ حقیقی بھائیوں کی بیٹیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں۔

9۔ علاتی بھائیوں کی بیٹیوں کی اولاد۔ اگرچہ سافل ہوں۔

10۔ اخیافی بھائیوں کی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔

11۔ پھوپھیاں اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔

12۔ اخیافی چچا اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔

13۔ ماموں اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔

14۔ خالائیں اور انکی اولاد۔ اگرچہ بعید ہوں۔

2۔ ذوی الارحام کی ترتیب میں اختلاف ہے کہ میت کا ترکہ حاصل کرنے میں اولین حیثیت کس قسم کو حاصل ہے سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ اقسام اربع میں ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے قسم اول ہے پھر قسم ثانی پھر قسم ثالث اور پھر قسم رابع ہے۔ یعنی اگر ذوی الارحام کی قسم اول کا کوئی فرد موجود ہو تو پھر اسکے مقابلہ میں باقی اقسام کے تمام افراد محجوب ہونگے۔ اسی طرح دوسری اقسام کا حال ہے۔

3۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی میت کے ذوی الفروض اور عصبات نہ ہوں تو پھر اس میت کا کل ترکہ بیت المال میں جمع کرادیا جائے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

4۔ ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں جمہور علمائے کرام نے ذوی الارحام کو میت کی جائیداد کا وارث قرار دیا ہے۔ لیکن یہ حضرات کیفیت توریث میں اختلاف کرتے ہیں کہ ذوی الارحام میں میت کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے اس سلسلہ میں تین مذاہب ہیں۔

1۔ مذہب اہل رحم:

مذہب اہل رحم کے داعی حضرات ذوی الارحام کو مساوی حیثیت سے شریک جائیداد قرار دیتے ہیں اور افراد کے مذکر و مونث اور قریب و بعید ہونے کا قطعاً لحاظ نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ تمام ذوی الارحام کو برابر ترکہ تقسیم کرتے ہیں اور اس مذہب والوں

کو اہل رحم بھی فقط اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات رحم میں شریک ہونے کو ہی وارث بنانے کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ مذہب انتہائی ضعیف بلکہ مہجور ہے۔

2۔ مذہب اہل تنزیل:

مذہب اہل تنزیل کے داعی حضرات موجود ذوی الارحام کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے بلکہ جن افراد کے توسط سے یہ ذوی الارحام میت تک پہنچتے ہیں پہلے جائیداد ان میں ہی تقسیم کرتے ہیں اسکے بعد وہ حصہ موجود ذوی الارحام کو دیتے ہیں۔

یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

3۔ مذہب اہل قرابت:

مذہب اہل قرابت کے داعی حضرات ذوی الارحام کو وارث بنانے میں سب سے پہلے درجہ میں قربت کا لحاظ کرتے ہوئے حصہ دیتے ہیں یعنی جس ذی رحم کا درجہ قریب ہو اسے ترکہ کا حق دار قرار دیتے ہیں۔

سوال: ذوی الارحام کی قسم اول کے قوانین بیان کریں۔

جواب: ذوی الارحام کی قسم اول کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

1۔ پہلا قانون:

ذوی الارحام میں سے جو شخص میت کے زیادہ قریب ہوگا وہی شخص اولی بالمیراث ہوگا۔ مثلاً میت کی نواسی اور پڑپوتی دونوں موجود ہوں۔ تو میت کی نواسی کو جائیداد ملے گی اور پڑپوتی محجوب ہوگی۔ کیونکہ نواسی بہ نسبت پڑپوتی کے قریب ہے۔

مسئلہ 1

میت

	بیٹی	بیٹا
نواسی ←	بیٹی	بیٹی
	1	بیٹی ← پڑپوتی

2۔ دوسرا قانون:

اگر تمام ذوی الارحام درجہ میں برابر ہوں یعنی متعدد ذوی الارحام ایک ہی تعداد کے واسطوں سے میت تک پہنچتے ہوں تو دیکھا جائے گا کہ کون سا ذی رحم میت کے ذی فرض کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے۔ پس جو ذی رحم کسی ذی فرض کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے وہی اولی بالمیراث ہوگا یعنی ولد وارث کے ہوتے ہوئے ولد ذی رحم حصہ نہ پائے گا۔ مثلاً میت کی پڑپوتی اور نواسی کا بیٹا دونوں موجود ہوں تو پڑپوتی کو جائیداد ملے گی اور نواسی کا بیٹا محجوب ہوگا۔ کیونکہ میت کی پڑپوتی ایک ذی فرض شخص (میت کی پوتی) کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہے جبکہ میت کی نواسی کا بیٹا ایک ذی رحم شخص (میت کی نواسی) کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے۔

مسئلہ 1

میت

	بیٹا	بیٹی
ذی فرض ←	بیٹی	بیٹی ← غیر ذی فرض
	بیٹی	بیٹا
	1	x

3۔ تیسرا قانون:

اگر ذوی الارحام میں سے ہر ایک ذی رحم کا درجہ برابر ہو

2۔ یا ان میں سے ہر ایک ذی فرض کے واسطے سے میت تک پہنچے۔

تو اس کی متعدد صورتیں ہیں۔ جنہیں باری باری ذکر کیا جاتا ہے۔

الف۔ اگر صفت اصول ذکورۃ وانوثت ہونے میں متفق ہو یعنی موجود ذوی الارحام کے اصول یا تو فقط مذکر ہوں یا فقط مونث ہوں تو بالاتفاق (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حسن بن زیاد، رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اتفاق سے) جائیداد کو فروع کے ابدان پر فقط مذکر یا فقط مونث ہونے کی صورت میں برابر تقسیم کر دیا جائے۔ اور مذکر و مونث کے درمیان اختلاط کی صورت میں للذکر مثل حظ الانثیین (1/2) کے اعتبار سے تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ 3
میت

اصل اول ←	بیٹا ←	بیٹا
اصل ثانی	بیٹی ←	بیٹی
موجود ذوی الارحام	2 بیٹے	بیٹا
	2	1

اس مثال میں موجود ذوی الارحام ذوی الفروض کی اولاد بھی ہیں اور ان کے اصول میں صفت ذکورۃ وانوثت کے اعتبار سے اتحاد بھی ہے۔

مسئلہ 2
میت

بیٹی	بیٹی
بیٹی	بیٹی
بیٹی	بیٹی
1	1

بیٹی	بیٹی
1	1

اس مثال میں موجود ذوی الارحام، ذوی الارحام کی اولاد ہیں اور ان کے اصول میں صفت انوثت کے اعتبار سے اتحاد بھی ہے۔

مسئلہ 5

میت

اصل اول	بیٹی	بیٹی
اصل ثانی	بیٹی	بیٹی
	2 بیٹے	بیٹی
	4	1

اس مثال میں موجود ذوی الارحام ذوی الارحام کی اولاد ہیں اور ان کے اصول میں صفت انوثت کے اعتبار سے اتحاد ہے اور موجود ذوی الارحام میں 1/2 کے تناسب سے جائیداد تقسیم ہوئی۔

(ب)۔ اگر صفت اصول ذکورۃ وانوثت میں مختلف ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ حسب سابق فقط فروع کا اعتبار کرتے ہیں۔ اصول کا اعتبار نہیں کرتے۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایسی صورت میں اصول کی صفت ذکورۃ و انوثت کا اعتبار کرتے ہیں۔ لہذا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق دیکھا جائے گا کہ اگر صفت اصول ذکورۃ وانوثت کے اعتبار سے فقط ایک بطن میں مختلف ہے اور مختلف اصولوں کی فروع میں وحدت بھی پائی جاتی ہے۔ (ہر اصل کی فرع ایک ہی ہو) تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب سے پہلے مال کو اس بطن میں تقسیم کیا جائے گا۔ جہاں باعتبار ذکورۃ وانوثت کے اختلاف آ چکا ہو۔ لہذا 1/2 کے

تناسب سے جائیداد کو تقسیم کیا جائے گا۔ اور اصول پر مسئلہ کی تصحیح کر کے ان کا حصہ ان کی اولاد (فرع) کو دے دیا جائے گا۔ مثلاً

مسئلہ 3

میت

اصل اول ←— بیٹی ←—→ بیٹی

اصل ثانی ←— بیٹا ←—→ بیٹی

بیٹی بیٹا

2 1

اس مثال میں بطن ثانی میں اختلاف پیدا ہوا۔ لہذا اسی بطن میں جائیداد کی تقسیم کی گئی۔ جس کے پیش نظر بطن ثانی میں موجود بیٹے کو 2 اور بیٹی کو ایک حصہ ملا اور یہی حصے بعینہ ان کی فروع کو دے دیے گئے۔ تو بطن ثالث میں بیٹی کو 2 اور بیٹے کو ایک حصہ ملا۔

مسئلہ 4

میت

اصل اول ←—	بیٹی	بیٹی	بیٹی
اصل ثانی ←—	بیٹا	بیٹی	بیٹی
	2	2	
	بیٹی	بیٹا	بیٹی
	2	2	
	6	4	2

اس مثال کے بطن ثانی میں صفت ذکورة و انوثت میں اختلاف ہے تو بیٹے کا الگ فریق بنا دیا اور 2 بیٹیوں کا الگ فریق بنا دیا۔ پھر 1/2 کے تناسب سے بیٹے کو 2 اور 2 بیٹیوں کو 2 حصے ملے۔ اس طرح مسئلہ 4 سے بنا۔

اس کے بعد جو ہم نے دو فریق بنائے تھے۔ ہر فریق کا حصہ اسکی فرع کی طرف منتقل کر دیا گیا تو اس طرح بطن ثالث میں موجود بیٹی کو 2 اور بطن ثالث میں موجود

بیٹے اور بیٹی کو بھی 2 حصے ملے (اور یہ وہی دو حصے ہیں جو بطن ثانی میں فریق ثانی کو ملے تھے) لیکن بطن ثالث کے فریق ثانی کے رؤوس 3 اور ان کے حصص 2 کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ تصحیح مسئلہ کی ضرورت پڑی تو کل عدد رؤوس 3 کو اصل مسئلہ 4 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 12 تصحیح مسئلہ ہوا۔ پھر تصحیح عدد 12 سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے عدد رؤوس 3 کو ہر فریق کے حصہ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ہوا تو عدد رؤوس 3 کو جب بطن ثالث کے پہلے فریق (بیٹی) کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب 6 اس کا حصہ ٹھہرا۔

اسی طرح عدد رؤوس 3 کو جب بطن ثالث کے دوسرے فریق کے حصہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب 6 ان کا حصہ ٹھہرا۔ اس میں سے 4 بیٹے کو ملے اور 2 بیٹی کو ملے۔

مسئلہ 4 تص 12

میت

بطن اول	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثانی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثالث	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹا
		3		4	
		36		48	
	18	9	9	16	32

اس مثال کے بطن ثانی میں صفت ذکورۃ وانوثت میں اختلاف ہوا پھر بیٹوں کا فریق الگ اور بیٹیوں کا فریق الگ بنا دیا گیا۔ لہذا 1/2 کے اعتبار سے اس بطن ثانی میں ترکہ کی تقسیم کی گئی۔ جس کے پیش نظر 3 بیٹیوں کے فریق کو الگ حصہ 3 اور 2 بیٹوں کے فریق کو الگ حصہ 4 ملا۔ پھر ہر دو فریق کے حصہ کو بطن ثالث کے ایک بیٹے

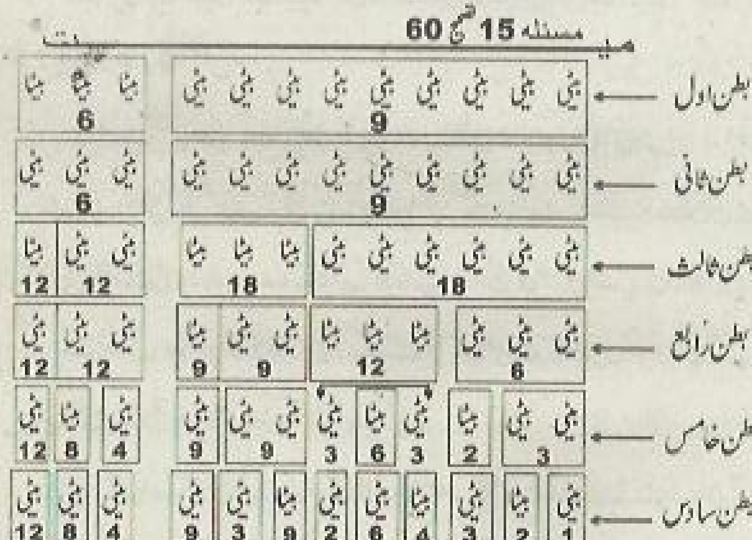
اور دو بیٹیوں کو منتقل ہو گیا (جو کہ فریق ثانی کے پہلے فریق کے نیچے تھے) اور بطن ثانی کے دو بیٹوں کا حصہ جو کہ 4 تھا بطن ثالث میں موجود بیٹی اور بیٹے کی طرف منتقل ہو گیا (یہ دو وہی افراد ہیں جو کہ بطن ثانی کے فریق ثانی کے نیچے تھے۔) لیکن 3 کا عدد ایک بیٹے اور دو بیٹیوں (جن کا عدد 4 بنتا ہے) میں پورا پورا تقسیم نہیں ہو پاتا تو اس طرح حصہ 3 اور رؤوس 4 میں تباین کی نسبت نکلی لہذا کل عدد رؤوس کو محفوظ کر لیا گیا۔

دوسری طرف حصہ 4 ایک بیٹی اور ایک بیٹے (جن کا عدد 3 بنتا ہے) میں پورا پورا تقسیم نہیں ہو پاتا۔ لہذا تصحیح مسئلہ کی ضرورت ہوگی حصہ 4 اور رؤوس 3 میں تباین کی نسبت نکلی۔ لہذا کل عدد رؤوس کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤوس سے ضرب دی تو پھر حاصل ضرب 12 کو اصل مسئلہ 7 سے ضرب دی حاصل ضرب 84 تصحیح مسئلہ ہوا پھر تصحیح مسئلہ سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے حاصل ضرب 12 کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ٹھہرا۔

اس طرح پہلے فریق کو 84 میں سے 36 ملے اور ان میں سے بیٹے کو 18 اور دو بیٹیوں کو 9،9 حصے ملے اور بطن ثالث کے دوسرے فریق کو 84 میں سے 48 حصے ملے اور ان 48 میں سے بیٹی کو 16 اور بیٹے کو 32 حصے ملے۔

(ج)۔ اگر صفت اصول ذکورۃ وانوثت میں ایک سے زائد بطنوں میں مختلف ہو اور ان اصول کی فروع میں وحدت بھی پائی جائے تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائیداد کی تقسیم اس طرح کی جائے گی کہ اصول میں سے جس جس بطن میں صفت ذکورۃ انوثت میں اختلاف پایا جائے گا۔ اسی بطن میں جائیداد کو 1/2 کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد نیچے والے بطن میں دیکھا جائے گا کہ آیا سب

مذکر ہی ہیں یا سب مونث ہی ہیں اگر اس نیچے والے بطن میں فقط مذکر ہی ہوں یا فقط مونث ہی ہوں تو اصل کا حصہ بعینہ فرع کے مذکر یا مونث افراد کو دے دیا جائے گا۔
اور اگر فرع میں ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اختلاف پایا جائے تو پھر مذکر کا الگ فریق بنالیا جائے اور مونث کا الگ فریق بنالیا جائے۔ اسکے بعد اس سے نیچے والے بطن کو پرکھا جائے اور حسب سابق آخر تک تقسیم کو جاری رکھا جائے۔ یعنی مذکر حضرات کا فریق الگ اور مونثات کا فریق الگ بنایا جائے۔ مثلا



عمل: مذکورہ بالا مسئلہ کے بطن اول میں ہی صفت ذکورۃ و انوثت میں اختلاف تھا لہذا بطن اول میں ہی دو فریق بنا دیئے گئے۔ ایک بیٹیوں کا فریق دوسرا بیٹوں کا فریق۔ دونوں فریقوں کے کل رؤس کا مجموعہ 15 ہو۔ (9 رؤس بیٹیوں کے اور 6 رؤس

بیٹوں کے لحاظ سے مسئلہ 15 سے بنا۔ بیٹیوں کے فریق کو 9 اور بیٹوں کے فریق کو 6 حصے ملے بطن ثانی میں بعینہ اسی طرح یہ حصہ منتقل کر دیا کیونکہ بطن اول کے پہلے اور دوسرے فریق کے نیچے موجود افراد میں صفت ذکورۃ وانوثت میں اختلاف نہیں ہے

لیکن بطن ثالث میں اختلاف موجود ہے کیونکہ بطن اول کے پہلے فریق (جس کا حصہ 9 تھا) کے نیچے 6 بیٹیاں اور 3 بیٹے ہیں۔ لہذا 6 بیٹیوں اور تین بیٹوں کو الگ الگ فریق بنا کر پہلے بطن کی 9 بیٹیوں کا حصہ انہیں منتقل کر دیا اور بطن اول کے دوسرے فریق (3 بیٹے) کے نیچے بطن ثالث میں 2 بیٹیوں اور ایک بیٹے کو الگ الگ فریق بنا کر حصہ 6 منتقل کر دیا۔

جب بطن اول کے پہلے فریق کا حصہ 9 بطن ثالث کی 6 بیٹیوں اور 3 بیٹوں (جن کے رؤس کا مجموعہ 12 ہے) کو پہنچا تو تقسیم جائیداد کرتے ہوئے ان کے رؤس پر 9 حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہو رہے لہذا تصحیح کی ضرورت پڑی۔ پھر قانون تصحیح کے مطابق رؤس 12 اور ان کے حصے 9 میں نسبت معلوم کی تو توافق ثلثی کی نسبت نکلی لہذا وفق رؤس 4 کو محفوظ کر لیا گیا۔

پھر جب بطن اول کے فریق ثانی کا حصہ 6 بطن ثالث کی 2 بیٹیوں اور ایک بیٹے (جن کے رؤس کا مجموعہ 4 ہے) کو پہنچا تو رؤس 4 پر ان کے حصے 6 پورے پورے تقسیم نہیں ہوئے۔ لہذا تصحیح کی ضرورت پڑی پھر قانون تصحیح کے مطابق رؤس 4 اور ان کے حصہ 6 میں نسبت معلوم کی تو توافق نصفی کی نسبت نکلی۔ لہذا 4 رؤس کے وفق 2 کو محفوظ کر لیا گیا۔ اسکے بعد بطن ثالث کے پہلے سے محفوظ وفق رؤس 4 کو اس وفق رؤس 2 کے ساتھ نسبت دی تو تداخل کی نسبت نکلی۔ لہذا قانون تصحیح کے مطابق

ان میں سے بڑے عدد 4 کو اصل مسئلہ 15 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 60 تصحیح مسئلہ ہوا۔

بطن ثالث کی 6 بیٹیوں اور 3 بیٹوں (جو کہ بطن اول کے پہلے فریق کے نیچے بالمقابل ہیں) کو ملنے والے حصہ 9 کو 4 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 36 ان کا حصہ ٹھہرا 36 میں سے 18 حصے 6 بیٹیوں کو اور بقیہ 18 حصے 3 بیٹوں کو ملے۔

اسکے بعد بطن ثالث کی 2 بیٹیوں اور ایک بیٹے (جو کہ بطن اول کے دوسرے فریق کے نیچے بالمقابل ہیں) کو ملنے والے حصہ 6 کو 4 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 24 ہوئے۔

ان 24 میں سے 12 حصے 2 بیٹیوں کو اور بقیہ 12 حصے ایک بیٹے کو ملے بطن ثالث کے بعد نیچے بطن رابع کو دیکھا تو بطن ثالث کی 6 بیٹیوں کے نیچے بطن رابع میں 3 بیٹیاں اور 3 بیٹے ہیں۔ لہذا 3 بیٹیوں کا فریق الگ کر دیا گیا اور 3 بیٹوں کا فریق الگ کر دیا گیا او بطن ثالث میں بیٹیوں کے فریق کو میسر 18 حصوں کو ان پر تقسیم کیا گیا تو 3 بیٹیوں کو 6 اور 3 بیٹوں کو 12 حصے ملے۔ اس کے بعد آگے بطن رابع میں دو بیٹیوں کا الگ اور ایک بیٹے کا الگ فریق بنا دیا گیا۔ (کیونکہ یہ فریق ثالث کے تین بیٹوں کے تحت بالمقابل ہیں) تو فریق ثالث میں موجود ان تین بیٹوں کا حصہ 18 جب بطن رابع میں دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے درمیان تقسیم کیا گیا تو 9 حصے دو بیٹیوں کو اور بقیہ 9 حصے ایک بیٹے کو ملے۔

اس کے بعد آگے بطن رابع میں دو بیٹیوں کا الگ فریق بنایا گیا۔ (کیونکہ یہ بطن ثالث کے تیسرے فریق یعنی دو بیٹیوں کے تحت واقع ہیں) اور ایک آخری بیٹی کا

الگ فریق بنایا گیا (کیونکہ بطن ثالث کے چوتھے فریق یعنی ایک بیٹے کے تحت بالمقابل واقع ہے) بطن ثالث کی دو بیٹیوں کا حصہ 12 بعینہ اسی طرح بطن رابع کی ان دو بیٹیوں میں منتقل ہو گیا اور بطن ثالث کے آخری ایک بیٹے کا حصہ 12 بعینہ بطن رابع کی آخری بیٹی کو مل گیا۔

بطن خامس میں دو بیٹیوں کا الگ اور ایک بیٹے کا الگ فریق بنایا گیا (کیونکہ یہ افراد بطن رابع کی تین بیٹیوں کے نیچے بالمقابل واقع ہیں) اور بطن رابع کی ان تین بیٹیوں کا حصہ 6 ہے۔ جب بطن خامس کی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے درمیان تقسیم کیا گیا تو دو بیٹیوں کو 3 اور ایک بیٹے کو بھی 3 حصے ملے۔

اس کے بعد آگے بطن خامس میں بیٹی، بیٹا اور بیٹی میں دو بیٹیوں کو الگ فریق بنا دیا گیا اور درمیان میں ایک بیٹے کو الگ فریق قرار دیا (کیونکہ یہ افراد بطن رابع میں موجود 3 بیٹوں کے نیچے بالمقابل واقع ہیں) حصہ دیتے ہوئے ان 2 بیٹیوں کو 3،3 اور درمیان میں بیٹے کو 6 حصے ملے۔

بالاختصار حسب سابق اس کے بعد دو بیٹیوں کا الگ فریق بنایا اور انہیں حصہ 9 منتقل کر دیا۔ اس کے بعد ایک بیٹی کا پھر ایک بیٹی کا الگ پھر ایک بیٹے کا الگ اور بطن خامس کی آخری بیٹی کا الگ فریق بنایا اور انہیں بالترتیب 9-4-8 اور 12 حصے دیئے۔ پھر بطن سادس میں ہر فرد کا الگ الگ فریق بنایا گیا تو 12 فریق رونما ہوئے جنہیں بالترتیب مندرجہ ذیل حصص دیئے گئے۔

1-2-3-4-6-2-6-3-9-4-8 اور 12

(د)۔ صفت اصول ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اگر فقط ایک بطن میں مختلف ہو

اور اصول کی فروع میں وحدت کی بجائے تعدد پایا جائے۔ (یا تو تمام فروع میں تعدد پایا جائے یا بعض میں وحدت اور بعض میں تعدد پایا جائے) تو اس صورت میں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ کی تقسیم اس طرح کی جائے گی کہ اصول میں سے جس بطن میں اختلاف پایا جائے تو ایسی صورت میں اصول کی صفت ذکورۃ و انوثت کو بر قرار رکھتے ہوئے فروع کا عدد اصول کو دیا جائے اور 1/2 کے تناسب سے مذکر و مونث کے درمیان اصول میں ترکہ تقسیم کیا جائے۔

جس پہلے بطن کی صفت اصول میں ذکورۃ و انوثت کا اختلاف ہو تو اس اصل میں حسب سابق مذکر افراد کا الگ فریق بنالیا جائے اور مونث افراد کا الگ فریق بنایا جائے اور جو کچھ ترکہ مذکر فریق کو ملے اور اسی طرح جو کچھ حصہ مونث فریق کو ملے اسے الگ الگ جمع کرکے اس جمع شدہ ترکہ کو ان کے فروع میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ تقسیم بھی للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت عمل میں لائی جائے۔

مثلاً مسئلہ 15 تصحیح 30

میت

بطن اول ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثانی ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثالث ←	بیٹا	بیٹی	بیٹا
بطن رابع ←	2 بیٹے	2 بیٹیاں	2 بیٹیاں
	16	6	8

مذکر فریق کا حصہ 8

مونث فریق کا حصہ 2

عمل:

اس مثال کے مطابق بطن ثالث میں صفت ذکورۃ و انوثت کا اختلاف ہے۔

لہذا اعداد فروع کو اصول میں لے گئے تو بطن ثالث میں ایک بیٹے کی جگہ 2 بیٹے شمار کیے گئے اور ایک بیٹی کی جگہ 2 بیٹیاں شمار کی گئیں۔ اس کے بعد آگے بھی ایک بیٹے کی جگہ 2 بیٹے شمار کیے گئے تو اس طرح 4 بیٹے 8 بیٹیوں کے برابر ہوئے۔ یہ 8 اور بطن ثالث کی ایک بیٹی جسے 2 شمار کیا گیا ہے مل کر 10 رووس بنے۔ لہذا مسئلہ 10 سے بنا ان 10 حصوں میں سے 4 حصے ایک بیٹے کو اور 4 حصے دوسرے بیٹے کو اور 2 حصے درمیان والی بیٹی کو ملے۔

اس کے بعد بطن ثالث میں بیٹوں اور بیٹیوں کا الگ الگ فریق بنایا گیا تو اس طرح بیٹوں کے فریق کا حصہ 8 اور بیٹی کے فریق کا حصہ 2 ٹھہرا۔ پھر جب ہم نے بطن ثالث کے بیٹوں والے فریق کا حصہ کا 8 اس فریق کے نیچے بالمقابل بطن رابع کے 2 بیٹوں اور 2 بیٹیوں میں تقسیم کرنا چاہا تو رووس 6 اور ان کے سہام 8 میں توافق نصفی کی نسبت نکلی لہذا 6 کے وفق 3 کو اصل مسئلہ 10 کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب 30 تصحیح مسئلہ ہوا پھر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کیلئے 3 کے عدد کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ٹھہرا تو اس طرح جب 3 کو بیٹوں کے فریق کے حصہ 8 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 24 ہوئے اس سے 16 حصے بطن رابع کے 2 بیٹوں کو ملے اور 8 حصے 2 بیٹیوں کو ملے اور پھر جب 3 کو بطن ثالث میں موجود ایک بیٹی کے فریق کے حصہ 2 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 6 بطن رابع میں موجود 2 بیٹیوں کا حصہ نکلا۔

مسئلہ 8 تصحیح 40

بطن اول ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثانی ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثالث ←	بیٹا	بیٹی	بیٹا
بطن رابع ←	2 بیٹے	2 بیٹیاں	بیٹی
	24	10	6

مذکر فریق کا حصہ 8

" " مؤنث " 5

$5 \times 6 = 30$

$5 \times 2 = 10$

(ھ)۔ صفت اصول ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اگر ایک سے زائد بطون (پشتوں) میں مختلف ہو اور ان مختلف اصول کی فروع میں تعدد بھی پایا جائے۔ (خواہ تمام فروع میں تعدد ہو یا بعض میں تعدد ہو) تو پھر حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ کی تقسیم اس طرح کی جائے گی کہ اصول میں سے جس اصل میں ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اختلاف پایا جائے تو ایسی صورت میں اصول کی صفت ذکورۃ و انوثت کو برقرار رکھتے ہوئے فروع کا عدد اصول کو دے دیا جائے پھر 1/2 کے تناسب سے ترکہ کی تقسیم کی جائے پھر مذکر افراد کو الگ کر کے اور مؤنث افراد کو الگ کر کے دو فریق بنا دیئے جائیں اور ان کے حصوں کو الگ الگ جمع کر لیا جائے تو پھر ان کے فروع میں اگر صرف مذکر یا صرف مؤنث افراد ہوں تو پھر ترکہ کو بعینہ اسی طرح منتقل کر دیا جائے اور اگر فروع میں مذکر و مؤنث کا اختلاف ہو تو پھر ان کا حصہ 1/2 کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ 7 تصحیح 27

بطن اول ←	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بطن ثانی ←	بیٹی (2)	بیٹی (1)	بیٹا (1)
بطن ثالث ←	بیٹی (2)	بیٹا (2)	بیٹی (1)
	6	6	16
عمل:	2 بیٹے	بیٹی	2 بیٹیاں
	3-3	6	16

مؤنث فریق

حصہ = 3
رؤوس = 4

12 = 3 × 4

16 = 4 × 4

مذکورہ مثال کے بطن ثانی میں ذکورۃ وانوثت کے اعتبار سے اختلاف ہے تو اسی بطن میں فروع کا عدد لیا تو بالترتیب 2 بیٹیاں، 1 بیٹی اور 2 بیٹے شمار ہوئے اس طرح یہ مسئلہ 7 سے بنا 7 میں سے 3 حصے بطن ثانی کی 2 بیٹیوں کو اور بیٹے کو 4 حصے ملے پھر جب بطن ثالث کی طرف نظر کی تو وہاں بھی صفت ذکورۃ وانوثت میں اختلاف پایا گیا بطن ثانی کی 2 بیٹیوں کا حصہ جب بطن ثالث میں بیٹی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کرنا چاہا تو عدد رؤوس 4 اور ان کے سہام 3 میں تباین کی نسبت نکلی (بطن ثالث میں بھی صفت کو برقرار رکھتے ہوئے جب بطن رابع کا عدد لگایا گیا تو یہ کل 4 سر (رؤوس) بن گئے) تو کل عدد رؤوس 4 کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب 28 تصحیح مسئلہ ہوا ۔ پھر اس عدد رؤوس 4 کو جب بطن ثانی کی 2 بیٹیوں کے حصہ 3 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 12 نکلے ۔ ان میں سے 6 بطن ثالث کی پہلی بیٹی کو اور بقیہ 6 بطن ثالث کے بیٹے کو ملے ۔ اسی طرح عدد رؤوس 4 کو بطن ثانی میں موجود بیٹے کے حصے 4 سے (یہ وہی 4 ہیں جو کہ اب بطن ثالث کی آخری بیٹی کو مل چکے ہیں) ضرب دی تو بطن ثالث کی آخری بیٹی کا حصہ 16 ٹھہرا ۔ پھر اس کے بطن رابع میں یہ حصص منتقل کر دیئے گئے ۔ لہذا بطن رابع کے 2 بیٹوں کو 3،3 بیٹی کو 6 اور آخری 2 بیٹیوں کو 8،8 حصے ملے ۔

سوال: جب کسی فرع کی جہات متعدد ہو جائیں (فرع کے اصول کے ساتھ متعدد رشتے ہوں) تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلاف کی کیا نوعیت ہوگی۔

جواب: حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فروع کے ابدان میں مختلف جہتوں کا اعتبار کرتے ہیں۔ مثلاً

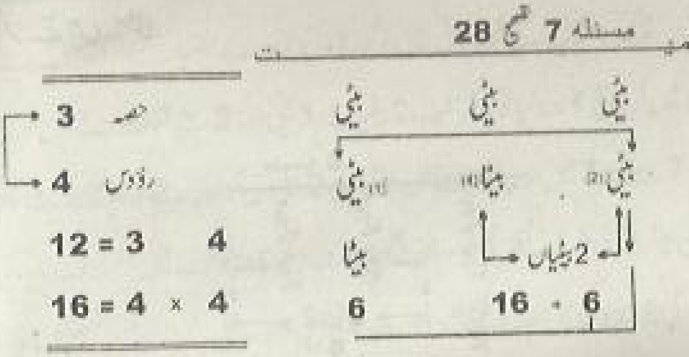


عمل:

مذکورہ بالا صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو بیٹیوں کو بطن ثانی کی بیٹی کی طرف سے الگ عدد کے طور پر شمار کیا جائے اور بطن ثانی کے بیٹے کی طرف سے الگ عدد کے طور پر شمار کیا جائے اس طرح بطن ثالث کی ان 2 بیٹیوں کو کہ جن کا تعلق 2 مختلف جہتوں سے میت کے ساتھ قائم ہوا انہیں 4 رؤوس کے قائم مقام شمار کیا جائے اس کے بعد بطن ثالث میں بیٹے کو 2 رؤوس کے قائم مقام شمار کیا جائے تو اس طرح مسئلہ 6 سے بنا۔

لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرع کے عدد کو مختلف فیہ بطن میں لے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بطن ثانی میں جہاں پر ذکورۃ و انوثت میں اختلاف ہے وہاں فرع

یعنی 2 بیٹیوں کا عدد 2 بطن ثانی میں موجود اصل (بیٹی) کی طرف منتقل کیا جائے اس کے بعد فرع یعنی 2 بیٹیوں کا عدد 2 بطن ثانی میں موجود اصل (بیٹا) کی طرف منتقل کیا جائے۔ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سابقہ مسئلہ با تصحیح 28 سے بنے گا۔ ان 28 حصوں میں سے 22 حصے 2 بیٹیوں کو ملیں گے اور 6 حصے بیٹے کو ملیں گے۔ مثلاً



عمل:

بطن ثانی میں موجود پہلی بیٹی کو فرع کا (2 بیٹیوں کا) 2 عدد دیا اور اسی طرح بطن ثانی میں موجود بیٹے کو بھی فرع (2 بیٹیوں) کا عدد 2 دیا۔ اور بطن ثانی میں موجود آخری بیٹی کو فرع کا عدد یعنی ایک بیٹے کا عدد دیا تو بطن ثانی میں بالترتیب (7=1+4+2) 7 سر ہوئے۔ تو مسئلہ 7 سے بنا 2 بیٹیوں کا الگ فریق بنایا اور درمیان والے بیٹے کو الگ فریق قرار دیا اس صورت میں بیٹیوں کو مجموعی طور پر 3 حصے ملے جب بیٹیوں کا حصہ بطن ثالث کی طرف منتقل کیا جانے لگا تو رؤوس 4 اور سہام 3 میں تباین کی نسبت نکلی تو اصل مسئلہ 7 کو 4 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 28 تصحیح مسئلہ ہوا پھر ان 4 کو بطن ثانی میں موجود بیٹے کے حصہ 4 سے ضرب دی تو

حاصل ضرب 16 ہوئے جو کہ بطن ثالث میں 2 بیٹیوں کی طرف منتقل ہوئے۔ پھر ان چار کو بطن ثانی میں موجود فریق بنات کے حصہ سے ضرب دی (یہ وہی 3 ہیں جو کہ اب بطن ثالث کو منتقل ہو چکے ہیں) تو حاصل ضرب 12 ہوئے ان 12 میں سے 6 حصے بطن ثالث میں موجود 2 بیٹیوں کو ملے اور بقیہ 6 حصے بطن ثالث میں موجود ایک بیٹے کو ملے۔

سوال: ذوی الارحام کی قسم ثانی (فاسد اجداد و فاسدہ جدات) کے قوانین بیان کریں۔

جواب: ذوی الفروض۔ عصبات اور ذوی الارحام کی قسم اول کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کی قسم ثانی کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

1۔ پہلا قانون:

ذوی الارحام کی قسم ثانی میں سے جو ذی رحم میت کے زیادہ قریب ہوگا وہی میت کے ترکے کا وارث ہوگا۔ اور جو بعید ہوگا وہ ترکہ سے محجوب رہے گا۔ مثلاً میت کا نانا میت کی نانی کے والد کی نسبت میت کے زیادہ قریب ہے لہذا میت کے نانا کی موجودگی میں نانی کا والد محجوب رہے گا۔ جیسے

مسئلہ 1

میــــــــــــــــــت

والدہ	والدہ
والد	والدہ
	والد
1	محجوب

2۔ دوسرا قانون:

ذوی الارحام کی قسم ثانی کے تمام افراد اگر درجہ میں برابر ہوں اور قرابت میں بھی برابر ہوں (قرابت میں برابری کا مطلب یہ ہے کہ تمام ذوی الارحام یا تو فقط میت کے والد کے ذریعہ سے میت تک پہنچتے ہوں یا فقط میت کی والدہ کے ذریعہ سے میت تک پہنچتے ہوں) نیز یہ کہ جن افراد کے ذریعہ سے وہ میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ افراد صفت ذکورۃ وانوثت میں بھی متفق ہوں تو ایسی صورت میں فروع کے ابدان پر 1/2 کے تناسب سے جائیداد تقسیم کی جائے گی اور اگر فروع میں فقط مذکر یا فقط مونث افراد ہوں تو ان میں ترکہ برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ مثلاً میت کے پسماندگان میں میت کی دادی کے والد کا والد اور میت کی دادی کے والد کی والدہ ہے تو ایسی صورت میں کل ترکہ کے 2 حصے میت کی دادی کے والد کے والد کو اور ایک حصہ میت کی دادی کے والد کو والدہ کو ملے گا۔ جیسے۔

مسئلہ 3

میت

والد	والد
والدہ	والدہ
والد	والد
والد	والدہ
2	1

3۔ تیسرا قانون:

اگر قسم ثانی کے ذوی الارحام کے تمام افراد درجے میں بھی مساوی ہوں اور

قرابت میں بھی متحد ہوں لیکن جن افراد کے ذریعہ سے وہ ذوی الارحام میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں ان کی صفت میں اختلاف پایا جائے تو جس بطن میں صفت ذکورۃ و انوثت کے اعتبار سے اختلاف پایا جائے اسی بطن میں ترکہ کو تقسیم کر دیا جائے اور پھر وہ حصہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میں بیان کردہ قانون کے مطابق موجود ذوی الارحام کو پہنچا دیا جائے۔ مثلاً

میت — مسئلہ 3

بطن اول	والد	والدہ ——(1)	
بطن ثانی	والد	والد ——(2)	
بطن ثالث	والدہ	والد ——(3)	
بطن رابع	والد	والد	(4)
	1	2	(5)

میت — مسئلہ 7 تص 35

والد	والد	والد	والد
والدہ	والد	والد	والد
والد	والد	والد	والد
والدہ	والد	والدہ	والد
والدہ	والد	والدہ	والدہ
5	6	8	16

4۔ چوتھا قانون:

اگر ذوی الارحام کی قسم ثانی کے تمام افراد درجے میں تو برابر ہوں لیکن ان کی قرابت میں اختلاف پایا جائے تو پھر جو ذی رحم میت کے باپ کے ذریعہ سے میت کی طرف منسوب ہوتا ہے اسے کل جائیداد کے 2 حصے دیئے جائیں گے۔ اور جو ذی رحم میت کی والدہ کے ذریعہ سے میت تک پہنچ رہا ہے سے کل جائیداد کا ایک حصہ دیا جائے۔

میت — مسئلہ 3

والد	والدہ
والدہ	والدہ
والد	والد
← والدہ	والدہ →
2	1

عمل: اس مثال کے بطن رابع میں دونوں ذوی الارحام کے درجے تو برابر ہیں لیکن قرابت میں اختلاف ہے لہذا میت کے والد کی طرف سے قرابت رکھنے والے شخص کو 2 حصے اور ماں کی طرف سے قرابت رکھنے والے شخص کو ایک حصہ دے دیا۔

وضاحت: ذوی الارحام اگر درجہ میں مساوی ہوں تو ابو سہیل فرائضی رحمۃ اللہ علیہ، ابو فضل خصاف رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن عیسیٰ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں ترکہ اس ذی رحم کو دیا جائے گا جو کسی ذی فرض کے واسطے سے میت کی طرف سے منسوب ہو لیکن سلیمان جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو علی بستی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس معیار کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

سوال: ذوی الارحام کی قسم ثالث کے قوانین بیان کریں۔

جواب: ذوی الفروض۔ عصبات، ذوی الارحام کی قسم اول اور قسم ثانی کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کی قسم ثالث میں ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ قسم ثالث کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

1۔ پہلا قانون:

ذوی الارحام کی قسم ثالث کا جو ذی رحم میت کے زیادہ قریب ہوگا وہی جائیداد کا وارث بنے گا۔ اور جو بعید ہوگا وہ محجوب رہے گا۔ مثلاً

مسئلہ 1

میت

سگی بہن	سگا بھائی
بیٹی	بیٹی
	بیٹا
1	0

عمل: اس صورت میں جائیداد کی وارثہ سگی بہن کی بیٹی (بھانجی) ہوگی کیونکہ یہ میت کے قریب ہے اور میت کی بھتیجی کا بیٹا محجوب رہے گا۔ کیونکہ یہ میت سے بعید ہے

2۔ دوسرا قانون:

ذوی الارحام کی قسم ثالث کے افراد اگر درجہ میں مساوی ہوں تو پھر عصبہ کا ولد (بیٹا، بیٹی) جائیداد کا وارث بنے گا اور ذی رحم کا ولد محجوب رہے گا۔ مثلاً

مسئلہ 1

	سگا بھائی	سگی بہن	
عصبہ ←	بیٹا	بیٹی	← ذی رحم
ولد عصبہ ←	بیٹی	بیٹا	← ولد ذی رحم
←	1	محجوب	

عمل: اس مسئلہ میں میت کے بھتیجے کی بیٹی کل جائیداد کی وارثہ ہوگی کیونکہ یہ بیٹی عصبہ (میت کا بھتیجا) کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہے جب کہ دوسری طرف میت کی بھانجی کا بیٹا جائیداد سے محجوب رہے گا۔ کیونکہ یہ بیٹا ذی رحم (میت کی بھانجی) کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے اور میت کی بھانجی ذوی الارحام میں شامل ہے۔

3۔ تیسرا قانون:

اگر ذوی الارحام کی تیسری قسم میت کے خیفی بہن بھائیوں کے واسطہ سے میت کی طرف منسوب ہو تو اس صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فروع کے ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے جائیداد کو تقسیم کیا جائے گا۔ اور اصول میں مسئلہ

چلانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا صورت میں ترکہ کی تقسیم اصول میں کی جائے گی اور اصول کو ملنے والا حصہ ان کے فروع کی طرف منتقل کیا جائے گا۔

چنانچہ ملاحظہ ہو ایک مختلف فیہ مثال

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کی نوعیت

مسئلہ 3

میت

خیفی بھائی	خیفی بہن
بیٹا	بیٹی
بیٹی	بیٹا
1	2

عمل: مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرع میں ترکہ کی تقسیم کرتے ہیں اور 1/2 کے قانون کے مطابق موجود ذی رحم مذکر کو 2 اور مونث کو ایک حصہ دیتے ہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کی نوعیت

مسئلہ 2

میت

خیفی بھائی	خیفی بہن
بیٹا	بیٹی
بیٹی	بیٹا
1	1

عمل: مذکورہ مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تقسیم جائیداد باعتبار اصول ہوگی اور سب سے پہلے ترکہ کو میت کے خنثی بھائی اور خنثی بہن میں برابر برابر تقسیم کریں گے اور یہ تقسیم مساوی ہوگی۔ کیونکہ خنثی بہن بھائی جائیداد میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور مذکر کو مونث سے دوگنا نہیں دیا جاتا۔

4۔ چوتھا قانون:

اگر ذوی الارحام کی قسم ثالث کے افراد درجہ میں برابر ہوں اور

1۔ ان میں سے کوئی بھی عصبہ کا ولد نہ ہو۔

2۔ یا سب کے سب ہی عصبات کی اولاد ہوں۔

3۔ یا ان میں سے بعض تو عصبات کی اولاد اور بعض اصحاب فرائض کی اولاد ہوں۔

تو مذکورہ بالا ان تین صورتوں میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تقسیم جائیداد کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اقوی کا اعتبار کرتے ہیں۔ (اگر قوت اور ضعف کے اعتبار سے مختلف ہوں تو ان میں سے قوی کا اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی عینی کو علی پر اور علی کو خنثی پر فوقیت ہوگی) اور اگر قوت اور ضعف میں برابر ہوں تو پھر 1:2 کے قانون کے تحت جائیداد تقسیم کی جائے اور اگر فقط مذکر یا مونث افراد ہوں تو جائیداد کو برابر تقسیم کیا جائے گا۔

اس چوتھے قانون کے مطابق حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مثالیں

مسئلہ 3

میت

سگا بھائی	سگا بھائی
بیٹی	بیٹی
بیٹی	بیٹا
1	2

یہ مثال ذوی الارحام کے والد عصبہ نہ ہونے کی صورت میں ہے

مسئلہ 2

میت

علی بھائی	علی بھائی
بیٹا	بیٹا
بیٹی	بیٹی
1	1

یہ مثال ذوی الارحام کے والد عصبہ ہونے کی صورت میں ہے

مسئلہ 1

میت

سگا بھائی	خیفی بھائی
بیٹی	بیٹی
1	محجوب

اس مثال میں ذوی الارحام کے بعض افراد والد عصبہ (سگے بھائی کی بیٹی) اور بعض ذوی الارحام والد ذی فرض ہیں خیفی بھائی کی بیٹی

اس تیسری مثال میں سگے بھائی کی بیٹی وارث بنے گی۔ کیونکہ یہ عصبہ کے واسطے میت کی طرف منسوب ہے اور یہ قوی ہے اور دوسری طرف خیفی بھائی کی بیٹی جائیداد سے محجوب رہے گی کیونکہ یہ ذی فرض کے واسطے سے میت تک پہنچ رہی ہے اور ذی فرض بہ نسبت عصبہ کے کمزور شمار ہوتا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فروع کے عدد اور اصول کی جہت کا اعتبار کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ اصول کو حصہ ملتا ہے وہ حصہ ان کی فروع میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک مسئلہ کی الگ الگ نوعیت ملاحظہ ہو۔

مسئلہ 4 امام ابو یوسف کے نزدیک — مسئلہ 3 سے 9 امام محمد کے نزدیک

میت

	سگا بھائی	علی بھائی	خیفی بھائی	سگی بہن		علی بہن		خیفی بہن	
	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹا	بیٹی
امام ابو یوسف کے نزدیک حصص	1	م	م	2	1	م	م	م	م
امام محمد کے نزدیک حصص	1	م	1/2	1		م	م	م	1/2
	3			3					

عمل

مذکورہ مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سگے بھائی اور سگی بہن کی فروع میں 1/2 کے تناسب سے ترکہ کو تقسیم کیا جائے گا۔ تو اس طرح مسئلہ 4 سے بنے گا۔ 4 میں سے 2 سگی بہن کے بیٹے کو اور ایک حصہ سگی بہن کی بیٹی کو ملے گا،۔ اور اسی طرح سگے بھائی کی بیٹی کو ایک حصہ ملے گا اور یہ مذکورہ مسئلہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح حل کیا جائے گا کہ تمام ترکہ کا 1/3 حصہ خیفی بہن بھائیوں کی اولاد میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ کیونکہ ان فروع کے اصول (خیفی بہن بھائی) تقسیم ترکہ میں برابر حصہ پائیں گے۔

لیکن حسب سابق سب سے پہلے فروع کا عدد اصول میں لایا جائے گا۔ تو جب خیفی بہن کو اس کی فرع کا عدد ملے گا تو گویا وہ دو خیفی بہنیں ہو جائیں گی ۔ اور دوسری طرف جب خیفی بھائی کو اس کی فرع کا عدد ملے گا تو وہ بدستور ایک خیفی بھائی ہی شمار کیا جائے گا اور چونکہ متعدد خیفی بہن بھائیوں کا حصہ کل جائیداد سے 1/3 مقرر ہے لہذا تمام ترکہ کا 1/3 حصہ خیفی بہن بھائیوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔

لیکن یہاں چونکہ عینی بھائی کو اس کی فرع کا عدد ایک ملا تو ایک بھائی قائم مقام 2 سگی بہنوں کے شمار ہوا اور جب عینی بہن کو اس کی فرع کا عدد 2 ملا تو وہ دو سگی بہنوں کے قائم مقام شمار کی جائیں گی ۔ لہذا اس مقام پر برابر برابر جائیداد تقسیم کی جائے گی۔ پھر ان کا حصہ ان کی فروع کو دیا جائے گا۔

سگے بھائی کا حصہ تو اسکی بیٹی کو بلا تقسیم بعینہ اسی طرح مل جائے گا۔ کیونکہ وہ

ایک ہی ہے لیکن سگی بہن کا حصہ 1/3 سگی بہن کی فروع کو 2:1 کے تناسب سے تقسیم ہوگا لیکن یہاں تصحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئے گی۔ اور تصحیح مسئلہ 9 ہوگا۔ کیونکہ اصل مسئلہ 3 سے بنا تھا۔ ان میں سے 1/3 تو خیفی بہن بھائیوں کی اولاد کو دیا گیا تھا جو ان میں پورا پورا تقسیم نہیں ہوا تھا اور بقیہ 2/3 حصہ سگے بہن بھائیوں کی اولاد کو دیا گیا تھا۔ 2/3 میں سے آدھا یعنی 1/3 حصہ تو سگے بھائی کی بیٹی کو مل گیا لیکن باقی آدھا حصہ 1/3 سگی بہن کے بیٹے اور بیٹی کے درمیان جب تقسیم کیا جانے لگا تو یہ 2 بہن بھائی 3 بیٹیوں کے قائم مقام نکلے۔ لہذا یہ حصہ یعنی 1/3 ان تین رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا۔ خیفی بہن بھائیوں کے رؤوس کے اور علی بہن بھائیوں کے رؤوس کے درمیان تماثل کی نسبت ہے تو دو مرتبہ میسر ہونے والے عدد 3 میں سے ایک عدد 3 کو اصل مسئلہ (3) میں ضرب دی تو یہ کل 9 حصے ہوئے اور یہی عدد 9 تصحیح مسئلہ ہے اور جب حصہ داروں کے حصے معلوم کیے جانے لگے تو عدد رؤوس 3 کو ہر حصہ دار کے اس حصہ سے ضرب دی جو اسے مسئلہ 3 سے ملا تھا۔

چونکہ خیفی بہن بھائیوں کو اصل مسئلہ 3 سے ایک حصہ ملا تھا۔ لہذا جب اسے 3 سے ضرب دی تو 3 حصے میسر ہوئے اہر ایک کو ایک ایک حصہ مل گیا ور عینی بہن بھائیوں کی اولاد کو 2 حصے ملے تھے۔ جب انہیں عدد رؤوس سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب 6 سے ان کا برابر حصہ برآمد ہوا۔

سوال: میت کے مندرجہ ذیل ذوی الارحام میں جائیداد کیسے تقسیم کی جائے گی۔

1۔ سگے بھائی کے بیٹے کی بیٹی
2۔ علی بھائی کے بیٹے کی بیٹی
3۔ خیفی بھائی کے بیٹے کی بیٹی

جواب: اس مسئلہ میں صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا اتفاق ہے کہ تمام ترکہ سگے بھائی کے بیٹے کی بیٹی کو دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ولد عصبہ اور اقوی بھی ہے۔

مسئلہ 1

میت

اخیافی بھائی	علاتی بھائی	سگا بھائی
بیٹا	بیٹا	بیٹا
بیٹی	بیٹی	بیٹی
0	0	1

سوال: ذوی الارحام کی قسم رابع کے قوانین بیان کریں۔

جواب: ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام کی قسم اول، ثانی اور قسم ثالث کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کی قسم رابع کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

1۔ پہلا قانون:

ذوی الارحام کی قسم رابع میں سے اگر فقط ایک ہی ذی رحم موجود ہو تو وہ میت کے تمام ترکہ کا وارث بنے گا۔ مثلا

مسئلہ 1

میت

پھوپھی

اس مثال میں چونکہ ایک ہی فرد ہے لہذا میت کے کل ترکہ کا وہی وارث ہوگا۔

2۔ دوسرا قانون:

جب ذوی الارحام کی قسم رابع میں اجتماعیت آجائے یعنی ایک سے زیادہ افراد پائے جائیں۔ بشرطیکہ ان کی قرابت متحد ہو تو اس صورت میں جو شخص قرابت

کے اعتبار سے قوی ہوگا وہی میت کے ترکہ کا وارث بنے گا اور جو شخص قرابت کے اعتبار سے قوی نہ ہوگا بلکہ ضعیف ہوگا وہ جائیداد سے محجوب رہے گا۔ مثلاً

باپ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسئلہ 1

میت

میت کی پھوپھی	باپ سگی بہن 1	باپ خیفی بھائی محجوب	میت کا خیفی چچا

اس مذکورہ مسئلہ میں کل جائیداد کی وارثہ میت کی سگی پھوپھی ہے۔ کیونکہ یہ قوت کے اعتبار سے باقی افراد کی نسبت قوی ہے اور اس کے قوی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ والد اور والدہ دونوں کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہے۔

والدہ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسئلہ 1

میت

میت کی سگی خالہ	والدہ سگی بہن 1	والدہ خیفی بھائی محجوب	میت کا خیفی ماموں

اس مذکورہ مثال میں کل جائیداد کی وارثہ میت کی سگی خالہ ہوگی۔ کیونکہ اسے قوت قرابت حاصل ہے اور اس کے مقابلہ میں میت کا خیفی ماموں محجوب ہوگا۔ کیونکہ وہ قرابت کے اعتبار سے کمزور ہے۔

3۔ تیسرا قانون

1۔ اگر ذوی الارحام کی قسم رابع کی جہت قرابت میں اتفاق ہو۔

2۔ موجودہ ذوی الارحام کی صفت ذکورۃ وانوثت میں اختلاط ہو۔

3۔ ان کی قوت قرابت بھی مساوی ہو۔

تو پھر تقسیم لذکر مثل حظ الانثیین (1/2) کے تحت عمل میں لائی جائے گی۔

باپ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسئلہ 3

میـــــــــــــــــــــت

میت کی خیفی پھوپھی	باپ خیفی بہن	باپ خیفی بھائی	میت کا خیفی چچا
	1	2	

عمل:

اس مذکورہ مسئلہ میں جہت قرابت میں اتفاق ہے۔ (میت کا خیفی چچا اور میت کی خیفی پھوپھی دونوں میت کے باپ کے واسطہ سے میت تک پہنچ رہے ہیں) اور موجودہ ذوی الارحام کی صفت ذکورۃ وانوثت میں بھی اختلاط ہے۔ (ایک طرف میت کا خیف چچا اور دوسری طرف میت کی خیفی پھوپھی ہے) اور ان موجود ذوی الارحام کی قوت قرابت میں بھی مساوات ہے۔

(خیفی چچا اور خیفی پھوپھی دونوں میت کے باپ کے خیفی بہن بھائی ہیں)

لہذا جائیداد کو موجود ذوی الارحام کے درمیان 1/2 کے مطابق تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یعنی میت کے خیفی چچا کو کل جائیداد سے 2/3 اور میت کی خیفی پھوپھی کو جائیداد سے 1/3 حصہ دیا گیا ہے۔

والدہ کی طرف سے قرابت کی مثال

مسئلہ 3

میت

میت کی علی خالہ	والدہ علی بھائی	والدہ علی بھائی	میت کا علی ماموں
	1	2	

4۔ چوتھا قانون:

اگر ایک جہت قرابت میں اختلاف ہو (قسم رابع کے بعض ذوی الارحام میت کے والد کی جانب سے میت تک پہنچ رہے ہوں اور بعض ذوی اارحام میت کی والدہ کی طرف سے میت تک پہنچ رہے ہوں) تو اس صورت میں جو ذی رحم میت کے والد کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے اسے کل جائیداد کا ثلثان (2/3) دیا جائے گا۔ اور جو ذی رحم میت کی والدہ کی طرف سے میت تک پہنچتا ہے اسے کل جائیداد کا ثلث (1/3) دیا جائے گا۔ اور ایسے مسئلہ میں قوت قرابت کا اعتبار نہ ہو گا۔ مثلاً

مسئلہ 3

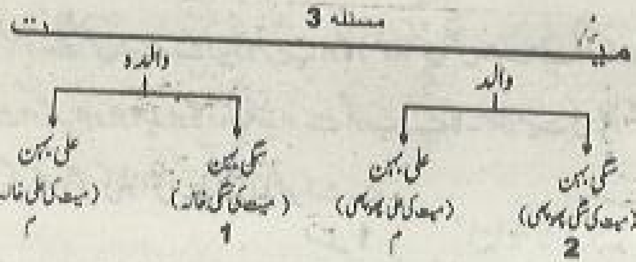
میت

میت کی خیفی خالہ	والدہ خیفی بہن	والد سگی بہن	میت کی سگی پھوپھی
	1	2	

عمل:

مذکورہ مسئلہ میں میت کی سگی پھوپھی اور میت کی خیفی خالہ جہت قرابت میں مختلف ہیں (میت کی سگی پھوپھی میت تک میت کے باپ کے واسطہ سے پہنچتی ہے)

لہذا میت کی سگی پھوپھی کو جو کہ باپ کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہے اسے کل جائیداد کا ثلثان 2/3 اور میت کی خیفی خالہ کو جو کہ میت کی والدہ کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہے اسے کل جائیداد سے ثلث 1/3 دیا اور مسئلہ 3 سے بنا۔



عمل: مذکورہ بالا مسئلہ میں ذوی الارحام کی قسم رابع کے وہ افراد جو کہ والد کے واسطہ سے میت تک پہنچتے ہیں (میت کی سگی پھوپھی اور علی پھوپھی) انہیں کل جائیداد کا ثلثان 2/3 حصہ منتقل کیا گیا اور وہ افراد جو میت کی والدہ کے واسطہ سے میت تک پہنچتے ہیں (میت کی سگی خالہ اور علی خالہ) انہیں کل جائیداد کا ثلث 1/3 منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد ثلثان 2/3 حصہ میت کی سگی پھوپھی کو دے دیا گیا اور میت کی علی پھوپھی محجوب ٹھہری کیونکہ قانون یہ ہے۔ "واذا اجتمعو او کان حیز قرابتھم متحدا فالاقوی منھم اولیٰ بالاجماع" ترجمہ: جب کئی افراد جمع ہو جائیں اور انکی جہت قرابت متحد ہو تو بالاجماع ان افراد میں سے اقوی شخص جائیداد کا وارث ہوگا۔

سوال: قسم رابع کی اولاد سے متعلق قوانین بیان کریں۔

جواب: ذوی الفروض۔ عصبات اور ذوی الارحام کی قسم اول، ثانی، ثالث اور انکی

اولاد اور قسم رابع کی عدم موجودگی میں قسم رابع کی اولاد میت کی جائیداد کی وارث بنے گی۔ اس کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

1۔ پہلا قانون:

جو شخص میت کے زیادہ قریب ہوگا (خواہ کسی بھی جہت سے ہو) وہ جائیداد کا وارث ہوگا۔ اور جو بعید ہوگا وہ جائیداد سے محجوب رہے گا۔ مثلاً میت کی پھوپھی کی بیٹی میت کی پھوپھی کی نواسی سے اولیٰ بالمیراث ہے۔

مسئلہ 1

میت	
پھوپھی	پھوپھی
بیٹی	بیٹی
	بیٹی
1	محجوب

عمل:

اس مذکورہ مثلا میں میت کی پھوپھی کی بیٹی کل جائیداد کی وارث بنی کیونکہ یہ درجہ کے اعتبار سے میت کے زیادہ قریب ہے اور پھوپھی کی نواسی محجوب رہی۔ کیونکہ وہ بہ نسبت بیٹی کے بعید ہے۔

2۔ دوسرا قانون:

اگر درجہ کے اعتبار سے مساوات پائی جائے اور ان موجود ذوی الارحام کی جہت قرابت بھی متحد ہو تو اس صورت میں جس فرع کی قرابت میں قوت ہوگی وہ فرع

جائیداد کی وارث بنے گی۔ مثلاً میت کی سگی پھوپھی کی بیٹی میت کی علاتی پھوپھی کی بیٹی کے مقابلہ میں قوت قرابت رکھنے کی وجہ سے میت کے تمام ترکہ کی وارثہ ہوگی۔

مسئلہ 1

میــــــــــــــت

میت کی علاتی پھوپھی	علاتی بہن	سگی بہن	میت کی سگی پھوپھی
	والد	والد	
	بیٹی	بیٹی	
	محجوب	1	

3۔ تیسرا قانون:

ذوی الارحام کی قسم رابع کی اولاد کے افراد اگر

1۔ درجہ کے اعتبار سے مساوی ہوں۔

2۔ قوت میں بھی مساوی ہوں۔

3۔ جہت قرابت میں بھی متحد ہوں۔

تو اس صورت میں عصبہ کا ولد (بیٹا، بیٹی) جائیداد کا وارث ہوگا۔ مثلاً میت کے سگے چچا کی بیٹی میت کی سگی پھوپھی کے بیٹے کے مقابلہ میں جائیداد کی وارثہ بنے گی۔ کیونکہ یہ عصبہ کی بیٹی ہے۔

مسئلہ 1

میــــــــــــــت

ذی رحم ←	سگی پھوپھی	سگا چچا	← عصبہ
	↓	↓	
ولد ذی رحم ←	بیٹا	بیٹی	← ولد عصبہ
	م	1	

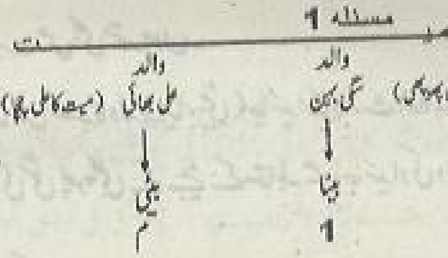
4۔ چوتھا قانون:

قسم رابع کی اولاد کے افراد اگر

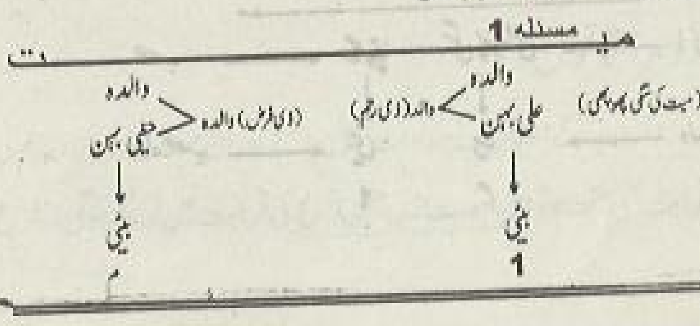
1۔ درجہ میں مساوی ہوں۔

2۔ جہت قرابت میں بھی متحد ہوں لیکن موجود ذوی الارحام میں سے کوئی ایک کسی عینی شخص کا ولد ہو اور دوسرا علی شخص کا ولد ہو یا صرف خیفی شخص کا ولد ہو تو ایسی صورت میں وہ ذی رحم جائیداد کا وارث ہوگا جو میت تک میت کے کسی عینی شخص کے واسطہ سے پہنچ رہا ہو۔ جو کہ میت کا علی یا خیفی تعلق دار ہو جو جائیداد سے محجوب رہے گا۔ مثلاً سگی پھوپھی کا بیٹا علی چچا کی بیٹی کے مقابلہ میں جائیداد کا وارث ہوگا۔ کیونکہ سگی پھوپھی کا بیٹا بہ نسبت علی چچا کی بیٹی کے زیادہ قوت قرابت رکھتا ہے۔

والد کی طرف سے قرابت کی مثال



والدہ کی طرف سے قرابت کی مثال



عمل۔

اس مذکورہ مسئلہ میں میت کی علی خالہ کی بیٹی جائیداد کی وارثہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں قوت زیادہ ہے (قوت کے زیادہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میت کے علی رشتہ دار کی فرع ہونیکی وجہ سے درمیان میں مذکر (میت کے نانا) کا واسطہ آتا ہے) جبکہ میت کے خیفی رشتہ دار کی فرع جائیداد سے محروم رہی کیونکہ یہ بیٹی قوت قرابت میں کمزور ہے (قوت قرابت میں کمزور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ میت کے خیفی رشتہ دار کی فرع ہونگی وجہ سے درمیان میں مونث یعنی میت کی نانی کا واسطہ آتا ہے)

وضاحت۔

(1)۔ بعض علمائے کرام نے میت کی خیفی خالہ کی بیٹی کو جائیداد کا وارث قرار دیا ہے کیونکہ یہ ذی فرض (میت کی نانی) کے واسطہ سے میت تک پہنچ رہی ہے۔

(2) مذکورہ بالا تمام مسائل اس اعتبار سے تھے کہ ذوی الارحام کی قسم رابع کی اولاد میں قرابت کے اعتبار سے مساوات تھی اور جہت قرابت بھی متحد تھی۔ اب اس قسم رابع کی اولاد میں جہت قرابت میں عدم اتحاد کا قانون ملاحظہ ہو۔

5 پانچواں قانون۔

جب ذوی الارحام کی چوتھی قسم کی اولاد جہت قرابت میں مختلف ہو تو اس صورت میں قوت قرابت کا اعتبار نہ کیا جائے گا یعنی جو میت کے باپ کے واسطہ سے میت تک پہنچے گا اسے کل جائیداد کا ثلثان (2/3) دیا جائیگا اور جو میت کی والدہ کے

واسطہ سے میت تک پہنچے گا اس کل جائیداد کا ثلث (1/3) حصہ دیا جائیگا۔

مسئلہ 3

میــــــــــــــت

میت کی پھوپھی

والد
سگی بہن
بیٹی
2/3
2

والدہ
لی بہن
بیٹی
1/3
1

میت کی علی خالہ

عمل۔

مذکورہ بالا مثال میں میت کی سگی پھوپھی کی بیٹی کو کل جائیداد کا ثلثان (2/3) اور دوسری طرف میت کی علی خالہ کی بیٹی کو کل جائیداد کا ثلث (1/3) حصہ دیا گیا۔ کیونکہ اس مثال میں جہت قرابت میں اختلاف تھا یعنی ثلثان (2/3) حصہ پانے والی وارثہ میت کے باپ کے واسطہ سے میت تک پہنچی ہے اور ثلث (1/3) حصہ پانے والی میت کی والدہ کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہے۔

سوال: جب ذوی الارحام کی قسم رابع کی فروع میں تعدد پایا جائے اور جہتیں بھی مختلف ہوں تو پھر جائیداد کی تقسیم کیسے کی جائیگی؟

جواب: ذوی الارحام کی قسم رابع کی فروع جب متعدد ہوں تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ اور امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان مسئلہ کے حل کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

(1) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کا حل۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق جو حصہ ہر فریق کو ملے گا (جو باپ کی طرف سے ہوگا اسے ثلثان (2/3) اور جو ماں کی طرف سے ہوگا اسے ثلث (1/3) حصہ ملے گا) وہ ان کی فروع پر جہت کے تعدد کا اعتبار کرتے ہوئے تقسیم کر دیا جائیگا۔ مثلاً

مسئلہ 3 تصحیح 30

میت

بطنِ اول ←	علی پھوپھی	علی پھوپھی	علی چچا	علی خالہ	علی خالہ	علی ماموں
بطنِ ثانی ←	بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹا	بیٹی
بطنِ ثالث ←	2 بیٹے		2 بیٹیاں	2 بیٹیاں		2 بیٹے
4x2	2		2 بیٹے	بیٹا		4 بیٹے
(3)	10		10	2		8

عمل۔

کل جائیداد کا ثلثان (2/3) والد کی طرف سے موجود ذوی الارحام کے فریق کو اور ثلث (1/3) والدہ کی طرف سے موجود ذوی الارحام کے فریق کو دیا گیا تو مسئلہ 3 سے بنا۔ باپ کے فریق کو جو دو حصہ مل چکا تھا۔

جب اسے موجود ذوی الارحام کے افراد پر تقسیم کرنے لگے تو ان افراد کے رؤوس 4 ہوئے۔ (وہ 4 رؤوس اس طرح ہوئے کہ باپ کے فریق میں آخر میں موجود 2 بیٹیوں کو 2 طرفوں سے قرابت ہوئی لہٰذا یہ چار بیٹیاں شمار کی گئیں اختصار کی

خاطر ان 4 بیٹیوں کو 2 بیٹے قرار دے دیا گیا تو اسطرح 2 بیٹے یہ والے اور 2 بیٹے دوسری طرف اسی جہت میں میت کی علی پھوپھی کی بیٹی کے 2 بیٹے شمار کیے گئے تو کل رؤوس 4 ہوئے)۔

پھر فریق والد کے حصہ 2 اور ان 4 رؤوس کے درمیان نسبت نکالی تو تداخل کی نسبت نکلی۔ اسے توافق نصفی کی جگہ رکھا گیا تو 2 رؤوس بہر حال خود ہوئے پھر جب فریق والدہ کیطرف آئے تو حصہ ایک اور رؤوس 5 ہیں (رؤوس 5 اسطرح ہیں کہ میت کے علی ماموں کی بیٹی کی جہت سے 2 بیٹے اور علی خالہ کے بیٹے کی طرف سے ۲ بیٹے اور علی خالہ کی بیٹی کی طرف سے 2 بیٹیاں جو کہ ایک بیٹے کے قائم مقام ہیں تو اسطرح یہ کل 5 رؤوس ہوئے اور حصہ ایک ہوا) ان کے درمیان تباین کی نسبت نکلی تو 5 رؤوس بہر حال خود رہے تو فریق اول کے محفوظ رؤوس 2 اور فریق ثانی کے رؤوس 5 کے درمیان تباین کی نسبت نکلی۔

جب انہیں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب 10 ہوئے۔ پھر اس حاصل 10 کو اصل مسئلہ کے عدد 3 سے ضرب دی تو 30 میسر ہوئے تو اسطرح تصحیح مسئلہ 30 سے ہوا پھر 10 (یہ وہی 10 ہیں جو رؤوس کو رؤوس کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ہوئے تھے) کو ہر فریق کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب اس فریق کا حصہ ٹھہرا۔

جب 10 کو فریق والد کے حصہ 2 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 20 ہوئے پھر بطن ثالث کے 2 بیٹوں اور 2 بیٹیوں (جو کہ پہلے 4 شمار کی گئیں تھیں اور پھر اختصار کیلئے انہیں 2 بیٹے قرار دیا تھا) کے درمیان تقسیم کیا تو 10 حصے میت کی علی

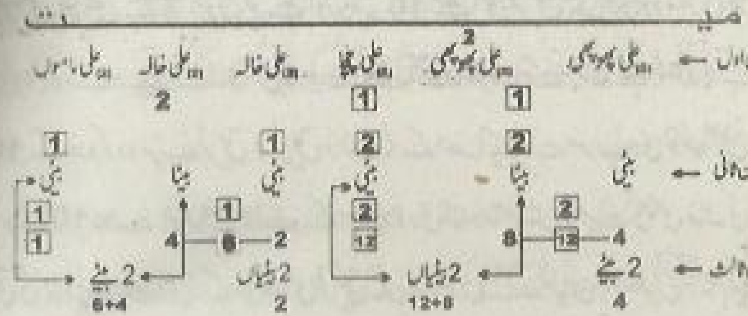
پھوپھی کی بیٹی کے 2 بیٹوں کو ملے اور بقیہ 10 حصے اسی فریق میں موجود آخری 2 بیٹیوں کو دے دیئے گئے۔ (جن کا میت کے ساتھ دوطرف سے رشتہ ہے) اور جب 10 کے عدد کو دوسرے فریق (فریق والدہ) کے حصہ ایک سے ضرب دی تو حاصل ضرب 10 ہوئے جو کہ بطن ثالث کے موجود ذوی الارحام میں (میت کی علی خالہ کی بیٹی کی 2 بیٹیوں اور اس کے ساتھ اسی فریق میں 2 بیٹوں کے درمیان) اسطرح تقسیم کیا کہ آخر میں موجود ہر فرد کو 10 میں سے 2 حصے ملے۔

تو اس فریق کی آخر میں موجود 2 بیٹیوں کو 10 میں سے 2 حصے ملے (کیونکہ مسئلہ کو مختصر کرنے کیلئے ان 2 بیٹیوں کو ایک بیٹا شمار کیا تھا) اور اسکے ساتھ اسی فریق میں موجود 2 بیٹوں کو 10 میں سے 8 حصے ملے کیونکہ ان 2 بیٹوں کا عدد میت کی دوطرفوں سے نسبت ہونیکی وجہ سے 4 ہو چکا تھا۔

(2) حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ کا حل

حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مذکورہ مسئلہ اس طرح حل کیا جائیگا کہ بطن اول میں (جہاں صفت ذکورۃ وانوثت میں اختلاف ہوگا) عدد فروع والا اور جہت اصل کی شمار کی جائے۔ اسطرح پہلے مختلف فیہ بطن میں جائیداد کو تقسیم کیا جائے گا اور پھر حسب سابق بطن اول والا حصہ بعینہ ماتحت بطون کو منتقل کر دیا جائیگا۔

لہٰذا سابقہ مسئلہ جو امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک پہلے 3 سے اور بعد تصحیح 30 سے بنا تھا وہ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک پہلے 3 سے پھر 6 سے اور پھر بالاخر بعد تصحیح 36 سے بنے گا۔ مثلا



	حصہ	رؤوس
	1	2
فریق والد	2	3
فریق والدہ	1	3
	1	2

عمل

مذکورہ بالا مسئلہ کے پہلے بطن میں صفت ذکورۃ وانوثت مختلف تھی ۔ لہٰذا میت کے ترکہ کو اسی بطن میں تقسیم کیا گیا لیکن عدد فرع والا (بطن ثالث والا) اور جہت اصل والی استعمال کی گئی تو جب ایک علی چچا کے ساتھ اس کی فرع (2 بیٹیوں) کا عدد لگا تو ایک علی چچا 2 علی چچوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور اسی بطن میں اس کے ساتھ ہی موجود علی پھوپھی کے ساتھ اس کی فرع (2 بیٹوں) کا عدد لگا تو اس علی پھوپھی کو 2 علی پھوپھیوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور اس علی پھوپھی کے ساتھ ہی اس بطن میں بالکل دائیں جانب لکھی ہوئی علی پھوپھی کے سات اس کی فرع (2 بیٹوں) کا عدد اس علی پھوپھی کو بھی دیا گیا تو وہ ایک علی پھوپھی 2 علی پھوپھیوں کے قائم مقام شمار کی گئی پھر اختصار کی خاطر 2 چچوں کو (جو فریق والد میں موجود 4 پھوپھیوں کے قائم مقام ہیں) الگ کر کے ایک چچا شمار کیا گیا اسی فریق والد میں 4 پھوپھیوں کو 2 چچوں کے قائم

مقام شمار کیا گیا پھر اختصار کی خاطر انہیں ایک چچا شمار کرلیا گیا۔

گویا اس طرح کل جائیداد کا ثلثان (2/3) حصہ میں سے آدھا ایک علی چچا کو ملا (جو کہ دو علی چچوں سے مختصر کیا گیا ہے) اور ثلثان (2/3) کا بقیہ آدھا حصہ اسی فریق میں دوسرے علی چچا کو ملا (جو کہ 4 علی پھوپھیوں کی جگہ شمار کیا گیا تھا دوسری طرف فریق والدہ میں جب علی ماموں کے ساتھ اس کی فرع (2 بیٹوں) کا عدد لگا تو اس ماموں کو 2 علی ماموں شمار کیا گیا پھر اسی فریق میں ساتھ ہی علی خالہ کے ساتھ اس کی فرع (2 بیٹوں) کا عدد لگا تو ایک علی خالہ 2 خالائیں شمار کی گئیں اور جب اس فریق والدہ میں سے دوسری علی خالہ کے ساتھ اس کی فرع (2 بیٹیوں) کا عدد لگا تو اسے بھی 2 علی خالہ کے قائم مقام شمار کیا گیا اس کے بعد فریق والد کی طرح مسئلہ کو مختصر کرنے کی غرض سے 2 علی ماموؤں کو ایک ماموں شمار کیا گیا اور 4 علی خالاؤں کو بھی ایک ماموں کے قائم مقام شمار کیا گیا۔

پھر والد کی طرف سے رشتہ داروں (پھوپھیوں اور چچوں) کو ثلثان (2/3) پھر والدہ کی طرف سے رشتہ داروں (ماموں اور خالاؤں) کو کل جائیداد کا ثلث (۱/۳) حصہ دیا گیا۔ اسطرح مسئلہ 3 سے بنا۔ ان 3 میں سے 2 حصے فریق والد کو ملے اور ایک حصہ فریق والدہ کو ملا۔ جب فریق والد کا حصہ 2 علی پھوپھیوں (جنہیں اختصار مسئلہ کی خاطر ایک چچا شمار کیا گیا تھا) کے درمیان تقسیم کیا تو علی پھوپھیوں کو بھی ایک حصہ ملا اور علی چچے کو بھی ایک حصہ ملا۔ دوسری طرف فریق والدہ کو جو ایک حصہ ملا تھا وہ اس فریق کے 2 رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا۔ لہٰذا تصحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئی۔ 2 رؤوس (ایک راس خالاؤں کا دوسرا راس ماموؤں کا) اور ان کے حصہ ایک میں تباین

کی نسبت نکلی تو 2 رؤوس بہر حال خود ہوئے جب انہیں اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب 6 ہوئے جو کہ تصحیح مسئلہ ہے پھر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے عدد رؤوس 2 کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب اس فریق کا حصہ ہوا۔

جب عدد رؤوس 2 کو پھوپھیوں کے حصہ ایک سے ضرب دی تو پھوپھیوں کو 6 میں سے 2 حصے ملے اور اسی طرح جب ان دو کو چچے کے حصہ ایک کے ساتھ ضرب دی تو علی چچا کو 6 میں سے 2 حصے ملے (اس طرح فریق والد کو 6 میں سے 4 حصے ملے) دوسری طرف فریق والدہ کو جو ایک حصہ ملا تھا جب 2 کو اس حصہ سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب 2 خالاؤں اور ایک ماموں کا حصہ ہوا (اس طرح فریق والدہ کو 6 میں سے 2 حصے ملے) اس کے بعد پھوپھیوں کو حاصل ہونے والے حصہ 2 کو جب بطن ثانی میں تقسیم کرنے لگے تو اس بطن میں کل 3 رؤوس ہوئے (وہ اس طرح کہ جب بطن ثانی میں موجود بیٹے کے ساتھ بطن ثالث کی 2 بیٹیوں کا عدد لگایا گیا تو بطن ثانی کا ایک بیٹا 2 بیٹوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور جب بطن ثانی کی ایک بیٹی کے ساتھ بطن ثالث کے دو بیٹوں کا عدد لگایا گیا تو بطن ثانی کی ایک بیٹی 2 بیٹیوں کے قائم مقام شمار کی گئی جسے اختصار مسئلہ کی خاطر ایک بیٹا قرار دے دیا گیا۔ اس طرح کل 3 رؤوس ہوئے) اب ان 3 رؤوس اور ان کے حصص 2 کے درمیان تباین کی نسبت نکلی ۔لہٰذا 3 رؤوس بہر حال خود ہوئے۔ اسی فریق والد میں پھوپھیوں کے ساتھ جو علی چچا کو حصہ 2 ملا تھا وہ حصہ بعینہ اس کی فرع (بطن ثانی کی وہ بیٹی جو علی چچا کے نیچے بالمقابل ہے) کو پہنچ گیا۔ کیونکہ یہ ایک بیٹی علی چچا کے تحت ایک ہی فریق ہے۔

اس وقت تک فریق والد کے بطن ثانی میں 6 میں سے 2 حصے میت کی علی

پھوپھیوں کے حوالہ سے ان کے ماتحت افراد تک پہنچ چکے ہیں اور 2 حصے علی چچا کے واسطہ سے بطن ثانی میں موجود اس کے ماتحت فرد واحد تک پہنچ چکے ہیں۔ اس مسئلہ کی دوسری جانب (فریق والدہ) میں خالات کو حصہ (ایک) ملا تھا۔ اب اس ایک حصہ کو بطن ثانی میں تقسیم کرنے لگے تو کل 3 رؤس ہوئے (وہ 3 رؤس اسطرح بنے کہ فریق والدہ میں دوسری علی خالہ کے بیٹے کے ساتھ جب اسکی فرع (بطن ثالث میں موجود دو بیٹوں) کا عدد 2 لگایا تو یہ ایک بیٹا 2 بیٹیوں کے قائم مقام شمار کیا گیا اور جب فریق والدہ کی پہلی علی خالہ کی بیٹی کے ساتھ اس کی فرع (بطن ثالث کی دو بیٹیوں) کا عدد لگایا تو یہ بطن ثانی کی ایک بیٹی 2 بیٹوں کے قائم مقام شمار ہوئی تو مسئلہ کو مختصر کرنے کی خاطر ان 2 بیٹیوں کو ایک بیٹا بنا لیا گیا۔ اسطرح فریق والدہ کے دوسرے بطن میں علی خالاؤں کی فرع کا عدد 3 ہوا)۔

اب ان 3 رؤس پر ان کا حصہ ایک (جو انہیں میت کی خالاؤں کیطرف سے ملا تھا) پورا پورا تقسیم نہیں ہوا۔ لہٰذا تصحیح مسئلہ کی ضرورت پیش آئی تو جب سہام اور رؤس میں نسبت دی گئی تو تباین کی نسبت نکلی۔ لہٰذا کل عدد رؤس 3 برحال خود رہا اور اسی فریق والدہ میں جب میت کے ماموں کا حصہ اس کی بیٹی کے واسطہ سے بطن ثالث کے 2 بیٹوں کو دیا گیا۔ تو یہاں بھی حصہ پورا پورا تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے تصحیح کی ضرورت پیش آئی۔

جب حصہ ایک اور رؤس 2 کے درمیان نسبت دی گئی تو تباین کی نسبت نکلی۔ لہٰذا کل عدد رؤس 2 بہر حال خود رہا۔ پھر رؤس کو رؤس مین نسبت دی گئی تو 3 رؤس (جو کہ فریق والد کے بطن ثانی میں علی پھوپھیوں کے حوالہ سے بن رہے تھے) اور فریق

والدہ کے بطن ثانی میں 3 رؤوس (جو کہ فریق والدہ کے بطن ثانی میں علی خالاؤں کے حوالہ سے بن رہے تھے) کے درمیان تماثل کی نسبت نکلی لہٰذا ان میں سے ایک عدد 3 کو محفوظ کرلیا اس کے بعد اس عدد کو عدد رؤوس سے نسبت دی تو ان میں تباین کی نسبت نکلی تو پھر کل عدد رؤوس 3 کو کل عدد رؤوس 2 کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب 36 ہوا جو کہ تصحیح مسئلہ ہے۔

پھر 6 کے عدد کو ہر فریق کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ہوا تو اس طرح بطن ثانی میں میت کی علی پھوپھی کی فرع کو 36 میں سے 12 حصے ملے (کیونکہ پہلے علی پھوپھیوں کی فرع کو 6 میں 2 حصے ملے تھے لہٰذا موجودہ 6 کو جب ان کے حصہ 2 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 12 ہوا) اسی طرح علی چچا کی فرع کو بھی 12 حصے ملے اور دوسری طرف (فریق والدہ) میں بطن ثانی میں جائیداد تقسیم ہوئی تو اس فریق میں علی خالاؤں کی فرع کو پہلے سے ایک حصہ مل چکا تھا لہٰذا جب ان کے حصہ ایک کے ساتھ 6 کو ضرب دی گئی تو حاصل ضرب 6 ہوئے اسی طرح میت کے علی ماموں کی فرع کو جو ایک حصہ ملا تھا جب اسکے ساتھ بھی 6 کو ضرب دی گئی تو حاصل ضرب 6 اس کا حصہ ہوا۔

بطن ثانی میں جائیداد تقسیم کرنے کے بعد جب ہم تقسیم ترکہ کی خاطر بطن ثالث میں پہنچے تو فریق والد کی طرف سے آخر میں موجود 2 بیٹیوں کو میت کے علی چچا کی بیٹی کے واسطہ سے 12 حصے مل گئے (یہ وہی 12 حصے ہیں جو کہ علی چچا کی بیٹی کو بطن ثانی میں ملے تھے) انہیں 2 بیٹیوں کو میت کی علی پھوپھی کے بیٹے کے واسطہ سے 8 حصے ملے (یہ وہی 8 حصے ہیں جو بطن ثانی میں میت کی علی پھوپھی کے بیٹے کو 12 میں

سے 8 ملے تھے) اور وہ اس طرح کہ جب بطن ثانی میں بیٹے کے ساتھ بطن ثالث کی 2 بیٹیوں کا عدد لگایا گیا تو وہ 2 بیٹے شمار کیے گئے تھے اور جب بطن ثانی کی ایک بیٹی کے ساتھ بطن ثالث کی 2 بیٹیوں کا عدد لگایا گیا تو وہ 2 بیٹیاں شمار کی گئی تو اس طرح یہ کل 6 رؤوس قرار پائے۔

اور جب ان 6 رؤوس میں 12 کو تقسیم کیا گیا تو 8 بیٹے کو اور 4 حصے بیٹی کو ملے تھے) فریق والد کے بطن ثالث میں علی پھوپھی کی بیٹی کے 2 بیٹوں کو 36 میں سے 4 حصے ملے (اور یہ وہی 4 حصے ہیں جو کہ بطن ثانی میں میت کی علی پھوپھی کی بیٹی ملے تھے) تو گویا فریق والد کے بطن ثالث میں 2 بیٹوں کو 36 میں سے 4 اور 2 بیٹیوں کو 36 میں سے 20 حصے ملے اس طرح فریق والد کو مجموعی طور پر 36 میں سے 24 حصے ملے۔

دوسری طرف فریق والدہ کے بطن ثالث میں موجود 2 بیٹیوں کو 36 میں سے 2 حصے ملے اور 2 بیٹوں کو 36 میں سے 4 حصے ملے (اور یہ 4 وہی ہیں جو کہ فریق والدہ کے بطن ثانی میں موجود میت کی علی خالہ کے بیٹے کو پہلے ملے تھے) اور انہی 2 بیٹوں کو مزید 6 حصے میت کے علی ماموں کی بیٹی کی طرف سے ملے تو اس طرح بطن ثالث میں فریق والدہ کو مجموعی طور پر 36 میں سے 12 حصے ملے تو اس طرح بطن ثالث میں فریق والد کے 2 بیٹوں کو 4 اور 2 بیٹیوں کو 20 حصے ملے اور دوسری طرف فریق والدہ کے بطن ثالث میں موجود 2 بیٹیوں کو 2 حصے اور 2 بیٹوں کو کل 10 حصے ملے۔

سبق نمبر 16

خنثیٰ کا بیان

سوال: خنثیٰ کی تعریف بیان کریں؟

جواب: خنثیٰ فعل کے وزن پر خنث سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نرمی وانعطاف ،اور خنثیٰ کو خنثیٰ بھی اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ لچک اور کسر رکھتا ہے۔

سوال۔ خنثیٰ کی پہچان کا کیا طریقہ ہے؟

جواب خنثیٰ کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ خنثیٰ محض 2۔ خنثیٰ مشکل

1۔ خنثیٰ محض

خنثیٰ محض کی پہچان تو آسان ہے کہ آیا اس خنثیٰ محض کو مذکر میں شامل کیا جائے یا مؤنث میں شمار کیا جائے چونکہ مخصوص علامتوں میں سے اگر کوئی علامت مذکر کی پائی جائے گی تو اس خنثیٰ کو مذکر شمار کیا جائے گا۔

1۔ اگر کوئی خنثیٰ مردانہ آلہ تناسل سے پیشاب کرتا ہو تو اس خنثیٰ کو مذکر شمار کیا جائے گا۔اور اگر زنانہ آلہ تناسل سے پیشاب کرتا ہو تو اسے مؤنث شمار کیا جائے گا۔

2۔ اگر وہ خنثیٰ مردانہ اور زنانہ دونوں آلات تناسل سے پیشاب کرتا ہو تو صاحبین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک اسبق کو دیکھا جائے گا یعنی جس آلہ تناسل سے وہ پہلے پیشاب کرے گا اسی نوعیت کا فرد شمار کیا جائے گا۔ جب کہ امام ابو حنیفہ

رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔

3۔ اگر پیشاب میں مساوات ہو تو صاحبین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین بھی خاموشی فرماتے ہیں۔

وضاحت۔

مذکورہ بالا صورتیں خنثیٰ کے بالغ ہونے سے پہلے کی ہیں یعنی جب یہ دیکھنا مطلوب ہو کہ نابالغ خنثیٰ کو مذکر شمار کیا جائے یا مونث شمار کیا جائے تو مذکورہ بالا صورتوں کا جائزہ لیا جائے اور جب کسی بالغ خنثیٰ کو دیکھنا ہو کہ یہ مذکر ہے یا مونث تو پھر مندرجہ ذیل صورتوں کا جائزہ لیا جائے۔

1۔ اگر وہ خنثیٰ آلہ مذکر سے جماع کرتا ہو یا اس کے چہرے پر داڑھی ہو یا مردانہ آلہ تناسل سے احتلام ہوتا ہو تو اسے مذکر شمار کیا جائے گا اور اسے مذکر ہی کے مطابق جائیداد دی جائے گی۔

2۔ اگر وہ خنثیٰ زنانہ آلہ تناسل سے جماع کراتا ہے یا زنانہ آلہ تناسل سے اسے احتلام آتا ہو یا اس کے عورتوں کی طرح پستان بڑھ چکے ہوں یا اسے حیض آتا ہو یا حمل ظاہر ہو جائے تو ان صورتوں میں خنثیٰ کو مونث سمجھا جائے گا۔

2۔ خنثیٰ مشکل

خنثیٰ مشکل وہ خنثیٰ ہے کہ جس میں مندرجہ ذیل تین علامتوں میں سے کوئی ایک علامت پائی جائے۔

1۔ پیشاب اور مادہ تولید تو مردانہ آلہ تناسل سے نکلے لیکن ماہ کے آخر میں

اسے حیض بھی آئے۔

2۔ پیشاب تو زنانہ آلہ تناسل سے کرے لیکن مادہ تولید مردانہ آلہ تناسل سے خارج کرے۔

3۔ اسطرح اگر کسی خنثیٰ میں نہ تو زنانہ آلہ تناسل ہو اور نہ ہی مردانہ آلہ تناسل ہو لیکن وہ پیشاب ناف کے راستہ سے کرے۔

خنثیٰ مشکل کا حکم۔

خنثیٰ مشکل کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ خنثیٰ کو اقل النصیبین دیا جائے۔ لہٰذا خنثیٰ کو ایک مرتبہ مذکر اور دوسری مرتبہ مونث شمار کر کے الگ مسئلہ نکالا جائے جس مسئلہ میں خنثیٰ کو کم حصہ مل رہا ہو اسکے مطابق خنثیٰ کو حصہ دے دیا جائے۔ کیونکہ وہ اسکا یقینی حصہ ہے۔ مثلاً ایک آدمی ایک بیٹا ایک بیٹی اور ایک خنثیٰ چھوڑ کر مرا۔ تو اگر خنثیٰ کو مونث شمار کیا جائے تو اسے کم حصہ ملتا ہے لہٰذا اس کے مطابق خنثیٰ کو حصہ دیا جائے گا۔

خنثیٰ کو مذکر شمار کرتے ہوئے مسئلہ)

مسئلہ 5

میت

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ
2	1	2

(خنثیٰ کو مونث شمار کرتے ہوئے مسئلہ

مسئلہ 4

میت

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ
2	1	1

امام شعبی کے نزدیک خنثیٰ کا حکم یہ ہے کہ نصف نصیبین بالمنازعۃ۔ امام شعبی کا یہ قول صاحبین کے نزدیک متنازعہ فیہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ

امام شعبی کے مذکورہ بالا قول کی توجیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مرتبہ خنثیٰ مشکل کو بیٹے کے حصے کا نصف اور بعینہٖ اسی مسئلہ میں دوسری مرتبہ خنثیٰ مشکل کو بیٹی کے حصے کا نصف دے دیا جائے۔

مثلاً مسئلہ 9/4

میت

خنثیٰ (مشکل)	بیٹی	بیٹا
3/4=1/4+1/2	1/2	1
3 =1 + 2	2	4

عمل: جب ورثاء کے حصص 1/4+1/2+1/2+1 کو جمع کیا گیا تو کل حصص (2-1/4) ہوئے اور اب جب ہم نے اسکی کسر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو عدد صحیح کو ربع (1/4) کے مخرج 4 میں ضرب دی تو یہ کل 8 ہوئے اور پھر ربع (1/4) کو اس کے اپنے ہی مخرج 4 میں ضرب دی۔ تو یہ کل 8 ہوئے اور پھر ربع (1/4) کو اس کے اپنے ہی مخرج 4 میں ضرب دی تو ایک عدد بنا۔ اس طرح 8 اور ایک عدد کو آپس میں جمع کیا گیا تو کل 9 حصے بنے۔ لہٰذا مسئلہ 9 سے بنا۔ 4 بیٹے کو 2 بیٹی کو اور 3 حصے خنثیٰ کو ملے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام شعبی رحمۃ اللہ کے اس قول کی توجیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ خنثیٰ کو مذکر بنا کر مسئلہ نکالا جائے اور دوسری مرتبہ خنثیٰ کو مونث بنا کر مسئلہ نکالا جائے۔ خنثیٰ کو مذکر شمار کر کے جس عدد سے مسئلہ بنایا گیا ہے۔ اس عدد کو دوسری طرف جو خنثیٰ کو مونث شمار کر کے عدد اصل مسئلہ برآمد ہوا ہے اس میں ضرب دیجئے۔ اسکے بعد دوسری صورت کے اصل مسئلہ کو پہلی صورت کے اصل مسئلہ میں ضرب دیجئے اور پھر پہلی صورت کے اصل مسئلہ کو دوسری صورت کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دیجئے۔ اسکے بعد دوسری صورت کے اصل مسئلہ کو پہلی صورت کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دیجئے۔ اسکے بعد دونوں صورتوں کے آخری حاصل ضرب کو جمع کیجئے تو پس یہی تصحیح مسئلہ کا عدد ہے۔ اسکے بعد دونوں صورتوں کے ایک جیسے حصہ داروں کے حصے جمع کیے جائیں تو حاصل جمع ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

مسئلہ 5 تص 20

میت

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ (بیٹا)
2	1	2
8	4	8

(مشترکہ تص 40)

مسئلہ 4 تص 20

میت

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ (بیٹی)
2	1	1
10	5	5

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ
18=10+8	9=4+4	13=5+8

سبق نمبر 17 :

حمل کا بیان

سوال: مدت حمل کی وضاحت کریں؟

جواب: کم از کم مدت حمل میں تو سب آئمہ کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ چونکہ قرآن مقدس میں ارشاد بری تعالیٰ ہے۔

وحمله و فصله ثلثون شهرا (الاحقاف۔15)

ترجمہ۔ بچے کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت 30 مہینے ہے۔

تو اس مجموعی مدت میں سے جب دودھ چھڑانے کی مدت 2 سال نکال دی گئی تو باقی چھ مہینے حمل کی مدت ٹھہری۔ دودھ چھڑانے کی مدت جو دو سال قرار دی گئی ہے وہ قرآن حکیم کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے۔

حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعته (البقرہ۔233)

ترجمہ۔ جو شخص مدت رضاعت (دودھ پلانے کی مدت) پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔اس کیلئے مکمل دو سال کا عرصہ ہے۔

اکثر مدت حمل کے بارہ میں آئمہ کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل 2 سال ہے لیث بن اسدر حمہ اللہ کے نزدیک اکثر مدت حمل 3 سال ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل 4 سال ہے امام زھری رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل 7 سال ہے

سوال: حمل کے لئے کتنا حصہ موقوف رکھا جائے؟

جواب: امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کے لئے 4 بیٹوں یا 4 بیٹیوں کا حصہ موقوف رکھا جائے پھر ان حصوں میں سے اکثر حصہ حمل کیلئے مقرر کر لیا جائے اور باقی ورثاء کیلئے حمل کو مذکر اور مونث بنا کر دو الگ الگ مسئلے نکالے جائیں۔ ان میں سے جس اعتبار سے حمل کے علاوہ باقی ورثاء کا حصہ کم آتا ہو اسی اعتبار سے حصہ ورثاء کو دیدیا جائے امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کے لئے 3 بیٹوں یا 3 بیٹیوں کا حصہ موقوف رکھا جائیگا۔ پھر ان میں سے جو حصہ اکثر بنے گا وہ حمل کو دیدیا جائیگا۔

امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری روایت کے مطابق حمل کے لئے دو بیٹیوں یا دو بیٹوں کا حصہ موقوف رکھا جائے ان میں سے اکثر حصہ حمل کو دے دیا جائے۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کے لئے فقط ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ موقوف رکھا جائے اسکی وضاحت تخریج مسئلہ میں آئیگی۔

فتویٰ: فتوی امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک پر ہے کہ حمل کے لئے ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ موقوف رکھا جائے۔

سوال: حمل کے میت میت کی طرف سے ہونے اور نہ ہونے کی بنا پر تقسیم وراثت کیسے ہوگی۔

جواب: 1۔ اگر حمل میت کی طرف سے ہے (ایک مرنے والے شخص نے اپنے پسماندگان میں اپنی حاملہ بیوی چھوڑی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ حمل میت کی طرف سے ہے) اور اس کی بیوی نے اکثر مدت حمل یا اکثر مدت حمل سے کم عرصہ پر بچے کو جنم دیا اور اس عورت نے عدت کے گزرنے کا اقرار بھی نہیں کیا تو اس صورت

میں نومولود بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

2۔ اگر متوفی کی بیوی اکثر مدت حمل کے بعد بچے کو جنم دے تو وہ بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث نہیں بنے گا۔

3۔ اور اگر بچہ مرنے والے شخص کا حمل نہیں ہے بلکہ متوفی کے علاوہ وہ کسی اور شخص کا حمل ہے (مثلاً متوفی کے بھائی نے کسی عورت سے شادی کی تھی اب اس عورت کا حمل متوفی کی طرف منسوب نہیں بلکہ متوفی کے غیر کی طرف منسوب ہے) اور اس کی والدہ نے بچے کو چھ ماہ پر یا چھ ماہ سے کم عرصہ میں جنم دیا تو اس صورت میں ہونے والا بچہ اس متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

4۔ اور اگر کسی غیر کا حمل چھ ماہ کے بعد وضع ہو تو پھر وہ نومولود متوفی کی جائیداد کا وارث نہیں بنے گا۔

سوال: حمل کس حد تک زندہ برآمد ہونا نومولود کے زندہ ہونے پر دلالت کرے گا

جواب: 1۔ اگر بچے کے جسم کا کم حصہ بقید حیات برآمد ہو اور جسم کا اکثر حصہ بقید ممات برآمد ہو تو اس صورت میں یہ بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث نہ ہوگا۔

2۔ اگر بچے کے جسم کا اکثر حصہ بقید حیات برآمد ہو اور جسم کا کم حصہ بقید ممات برآمد ہو تو اس صورت میں یہ بچہ متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

سوال: بچے کے اکثر اور اقل جسم کا اندازہ کیسے لگایا جائے؟

جواب: 1۔ اگر بچہ مستقیما برآمد ہو (سر کی طرف سے آمد ہو) تو پھر اس کے سینے کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اسکا تمام سینہ بقید حیات برآمد ہو تو بچہ جائیداد کا وارث بنے گا بصورت دیگر نہیں۔

2۔ اگر بچہ منقوصا برآمد ہوا (پاؤں کی طرف سے برآمد ہو) تو پھر اس بچے کی ناف کا اعتبار کیا جائے گا یعنی جب بچہ ناف تک برآمد ہوا تو وہ زندہ تھا تو اس صورت میں وہ متوفی کی جائیداد کا وارث بنے گا۔

سوال: حمل کی صورت میں مسئلہ حل کرنے کا طریقہ بیان کریں؟

جواب: 1۔ حمل کے دو مسئلے اس طرح سے بنائے جائیں کہ حمل کو باقی ورثاء کے ساتھ ایک مرتبہ مذکر شمار کرکے مسئلہ نکالا جائے۔ اور دوسری مرتبہ حمل کو مونث شمار کرکے مسئلہ نکالا جائے۔ دونوں مسئلوں کے عدد تصحیح کو پیش نظر رکھا جائے۔ اگر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو پھر ہر مسئلہ کے کل عدد تصحیح کو دوسرے مسئلہ کے کل عدد تصحیح سے ضرب دی جائے اور اگر ان دونوں مسئلوں کے عدد صحیح کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو پھر ہر مسئلہ کے عدد تصحیح کے وفق کو دوسرے مسئلہ کے کل عدد تصحیح سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب مجموعی تصحیح مسئلہ کا عدد ہوگا۔

2۔ پھر ایک مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ کے ساتھ دوسرے مسئلہ کے کل یا وفق کو ضرب دی جائے۔

3۔ پھر ضرب دینے کے ساتھ دونوں مسئلوں میں سے جو جو حصہ ورثاء کو مل چکا ہے جس مسئلہ کی رو سے حصہ کم ملا ہے اس مسئلہ کے مطابق ہر حصہ دار کو کم حصہ دیا جائے۔ اس اقل حصہ اور دوسرے مسئلہ کے اکثر حصہ کے درمیان جتنے عددوں کا فرق نکلتا ہو اسے موقوف قرار دیا جائے۔

4۔ جب حمل ظاہر ہو جائے اور وہ حمل تمام موقوف حصے کا مستحق نکلے تو اب مزید مسئلہ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ موقوف حصہ اس حمل کے سپرد کر دیا جائے۔

5۔ اگر ظاہر ہونے والا حمل تمام موقوف حصے کا مستحق نہ ہو بلکہ بعض موقوف حصے کا مستحق ہو تو وہ حمل اس بعض حصے کو پالے گا اور باقیماندہ حصہ کو ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ (جتنا حصہ موقوف تھا وہ ہر حصے دار کو دے دیا جائے)

مثال۔

مندرجہ ذیل مثال میں حمل کو 4 بیٹے شمار کیا جائے گا۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے

مسئلہ 24 تص 72×3=216

میت

والد	والدہ	بیوی	بیٹی (3) حمل
1/6	1/6	1/8	عصبہ
4	4	3	13
12	12	9	39
36	36	27	117

مسئلہ 27/24 × 8=216

میت

والد	والدہ	بیوی	بیٹی س حمل
1/6+عصبہ	1/6	1/8	2/3
4	4	3	16
32	32	24	128

	والد	والدہ	بیوی	بیٹی
	32	32	24	13
موقوف	4	4	3	104

عمل۔

1۔ حمل کو ایک مرتبہ باقی حصہ داروں کے ساتھ مذکر شمار کر کے حصہ نکالا تو مسئلہ 24 سے بنا۔ نتیجہ کے طور پر 24 میں سے 4 باپ کو 4 والدہ کو 3 بیوی کو اور 13 حصے بیٹی اور حمل (مذکر) کو ملے۔ ان 13 حصوں اور ان کے رؤوس 3 کے درمیان تباین کی نسبت ہے لہٰذا کل رؤوس 3 بہر حال خود ہوئے۔ پھر 3 کو اصل مسئلہ 24 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 72 تصحیح مسئلہ ہوا۔ پھر کل عدد رؤوس 3 کو ہر حصہ دار کے

حصہ کے ساتھ ضرب دی تو متوفی کے والد کو 72 میں سے 12 والدہ کو 12 بیوی کو 9 اور بیٹی اور حمل کو 39 ملے۔

2۔ پھر دوسری مرتبہ دوسرے مسئلہ میں حمل کو باقی حصہ داروں کے ساتھ مونث شمار کر کے حصہ نکالا تو نتیجہ میں والد کو 4 والدہ کو بھی 4 بیوی کو 3 اور بیٹی اور حمل کو 16 حصے ملے۔ اس طرح یہ مسئلہ 24 سے 27 تک عول کر گیا۔ جس مسئلہ میں ہم نے حمل کو مذکر شمار کیا اس کے عدد تصحیح 72 اور جس مسئلہ میں ہم نے حمل کو مونث شمار کیا اس کے عدد تصحیح 27 میں جب نسبت دی گئی تو توافق ثمن کی نسبت نکلی۔ اس طرح 72 کا وفق ثمن 8 بنا۔ ہم نے اس 8 کو دوسرے مسئلہ کے عول 27 میں ضرب دی تو کل 216 حاصل ضرب ہوئے۔ اسی طرح دوسرے مسئلہ کے عدد تصحیح 27 کے وفق ثمن 3 کو پہلے مسئلہ کے تصحیح عدد 72 سے ضرب دی تو یہ بھی 216 ہوئے تو پھر پہلے مسئلہ (جس میں حمل کو مذکر شمار کیا گیا ہے) کے وفق 8 کو جب دوسرے مسئلہ (جس مسئلہ میں حمل کو مونث شمار کیا گیا ہے) کے حصے داروں کے حصے کے ساتھ ضرب دی تو نتیجہ میں متوفی کے والد کو 32 والدہ کو بھی 32 بیوی کو 24 اور بیٹی اور حمل کو 128 ملے جب دوسرے مسئلہ کے وفق 3 کو پہلے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو بیٹی اور حمل کو 117 حصے ملے۔

3۔ دونوں مسئلوں میں سے ہر ایک حصہ دار کو جو جو حصہ ملا ان میں سے کم حصہ اس متعلقہ حصہ دار کو دے دیا گیا اور باقی حصہ موقوف کر لیا (مثلاً پہلی صورت میں باپ کو 36 اور دوسری صورت میں باپ کو 32 حصے ملے تو باپ کو کم حصہ 32 دینے کے بعد 4 کو موقوف کر لیا گیا اور اسی طرح والدہ کو 32 حصے دینے کے بعد 4 کو موقوف

کرلیا گیا پھر بیٹی اور حمل کے پہلے مسئلہ کی صورت میں 117 ملے تھے اور دوسرے مسئلہ کی صورت میں 128 حصے ملے تھے۔ لہٰذا بیٹی کو 117 میں سے نواں حصہ 13 دیا گیا اور یہ اس لئے کہ امام اعظم رحمتہ علیہ کے نزدیک حمل کو ایک مرتبہ 4 مذکر اور دوسری مرتبہ 4 مونث شمار کیا جاتا ہے پھر ہر حصہ دار کو دو مختلف مسئلوں میں سے کم حصہ دیا جاتا ہے تو بیٹی کا کم حصہ اسی وقت بنتا ہے کہ جب حمل کو امام اعظم رحمتہ علیہ کے قول کے مطابق 4 مرد شمار کیا جائے تو امام اعظم رحمتہ علیہ کے قول کے مطابق بیٹی سمیت حمل کے 9 رؤس ہوئے اور انہیں حاصل ہونے والے حصہ 117 کا (1/9) حصہ 13 نکلا جو بیٹی کو دیا گیا ہے تو جب 104 کے ساتھ باقی حصہ داروں کے موقوف عدد کو ملایا تو یہ کل 115 ہوئے)

4۔ اگر حمل ایک بیٹی کی صورت میں وضع ہو یا ایک سے زائد بیٹیوں کی صورت میں سامنے آئے تو موقوف حصہ 115 میں بیٹی کے حصہ 13 کو شامل کر دیا جائے تو یہ کل 128 ہوئے جو کہ بیٹیوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ہم نے حمل کو بیوی والدہ اور والد کے حق میں مونث شمار کیا تو والدین اور بیوی کو جو حصہ حمل کے مونث ہونے کی صورت میں مل سکتا ہے وہی ہم نے ان کے سپرد کر دیا اور جو کچھ باقی بچا وہ 128 ہوا اور یہ دو بیٹیوں کا حصہ ٹھہرا۔ جو کہ ان میں برابر تقسیم کر دیا گیا دیکھئے۔ جب حمل کو مونث شمار کیا گیا تھا تو اسے بالآخر 128 حصے ملے تھے اور اب بھی اسے اتنا حصہ ہی مل رہا ہے۔ (الجرجانی سید محمد شریف ص 136)

وضاحت۔

اگر رؤوس اور سہام کے درمیان تماثل کی نسبت نہ ہو بلکہ تباین یا توافق کی نسبت ہو تو (جیسا کہ حمل کو 2 بیٹیاں شمار کر دیا جائے تو کل رؤوس 3 ہو جائیں گے۔) اس صورت میں کل عدد رؤوس یا وفق عدد رؤوس کو اصل مسئلہ 216 میں ضرب دی جائے گی پھر ان 3 رؤوس کو ہر حصے دار کے حصے کے ساتھ ضرب دی جائے۔

5۔ اگر حمل ایک بیٹے کی صورت میں یا ایک سے زائد بیٹوں کی صورت میں ظاہر ہو تو پھر والدین اور بیوی کو ان کا موقوف حصہ دے دیا جائے گا تو اس طرح والدین کو 32،32 کی بجائے 36،36 اور بیوی کو 24 کی بجائے 27 حصے ملیں گے اور پھر بیٹی اور حمل کو (جو کہ بیٹا یا متعدد بیٹوں کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔) اسے حصے دینے کے لئے بیٹی کے حصہ 13 کو باقی ماندہ 104 کو جمع کر لیا جائے پھر مذکر اور مونث میں 1/2 کے تحت تقسیم کر دیا جائے۔

6۔ اگر حمل مردہ بچے کی صورت میں سامنے آیا تو پھر والدین اور بیوی کو ان کے موقوف حصے دے دیئے جائیں گے اور بیٹی کو کل جائیداد 216 کا نصف (108) دیا جائے گا۔ (چونکہ پہلے بیٹی کو 13 حصے مل چکے ہیں لہٰذا جب ان میں موقوف عدد 104 میں سے 95 کو شمار کیا جائے گا تو کل 108 بن جائیں گے اور یہ 108، 216 کا نصف ہیں) اب 104 میں سے 95 نکالے گئے تو باقی 9 حصے بچے۔ جو کہ والد کو بطور عصبہ ہونے کے مل جائیں گے اس طرح والد کا حصہ 216 میں سے 45 ہو جائے گا۔

سبق نمبر 18

مفقود ، قیدی ، اور غرقی ، حرقی ، ھدمی کا بیان

سوال: مفقود کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

جواب: مفقود اسم مفعول کا صیغہ ہے جو کہ فقد سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہیں گم ہونا اور اصطلاح شرع میں مفقود اس شخص کو کہتے ہیں جو گھر سے غائب ہو اور اس کی بابت یہ علم نہ ہو سکے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔

حکم۔

مفقود اپنے مال میں زندہ شمار کیا جائیگا لہٰذا جب تک اس کے معدوم ہونے کا قطعی اور یقینی علم نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی بھی شخص اسکی جائیداد کا وارث نہیں ہو سکتا اور مفقود اپنے غیر کے مال میں مردہ شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا وہ کسی دوسرے کے مال کا وارث نہیں بنے گا بلکہ اسکا حصہ بطور امانت محفوظ رکھا جائیگا حتیٰ کہ اسکی کا قطعی علم ہو جائے۔ یا اس پر موت کی مدت گزر جائے۔

مدت موت۔

1۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی مفقود 120 سال تک لاپتہ رہے تو اس پر مرنے کا حکم لگا دیا جائے گا۔

2۔ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے مدت موت 110 سال قرار دی ہے۔

3۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے 105 سال مدت موت قرار دی ہے۔

4۔ بعض علماء نے 90 سال مدت موت قرار دی ہے۔

5۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مفقود کا مال قاضی کے اجتہاد پر موقوف ہوگا۔ یعنی جب قاضی یہ محسوس کرے کہ مفقود جیسا شخص اتنا عرصہ دراز تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ تو پھر قاضی مفقود پر موت کا حکم لگادے۔ اگر کسی شخص کے فقدان کے بعد کسی ایسے کا انتقال ہوجائے کہ جس کے مال کا مفقود وارث بنتا ہے تو ایسی صورت میں مفقود کے حصہ کو محفوظ رکھا جائے اور حمل کی طرح دو الگ الگ مسئلے بنائے جائیں ایک مسئلہ میں مفقود کو زندہ شمار کرتے ہوئے اور دوسرے مسئلہ میں مفقود کو مردہ شمار کرتے ہوئے حصہ داروں کو حصص دیئے جائیں اور جس تقدیر پر حصہ داروں کا کم حصہ کو وہی حصہ حصہ داروں کو دے دیا جائے۔ مثلاً

مسئلہ 2 تص 8×7=56

میت

خاوند	2 سگی بہنیں، سگا بھائی (زندہ مفقود)	
1/2	عصبہ	
1	1	
4	2 ،	2
28	14 ،	14

مسئلہ 6 تص 7×8=56

میت

	خاوند	2 سگی بہنیں	سگا بھائی (مردہ مفقود)
	1/2	2/3	محجوب
	3	4	0
	24	32	0
	خاوند	2 سگی بہنیں	
	24	14	
موقوف	4	18	

عمل

ان دو مسائل میں سے ایک مسئلہ مفقود کو زندہ اور دوسرے مسئلہ میں مفقود کو مردہ شمار کیا گیا ہے۔ پھر پہلے مسئلہ کے عدد 8 کو دوسرے مسئلہ عدد 7 سے نسبت دی گئی تو تباین کی نسبت نکلی لہذا پہلے مسئلہ کے عدد 8 کو دوسرے مسئلہ کے عدد 7 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 56 ہوئے۔ اور اسی دوسرے مسئلہ کے عدد 7 کو پہلے مسئلہ کے عدد 8 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 56 ہو گئے اس کے بعد پہلے مسئلہ کے عدد 8 کو دوسرے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص کے ساتھ ضرب دی تو خاوند کو 24 سگی بہنوں کو 32 حصے ملے اور دوسرے مسئلہ کے عدد 7 کو پہلے مسئلہ کے حصہ داروں کے حصص سے ضرب دی تو نتیجہ خاوند کو 28 سگی بہنوں کو 14 اور ایک سگے بھائی (وہ مفقود الخبر جسے زندہ شمار کیا گیا) کو بھی 14 حصے ملے اس کے بعد دونوں مسئلوں میں سے کم حصہ حصہ داروں کے سپرد کر دیا گیا اور باقی کو محفوظ کر لیا گیا تو اس طرح خاوند کو 24 دیگر 4 حصے محفوظ کر لئے گئے سگی بہنوں کو 14 حصے دیگر 18 حصے مفقود کر لئے گئے پھر اگر مفقود کا زندہ ہونا ثابت ہو جائے تو خاوند کو اس کے 4 موقوف حصص واپس کر دیئے جائیں گے۔ تاکہ کل جائیداد (56) کا نصف (28) خاوند کو مل جائے گا۔ اور بقیہ 28 حصے سگے بہن بھائیوں میں 1:2 تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

اور اگر مفقود کا فوت ہونا ثابت ہو جائے تو پھر سگی بہنوں کو ان کے موقوف حصے دے دیئے جائیں۔ اور خاوند کو اس کے موقوف حصہ دے دیئے جائیں۔

(شریفیہ ص 138، 139)

سوال: اسلامی قانون وراثت میں قیدی کی شرعی حالت بیان کریں۔

جواب: اسلامی قانون وراثت میں قیدی کا حکم تمام مسلمانوں کے حکم کی طرح ہے بشرطیکہ وہ دین اسلام پر قائم ہو اگر قیدی دائرہ اسلام سے انحراف کرے تو اس کا حکم مرتد کی طرح ہوگیا اور اگر کسی قیدی کی موت وحیات کا یقینی علم نہ ہو تو اس کا حکم مفقود کی طرح ہوگا۔

سبق نمبر 19

مرتد کی وراثت کا بیان

سوال: اسلامی قانون وراثت میں مرتد کی شرعی حیثیت بیان کریں۔

جواب: جب کوئی مرتد شخص (مذکر) اپنے ارتداد پر مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا دار الحرب کے ساتھ مل جائے اور قاضی بھی یہ فیصلہ صادر کر دے کہ وہ شخص دار الحرب کے ساتھ مل چکا ہے تو اس سلسلہ میں تین مختلف اقوال ہیں۔

1۔ سراج الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو کچھ مرتد نے حالت اسلام میں کمایا تھا وہ مال تو اس کے مسلمان ورثا کا ہوگا۔ اور جو اس نے حالت ارتداد میں مال کمایا ہوگا وہ بیت لمال میں جمع کروا دیا جائے گا۔

2۔ صاحبین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا قول یہ ہے کہ تمام مال اس کے مسلمان ورثا کو دیا جائے گا۔

3۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مرتد کا تمام مال بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا۔ اور مرتد نے جو مال دار الحرب کے ساتھ لاحق ہونے کے بعد کمایا ہے وہ بالاتفاق مال فئی ہے۔ (فئی اس مال کو کہتے ہیں جو لڑائی کے بغیر کفار کا مال ہاتھ میں آئے ایسے مال میں تمام مسلمانوں کا حصہ ہوتا ہے۔) اور مرتدہ (دائرہ اسلام سے خارج ہونے والی عورت) کا تمام مال بالاتفاق اس کے تمام مسلمان ورثاء کے لئے ہوگا۔ مرتد (مرد) اور مرتدہ (عورت) مسلمان کے مال کے وارث نہ ہوں گے اور نہ ہی اپنے جیسے کسی دوسرے مرتد اور مرتدہ کے وارث ہوں گے ہاں اگر تمام شہری مرتد

ہو جائے (العیاذ باللہ) تو وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

سوال: اسلامی قانون وراثت میں ایک ساتھ ڈوب کر (غرقی) جل کر (حرقی) اور دب کر (ہدمی) مرنے والے مرتد مرنے والے متعدد رشتے دار اشخاص کی شرعی حیثیت بیان کریں۔

جواب: جب باہمی رشتہ داروں کی ایک جماعت مر جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون شخص مرا ہے اور بعد میں کون شخص مرا ہے مثلاً ایک کار میں متعدد رشتہ دار سوار تھے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے وہ سب مر گئے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے تو پھر ایسی صورت میں سمجھا جائے گا کہ گویا تمام افراد اکٹھے ہی مرے ہیں تو ہر ایک کا مال اس کے زندہ ورثاء کیلئے ہوگا۔ یکبارگی مرنے والے متعدد رشتہ دار ایک دوسرے کی جائیداد کے وارث نہ ہوں گے۔ جیسے باپ اور اس کا بیٹا اکٹھے مر گئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے اور دونوں باپ بیٹے نے اپنے پسماندگان میں ایک ایک بیٹی کو بھی چھوڑا ہے تو ایسی صورت میں یہ باپ اور بیٹا تو آپس میں ایک دوسرے کی جائیداد کے وارث نہیں بنتے ہیں لیکن ان کی پسماندگان بیٹیاں ہر دو طرف سے وارث بنیں گیں۔

التماس

استفادہ کرنے والے حضرات سے التماس ہے کہ میرے لئے دنیا اور آخرت کی بہتری کی دعا کریں اصلاح کی خاطر کتاب میں غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں اور درگزر بھی فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دعا جو:

محمد مظہر فرید شاہ

نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال

مؤلف کی دیگر تالیفات



درجہ عالیہ اور ایم اے اسلامیات کے طلبہ وطالبات کیلئے
اصطلاحات حدیث اور ان کے احکام کا حسین مرقع



درجہ ثانویہ عامہ کے طلباء وطالبات اور منطق کا ذوق
رکھنے والے دیگر حضرات کیلئے آسان کتاب



ثانویہ عامہ وخاصہ کے طلبہ، طالبات کیلئے
علم نحو کی بے مثال کتاب



خبر واحد کے دلیل شرعی ہونے کی بابت دلائل اور
حدیث نبوی ﷺ سے متعلق فوائد قواعد کا حسین مجموعہ



سنت نبوی کی دین متین میں اساسی حیثیت کو
سمجھنے کیلئے آسان دلائل پر مشتمل کتاب